سوانح حیات

حضرت جعفر طیارؑ

ضمیر اختر نقوی

امیر لشکر حضرت جعفر بن ابی طالب کا مزار اس مسجد میں ہے جو ان کے نام سے موسوم ہے۔

سوانح حیات

حضرت جعفر طیارؑ

سید ضمیر اختر نقوی

مرکز علوم اسلامیہ۔ کراچی۔ فون ۸۱۱۲۸۶۸۔

کتابیات

۱۔ حیات القلوب	علامہ مجلسی
۲۔ ایمان ابوطالبؑ	صائم چشتی
۳۔ فیضانِ ابوطالبؑ	ڈاکٹر سید بدرالحسن عابدی
۴۔ قمر بنی ہاشم	علامہ سید ذیشان حیدر جوادی
۵۔ الغفاری	علامہ سید نجم الحسن کراروی
۶۔ النجم	مرتبہ: سید ضمیر اختر نقوی
۷۔ حضرت جعفر طیارؑ	طالب ہاشمی
۸۔ توحید کی کہانی حضرت جعفر طیار کی زبانی	ڈاکٹر کاظم علی رضا
۹۔ تاریخِ ابوالفدا	علامہ اسمٰعیل بن علی
۱۰۔ تاریخِ انبیاء	
۱۱ صحابیات	علامہ نیاز فتحپوری
۱۲۔ تفسیر فرات	علامہ فرات بن ابراہیم کوفی
۱۳۔ مومن قریش	علامہ عبداللہ الخنیزی
۱۴۔ سوانح حضرت زینبؑ	مولانا سید آغا مہدی
۱۵۔ عبد الصالح	
۱۶۔ اصابہ	حافظ ابن حجرؒ
۱۷۔ عساکر	ابن عساکرؒ
۱۸۔ طبقات ابن سعد	علامہ ابنِ سعد
۱۹۔ اُسدُ الغابہ	علامہ ابن اثیر
۲۰۔ طبرانی	علامہ طبرانی
۲۱۔ "البدایہ والنہایہ"	حافظ ابن کثیر
۲۲۔ صحیح بخاری	امام بخاریؒ
۲۳۔ صحیح مسلم	امام مسلمؒ
۲۴۔ تاریخ طبری	ابنِ جریر طبری
۲۵۔ سیرت ابن ہشام	
۲۶۔ مواہب اللدنیہ	علامہ قسطلانیؒ
۲۷۔ تفہیم القرآن	مولانا مودودی
۲۸۔ ترمذی	
۲۹۔ عرفانِ جمیل	جمیل مظہری
۳۰۔ صبرِ جمیل	ثابت لکھنوی
۳۱۔ کربلا کی شیر دل خاتون	ڈاکٹر عائشہ بنتِ الشاطی مصری
۳۲۔ کلیات منیر شکوہ آبادی	منیر شکوہ آبادی
۳۳۔ مراثی میرانیس	
۳۴۔ مراثی مرزا دبیر	

انتساب

والدۂ گرامی مرحومہ

خطیبۂ اہلبیتؑ سیّدہ محسنہ بیگم اعلی اللہ مقامہا

کے

نام

maablib.org

پیش لفظ

بچپن ہی سے ہم نے اپنے گھر میں یہ دیکھا کہ ہماری والدہ خطیبۂ اہلبیتؑ مرحومہ محسنہ بیگم نقوی اعلی اللہ مقامہا نمازِ ظہر کے بعد نمازِ جعفر طیارؑ پڑھا کرتی تھیں۔ اُن کے انداز میں ہم کو جلالت اور دبدبہ نظر آتا تھا جب سے ہم کو حضرت جعفر طیارؑ سے عشق سا ہو گیا دوسرے یہ کہ جب کلامِ انیسؔ کا مطالعہ کیا تو جنابِ جعفر طیارؑ کا رعب، جلال، حشمت، شوکت، سطوت، ذہانت، خطابت، دبدبہ، حُسن، ان کا عشقِ رسولؐ، شجاعت، اور اُن کے جلال و جمال کی گویا تصویر دیکھ لی۔ اسی دلی محبت و مودّت کے جذبے نے جناب جعفر طیارؑ کی حیات و صفات کا احاطہ کرنے کے لئے کتاب کی ضرورت محسوس کی۔ اس لئے کہ اب تک جناب جعفر طیارؑ کے حیات و اوصاف پر مبنی کوئی مکمل کتاب اردو، عربی یا فارسی میں موجود نہیں ہے اور مؤرخین محققین اور سوانح نگاروں نے بھی چیدہ چیدہ باتیں ہی تحریر کی ہیں چنانچہ ہم نے جعفر طیارؑ پر ایک مکمل کتاب تالیف کی جس میں جناب جعفر طیارؑ کی حیات کے مختلف گوشے جن میں ولادت بچپن، سیرت، شمائل، شجرۂ نسب، آل و اولاد، ہجرتِ حبشہ، ورودِ مدینہ، ہشیاحوتِ جعفر طیارؑ زورِ خطابت وغیرہ اور شہادت تک کے حالات موجود ہیں گویا یہ کتاب جناب جعفر طیارؑ پر پہلی مکمل کتاب ہوگی۔ مزید براں اردو شعراء نے جناب جعفر طیارؑ کو جو خراجِ عقیدت پیش کیا ہے وہ بھی شاملِ کتاب ہے۔

کراچی سے لے کر پشاور اور ہندوستان، امریکہ، جزائر یورپ اور عرب تک مومنین مرکزِ علومِ اسلامیہ کی خدمات اور کارہائے نمایاں سے بخوبی واقف ہیں۔ مرکزِ علوم اسلامیہ واحد ادارہ ہے جو عرصۂ دراز سے ایک فعال ادارہ ہے نوجوانوں میں مذہبی اور ادبی شعور اُجاگر کرنے کا معاملہ ہو، اخبار کا اجراء، رسالہ کا اجراء، مجالس کا انعقاد، محافل کا اہتمام، اہم مذہبی اور

اور ادبی موضوعات پر کتابوں کی تصنیف، تالیف، ترجمہ اور اشاعت کا کام غرض ہر میدان میں مرکزِ علومِ اسلامیہ نے علومِ اہلبیتؑ سے وفاداری کا ثبوت دیتے ہوئے اپنی ذمہ داریاں نبھائی ہیں لیکن آج تک کسی بھی صاحب حیثیت اور مخیّر آدمی کو یا کسی سیٹھ یا مالدار شخص کو یہ توفیق نہیں ہوئی کہ وہ مرکزِ علومِ اسلامیہ کا ہاتھ بٹاتا۔ ملتِ تشیع میں جو بااثر اور پیسے والے مشہور ہیں اُن کی توفیقات تو پروردگار نے سلب کرلی ہیں۔ نہ جانے شیعہ قوم کے خمس کا پیسہ کہاں جارہا ہے۔ جو ادارے خمس کے مال سے چل رہے ہیں تو وہ اہلبیتؑ ہی کے خلاف کتابیں چھاپ رہے ہیں کہ جس میں توہینِ وقارِ اہلبیتؑ ہوتی ہے اور پھر قوم انہی کو پیسہ دیئے جارہی ہے یا پھر ان کے ہاتھوں میں کھیل رہی ہے۔

دیکھئے شاید کوئی اللہ کا بندہ ایسا پیدا ہو جسے امامِ زمانہ عجل اللہ فرجہ یہ توفیق دیں اور وہ مرکزِ علومِ اسلامیہ کے کاموں میں شریک ہو اور بہت سی قابلِ اشاعت کتابوں کی اشاعت کا سبب بن جائے۔

سید ضمیر اختر نقوی

جعفرؑ طیار کی اولاد پر صدقہ حرام ہے

زید بن ارقم سے پوچھا گیا۔ رسولؐ اللہ کے اہلِ بیت کون ہیں۔ انہوں نے کہا آپ کے اہلِ بیت وہ ہیں جن پر آپ کے بعد صدقہ حرام ہے۔ دریافت کیا گیا وہ کون ہیں۔ انہوں نے کہا وہ آلِ علیؑ، آلِ عقیل اور آلِ جعفر ہیں۔ دریافت کیا گیا ان سب پر صدقہ حرام ہے فرمایا ہاں! (صواعق محرقہ ص۵۴)

فہرستِ مضامین

نمبر شمار	فہرست مضامین	صفحہ نمبر
۱۔	حیات حضرت جعفر طیارؑ ابنِ ابی طالبؑ علیہ السلام ایک نظر میں۔	۱۱
۲۔	حضرت جعفر طیارؑ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نظر میں۔	۱۲
۳۔	حضرت جعفر طیارؑ امیر المومنین حضرت علی مرتضٰیؑ کی نظر میں۔	۱۵
۴۔	حضرت جعفر طیارؑ کی قبر۔	۱۶
۵۔	حضرت جعفر طیارؑ کی خاندانی عظمت	۱۸
۶۔	حضرت جعفر طیارؑ کے پدر بزرگوار (حضرت ابو طالبؑ)	۱۹
۷۔	حضرت جعفر طیارؑ کی والدہ ماجدہ (حضرت فاطمہؑ بنتِ اسدؑ)	۲۰
۸۔	حضرت جعفر طیارؑ کی ولادت۔	۲۱
۹۔	اسم گرامی، کنیت اور القاب۔	۲۱
۱۰۔	حضرت جعفر طیارؑ کے بھائی اور بہن۔	۲۲
۱۱۔	حضرت جعفر طیارؑ کی زوجہ اسماء بنتِ عمیس	۲۲
۱۲۔	حضرت جعفر طیارؑ نے پہلی نماز حضرت رسولِ اکرمؐ کی امامت میں ادا کی	۲۵
۱۳۔	حضرت جعفر طیارؑ کا مرتبہ فرشتوں کی نظر میں۔	۲۶
۱۴۔	ہجرتِ حبشہ	۲۷
۱۵۔	ہجرتِ حبشہ کن حالات میں واقع ہوئی۔	۲۸

۱۶۔	شاہِ حبش نجاشی کا تعارف	۲۹
۱۷۔	ہجرتِ حبشہ کا بیان	۳۴
۱۸۔	توحید کی کہانی حضرت جعفر طیارؑ کی زبانی	۳۶
۱۹۔	حضرت جعفر طیارؑ کی حبشہ سے واپسی	۷۴
۲۰۔	حضرت جعفر طیارؑ مدینہ منورہ میں	۷۴
۲۱۔	حضرت جعفر طیارؑ خیبر کے میدان میں	۷۵
۲۲۔	حضرت جعفرؑ طیار کا استقبال	۷۶
۲۳۔	نمازِ جعفر طیارؑ	۷۶
۲۴۔	خیبر کے مالِ غنیمت میں جعفر طیار کا حصّہ	۷۷
۲۵۔	حضرت جعفر طیارؑ نے حضورؐ کو نجاشی کا سلام پہنچایا	۷۸
۲۶۔	حضرت جعفر طیارؑ مدینہ منورہ میں آگئے	۷۸
۲۷۔	مدینہ منورہ میں حضرت جعفرؑ طیار کا گھر	۷۹
۲۸۔	مہاجرینِ حبشہ کی فضیلت	۷۹
۲۹۔	حضرت جعفر طیارؑ رسولِ خدا کے معتمدِ خاص تھے	۸۱
۳۰۔	عمرۃ القضا میں حضرت جعفر طیارؑ کی شرکت	۸۲
۳۱۔	جنابِ حمزہؑ کی صاحبزادی اور حضرت جعفر طیارؑ	۸۳
۳۲۔	جنگِ موتہ کا بیان اور جعفر طیارؑ کی شہادت	۸۶
۳۳۔	جنگِ موتہ تاریخ کی نظر میں	۹۶
۳۴۔	حضرت جعفر طیارؑ کی شہادت پر ختمی مرتبتؐ اور حضرت علیؑ کے تاثرات	۱۰۵
۳۵۔	اگر جعفرؑ طیار زندہ ہوتے تو علیؑ سے حقِ خلافت غصب نہ کیا جاتا	۱۰۸
۳۶۔	حضرت جعفر طیار اور میر انیس کے مرثیے	۱۱۰
۳۷۔	حضرت اُمِّ کلثومؑ کے شوہر عون بن جعفر بن ابی طالبؑ	۱۱۹
۳۸۔	نمازِ حضرت جعفر طیار	۱۲۱

۳۹۔	شاعروں کا خراجِ عقیدت۔ حضرت جعفر طیارؓ کی بارگاہ میں	۱۲۳
ا	مولانا جلال الدین رومی (مولانا روم)	۱۲۳
ب۔	دلگیر لکھنوی	۱۲۷
ج۔	نواب باقر علی خاں تشفی لکھنوی	۱۲۹
د۔	ثابت لکھنوی	۱۳۳
ھ۔	شیخ امام بخش ناسخ، منیر شکوہ آبادی، قدیم لکھنوی، حامد جونپوری،	۱۳۷
	جمیل مظہری، نسیم امروہوی	۱۳۸
و۔	مرزا دبیر	۱۳۹
ز۔	علامہ نجم آفندی	۱۴۳
ح۔	ذکر اولاد حضرت جعفر طیار ابنِ ابی طالبؑ	۱۴۷
	تہذیب الانساب	۱۹۳

کتاب ملنے کا پتہ

آئی ۴۔ نعمان ٹیرس فیز ۳ گلشنِ اقبال بلاک ۱۱ کراچی

اِفتخار بُک ڈپو۔ اسلام پورہ۔ کِرشن نگر۔ لاہور

خراسان بُک سینٹر۔ سولجر بازار۔ کراچی۔

اشاعت: سنہ ۱۹۹۸

قیمت:۔ ۲۰۰ دوسو روپے

حضرت جعفر طیارؑ
قرآن کی نظر میں

اِنَّ اللّٰہَ یُدۡخِلُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجۡرِیۡ
مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ یُحَلَّوۡنَ فِیۡهَا مِنۡ اَسَاوِرَ مِنۡ ذَهَبٍ وَّلُؤۡلُؤًا ؕ
وَلِبَاسُهُمۡ فِیۡهَا حَرِیۡرٌ ○ وَهُدُوۡۤا اِلَی الطَّیِّبِ مِنَ الۡقَوۡلِ ۚۖ
وَهُدُوۡۤا اِلٰی صِرَاطِ الۡحَمِیۡدِ ○ (سورۂ حج ۲۲ آیت ۲۳ اور ۲۴)

بالتحقیق اللہ اُن لوگوں کو جو ایمان لائے اور جنہوں نے نیک عمل کیے ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے ندیاں بہتی ہیں ان بہشتوں میں (ان کو سونے کے کنگن اور موتی کے ہار) پہنائے جائیں گے اور وہاں پوشاک اُن کی ریشمی ہوگی وجہ یہ ہے کہ اُنہوں نے پاکیزہ کلام کی ہدایت پائی تھی اور خدائے حمید کے راستے کی ہدایت پائی تھی۔

"وَهُدُوۡۤا اِلٰی صِرَاطِ الۡحَمِیۡدِ" کافی میں حضرت جعفر صادقؑ سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ یہ حمزہؑ اور جعفر طیارؑ اور عبیدہؓ اور سلمانؓ فارسیؓ اور ابوذر غفاریؓ اور مقدادؓ ابن اسود اور عمار ابن یاسر تھے جنہوں نے صراط الحمید یعنی ولایت جناب امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ کی راہ پالی تھی۔ المحاسن میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ واللہ

"صراط الحمید" سے مراد وہ امر ہے جس پر تم قائم ہو۔

الَّذِیْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ بِغَیْرِ حَقٍّ اِلَّآ اَنْ یَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ط (سورۂ حج آیت ۴۰)

کتاب کافی میں امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ یہ آیت جناب رسولِ خداؐ جناب علی مرتضیٰؑ، حضرتِ حمزہؓ اور حضرت جعفرؓ طیار کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ پھر اس کا حکم جناب امام حسینؑ کے بارے میں جاری ہوا۔

امام حسینؑ کی زبان پر جعفرؓ طیار کی مدح

جب امام حسین علیہ السلام کربلا میں ذوالفقار کھینچ کر سپاہِ کوفہ و شام کی طرف بڑھے تو زبان پر یہ رجز تھا:۔

انا ابن علی الطہر من آل ھاشم　　کفانی بھذا مفخر احین افخر

وجدای رسول اللّٰہ اکرم خلقہ　　ونحن سراج اللّٰہ فی الارض نزھر

وفاطم امی من سلالۃ احمد　　وعمی یدعی ذوالجناحین جعفر

یعنی کہ میں آلِ ہاشم میں فرزند علی ہوں۔ اور جب تک زندہ ہوں میرے لئے یہ فخر کافی ہے میرے جد حضرت رسولِ خدا تمام عالمین میں برگزیدہ ہیں۔ اور میں زمین پر اللہ کا روشن کیا ہوا چراغ ہوں اور فاطمہؑ بنتِ رسول اللہ جزدِ نورِ رسالت میری ماں ہیں اور میرے چچا جعفرؑ طیار ہیں جو ذوالجناحین کے لقب سے معروف ہیں یعنی خدا نے انہیں شہید ہونے کے بعد دو پر عطا کئے ہیں کہ جس سے وہ جنت میں پرواز کرتے ہیں۔

حیات حضرت جعفر طیار ابن ابی طالب علیہ السلام

ایک نظر میں

اسم مبارک	جعفر
کنیت	ابو عبداللہ ۔ ابو المساکین
لقب	ذوالجناحین (زمرد کے دو پروں والے)
پدر بزرگوار	حضرت ابو طالب علیہ السلام
مادر گرامی	حضرت فاطمہ بنت اسد صلوات اللہ علیہا
سن ولادت	۲۰ عام الفیل مطابق ۵۹۰ عیسوی
محل ولادت	مکۂ معظمہ
سنِ شہادت	جمادی الاول ۸ ھ مطابق ۶۲۹ عیسوی
محل شہادت	موتہ (ایک قصبہ جنوبی اردن کا)
بوقت شہادت	سِنِ اقدس :۔ ۴۱ برس
قبر مبارک	سرائے مزور (فلسطین)
زوجہ محترمہ	صرف ایک حضرت اسما بنت عمیس
اولاد	عبداللہ ابن جعفرؓ ۔ عون ابن جعفرؓ ۔ محمد ابن جعفرؓ

حضرت جعفرؑ طیار

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظر میں

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے۔
جناب رسولؐ خدا نے فرمایا کہ لوگ مختلف درختوں سے پیدا ہوئے اور میں اس درخت سے تعلق رکھتا ہوں جس کی جڑ علیؑ ہیں اور شاخ جعفرؑ ہیں۔

(حیات القلوب ۹۱۰

ابن ابی الحدید معتزلی نے حضرت امام جعفرؑ صادق علیہ السلام سے روایت بیان کی ہے کہ جناب رسولؐ خدا نے فرمایا کہ لوگ مختلف درختوں سے خلق ہوئے ہیں اور جعفرؑ اور میں درخت واحد سے پیدا ہوئے ہیں۔
(حیات القلوب ۶۸۴

حضرت رسولؐ خدا نے ایک مرتبہ خود حضرت جعفرؑ طیار سے ارشاد فرمایا کہ تم خلقت اور سیرت میں میری شبیہ ہو۔

(حیات القلوب ۶۸۴

شیخ طوسی نے روایت بیان کی ہے کہ

تین اشخاص سے برگزیدہ کیا ہے۔ میں ان میں سب سے بہتر اور زیادہ پرہیزگار ہوں مگر فخر نہیں کرتا اور اس نے مجھے اور ابوطالبؑ کے دونوں بیٹے علیؑ و جعفرؑ کو اور حمزہؑ پسر عبدالمطلبؑ کو برگزیدہ فرمایا۔

(حیات القلوب ۹۰)

ام المومنین حضرت عائشہ سے روایت ہے
رسولؐ اللہ نے فرمایا میں نے جعفرؑ کو فرشتوں کی صحبت میں دیکھا ہے وہ جعفرؑ کے گھر والوں کو بارش کی بشارت دیتے ہیں۔

("الجامع الصغیر" جلال الدین سیوطی)

ابن عدی حضرت علیؑ سے روایت کرتے ہیں:۔
رسولؐ اللہ نے فرمایا ـــــ جعفرؑ ایسے انسان پر رونے والوں کو رونا چاہیے۔

("الجامع الصغیر" جلال الدین سیوطی)

طبرانی، ابو عمر سے روایت کرتے ہیں:۔
رسولؐ اللہ نے فرمایا علیؑ میری جڑ اور جعفرؑ میری شاخ ہیں۔

("الجامع الصغیر" جلال الدین سیوطی)

حضرت رسولؐ اکرم نے مرض الموت میں حضرت فاطمہؑ زہرا سے فرمایا:۔
"اے فاطمہؑ ہم اہل بیت میں سے ایک وہ ہے جس کے دو سبز پر ہیں

حضرت رسول خداؐ نے جناب فاطمہ زہرا صلوات اللہ علیہا سے فرمایا کہ ہمارا شہید تمام شہیدوں سے بہتر ہے اور وہ تمہارے چچا جعفرؑ ہیں جو ہم میں سے ہیں۔ خدا نے ان کو دو پر عطا فرمائے ہیں جن سے وہ فرشتوں کے ساتھ بہشت میں پرواز کرتے ہیں۔

(حیات القلوب ۶۸۳)

عبداللہ ابن عباس فرماتے ہیں۔

ایک روز جناب رسولؐ خدا، خانہ اقدس سے حضرت علیؑ کا ہاتھ پکڑے ہوئے باہر تشریف لائے اور فرمایا "اے گروہ انصار اے فرزند ان ہاشم وعبدالمطلب میں خدا کا رسول ﷺ ہوں اور تین اشخاص میرے اہل بیت سے علیؑ و حمزہؑ و جعفرؑ میرے ساتھ طینت مرحومہ سے خلق ہوئے ہیں۔"

(حیات القلوب ۹۰۹)

انس بن مالک سے روایت ہے کہ رسولؐ خدا نے فرمایا کہ ہم فرزند ان عبدالمطلبؑ بہشت کے بزرگ لوگوں میں سے ہیں۔ میں خدا کا رسول، حمزہؑ سید الشہدا، جعفرؑ جن کو خدا دو پر عطا فرمائے گا، اور علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ تاسعدیؑ۔

(حیات القلوب ۹۰۹)

علی بن ابراہیم سے روایت ہے:۔

جناب رسولؐ خدا نے فرمایا کہ خدا نے مجھے میرے اہلبیتؑ میں سے

اور فرشتوں کے ساتھ جہاں چاہتا ہے جنت میں اڑتا پھرتا ہے اور وہ تمہارے والد کا ابن عم اور تمہارے شوہر (علیؑ) کا بھائی ہے۔"

(ارجح المطالب ۴۷۹)

حضرت جعفرؑ طیار

امیرالمومنین حضرت علی مرتضیٰؑ کی نظر میں

امام جعفرؑ صادق علیہ السلام سے روایت ہے حضرت علی نے فرمایا کہ جناب رسولؐ خدا ہم میں سے ہیں جو اولین و آخرین کے سردار اور خاتم المرسلینؐ ہیں اور ان کا وصی اوصیائے پیغمبران میں سب سے بہتر ہے اور ان کے دو فرزند حسنؑ و حسینؑ بہترین فرزندان پیغمبران ہیں اور بہترین شہدا حمزہ ہیں جو ان کے چچا ہیں اور جعفرؑ جو فرشتوں کے ساتھ پرواز کرتے ہیں اور قائم آلِ محمدؐ

(حیات القلوب ۹۰۹، ۹۱۰)

حضرت علیؑ نے روز شوریٰ فرمایا کہ میں تم سے قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا تم میں کوئی ہے جس کا کوئی بھائی جعفرؑ طیار کے مانند ہو کہ خدا نے جس کو دو رنگین پروں سے آراستہ کیا ہو جن سے وہ بہشت کے درختوں میں جس جگہ چاہے پرواز کرے اور اس کا کوئی ایسا چچا مثل میرے چچا حمزہؑ کے ہو جو شیر خدا اور شیر رسول اور بہترین شہدا ہو' سب نے کہا ہم میں کوئی ایسا

نہیں۔

(حیات القلوب ۹۰)

حضرت علیؑ نے معاویہ کے نام ایک خط میں تحریر فرمایا:۔
حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا دستور تھا کہ جب میدان کارزار شعلہ زن ہوتا تھا اور آپ کی فوج کے قدم پیچھے ہٹنے لگتے تھے تو حضور اپنے اہلبیتؑ کو آگے بڑھا دیتے تھے اور اس طرح اہل بیتؑ کو جنگ کی بھٹی میں جھونک کر اپنے اصحاب کو نیزوں اور تلواروں کی آنچ سے بچا لیتے تھے چنانچہ عبیدہ بن حارث معرکہ بدر میں شہید ہوئے اور حمزہ بروز احد جام شہادت نوش کر گئے اور جعفرؑ طیار جنگ موتہ میں شرف شہادت پا گئے۔

(نہج البلاغہ ۶۸۹)

حضرت جعفرؑ طیار کی قبر

"بیت المقدس سے دو منزل دور موتہ ہے جہاں حضرت جعفرؑ ابن ابی طالب، زید بن حارثہ اور عبد اللہ ابن رواحہ کی قبریں ہیں"۔

(منتخب التواریخ جلد اول ۳۱۰)

"بیت المقدس" فلسطین کبھی شام کا ایک صوبہ تھا لیکن آج کل یہ ایک الگ ملک ہے جس کا بیشتر حصہ اسرائیل کے تحت ہے اور کچھ اردن کا حصہ ہے۔

(معجم البلدان ۳۴۲)

حضرت جعفرؑ طیار کی قبر کے سلسلے میں ۱۳۵۲ھ - ۱۹۳۳ء میں اخبار

"سرفراز" لکھنؤ میں ایک اہم خبر شائع ہوئی تھی:۔

"تھانہ کرک (فلسطین) میں "مزار" نامی گاؤں ہے جہاں ـــــ حضرت جعفرؑ طیار کے نام معنون ایک مسجد اور سرائے ہے "سرائے مزور" کہتے ہیں۔ کھدائی کے سلسلے میں اس سال ایک سرنگ برآمد ہوئی جس میں ایک کمرہ تھا۔ کمرہ میں سولاشیں برابر سے سپرد خاک تھیں۔ خیال کیا جاتا ہے کہ یہ لاشیں جنگ موتہ کے شہدا حضرت جعفرؑ طیار اور ان کے ساتھیوں کی ہیں۔ سروں پر عمامہ اور زخم تازہ تھے۔

("اخبار سرفراز" لکھنؤ ۲۵ مارچ ۱۹۳۳ء)

فلپ کے ہیٹی لکھتا ہے:۔

"موتہ" شرق اردن میں ہے اور کرک کے جنوب میں دو گھنٹے کی مسافت پر ہے الاوس میوسل Alois Musil وہاں گیا تھا' دیکھئے اس کی کتاب Arabia Petraca جلد اول ۱۵۲"

("تاریخ شام" از فلپ کے ہیٹی غلام علی اینڈ سنز لاہور ۱۹۶۸ء)

حضرت جعفرؑ طیار کا علم و فضل

حضرت جعفرؑ کے علم و فضل، فہم و فراست، جوشِ ایمان اور حق گوئی کا اندازہ اس تقریر سے بخوبی کیا جاسکتا ہے جو انہوں نے شاہِ حبشہ کے دربار میں کی۔ اس کے بعد انہوں نے جس حکیمانہ انداز میں بادشاہ کے سوالوں کے جواب دیئے اسی کا اثر تھا کہ فرمانروائے حبشہ کو قبولِ اسلام کی سعادت نصیب ہوئی اور غریب الوطن مسلمان سالہا سال تک حبش میں امن و سکون کی زندگی گزارتے رہے۔

حضرت جعفرؓ طیار کی خاندانی عظمت

حضرت جعفرؓ کی فضیلت و عظمت اس سے زیادہ اور کیا ہو سکتی ہے کہ آپ کے جد جناب ہاشم ہیں جن کی نسل کے فضائل کے بارے میں بے شمار احادیث موجود ہیں ۔ اسلامی عقائد کے مطابق تمام دنیا کے انسانوں سے عرب بہتر' عربوں میں قریش افضل اور قریش کے تمام قبیلوں میں بنی ہاشم افضل ہیں۔

چونکہ خاندان بنی ہاشم کو عبادت خدا اور خدمت خلق کا بے پناہ شوق و ذوق تھا اس لیے خدا نے ان کو وہ فضیلت عطا فرمائی جو دنیا کے کسی دوسرے قبیلے کو حاصل نہیں ۔

سرکار ختمی مرتبتؐ کا ارشاد ہے:۔

" اللہ نے نبی اسماعیلؑ سے بنی کنانہ کو منتخب فرمایا اور بنی کنانہ سے قریش کو اور قریش سے بنی ہاشم کو منتخب کیا ۔ " (ارجح المطالب ۷۱۲)

ایک دوسری حدیث میں ارشاد فرمایا:۔

" اے گروہ بنی ہاشم اس ذات کی قسم ہے جس نے مجھے نبی برحق مبعوث فرمایا ہے اگر میں نے جنت کے دروازے کی کنڈی پکڑی تو میں ہرگز تمہارے سوا کسی سے جنت کے اندر داخل کرنے کا آغاز نہیں کروں گا ۔ " (ارجح المطالب ۷۱۲)

" جبرئیل امین نے جناب رسولؐ خدا سے کہا کہ زمین کے تمام مشرق و مغرب کو چھان ڈالا لیکن کسی شخص کو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بہتر نہ پایا اور تمام مشرق و مغرب میں تلاش کیا لیکن کسی شخص کی اولاد کو بنی ہاشم سے بہتر نہ پایا۔" (مدارج النبوۃ جلد دوم ۶)

یہ ہے جعفر طیار کے خاندان واجداد کا مختصر تعارف ۔ جعفر طیار کو وہ تمام شرف خاندانی حاصل ہیں جو حضرت علیؑ کو حاصل تھے۔ جعفر طیار بھی وہ پہلے شخص ہیں جو ہاشمی ماں اور باپ سے پیدا ہوئے۔

حضرت جعفرؑ طیار کے پدر بزرگوار (حضرت ابو طالبؑ)

حضرت جعفرؑ طیار کے پدر بزرگوار حضرت ابو طالبؑ ہیں۔ آپ کی فضیلت اس سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتی ہے کہ آپ محافظ رسالت ہیں جن کے لیے اللہ نے قران کے سورۃ الضحیٰ میں ارشاد فرمایا **الم یجدک یتیما فاوی** ابن عباس فرماتے ہیں خداوند عالم کہہ رہا ہے اپنے نبی سے کہ "کیا تم یتیم نہیں تھے اور ہم نے ابو طالبؑ کی گود میں تم کو پناہ دی۔"

سعید بن ظریف نے اصبغ بن نباتہ سے روایت بیان کی ہے کہ میں نے حضرت علیؑ کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ......

"میرے باپ ابو طالبؑ میرے جد عبدالمطلبؑ ہاشم اور عبد مناف نے کبھی بتوں کی پرستش نہیں کی' لوگوں نے دریافت کیا تو پھر وہ کس کی عبادت کرتے تھے تو آپ نے فرمایا کہ وہ بیت (کعبہ) کی طرف منہ کر کے دین ابراہیمؑ کے طریقے پر نماز پڑھا کرتے تھے" (سواہب الواہب ۲۷)

حضرت ابو طالبؑ کی عظمت و فضیلت میں بے شمار احادیث مسلمانوں کی کتب میں موجود ہیں۔

خارجیوں کو چھوڑ کر تمام مسلم فرقے حضرت ابو طالبؑ کے اسلام پر متفق ہیں۔

حضرت ابو طالبؑ بعثت سے قبل بھی رسولؐ خدا پر ایمان رکھتے تھے۔

انہوں نے کبھی بتوں کے سامنے سر نہیں جھکایا' وہ اوصیائے ابراہیمؑ میں سے تھے اور صحف انبیا کے محافظ تھے۔ (مواہب ابو اہب ۲۷)

یہ ہے حضرت جعفرؑ طیار کے والد بزرگوار کا مختصر تعارف' حضرت ابو طالبؑ کی عظمت کے لیے کافی ہے کہ آپ رسولؐ خدا کے چچا ہیں اور حضرت علیؑ جیسے امام کے والد ہیں۔

حضرت جعفرؑ طیار کی والدہ ماجدہ
حضرت فاطمہؑ بنتِ اسد

فخر مریم حضرت فاطمہؑ بنت اسد کا شمار اسلام کی عظیم خواتین میں ہوتا ہے۔ آپؑ حضرت جعفرؑ طیار کی والدہ ماجدہ ہیں ۔ آپ کے لیے اتنا ہی لکھنا کافی ہے کہ آپ نے اعلان نبوت کے بعد صرف اظہار اسلام کیا ورنہ اعلان رسالت سے پہلے ہی حضرت رسولؐ خدا کی نبوت و رسالت پر یقین کامل رکھتی تھیں اور حضرت رسول خداؐ کو اللہ کا نبی مانتی تھیں۔

" آپ نہایت صالح بی بی تھیں ۔ حضرت رسولؐ خدا آپ کی زیارت کو تشریف لاتے اور آپ کے گھر میں آرام فرماتے تھے ۔ " (طبقات ابن سعد ص ۲۸)

حضرت فاطمہؑ بنت اسد نے حضرت رسولؐ خدا کی کفالت کے سلسلے میں جو زحمتیں اٹھائیں اکثر مواقع پر خود رسولؐ خدا آپ کی ان خدمات کا تذکرہ فرمایا کرتے تھے خصوصاً حضرت فاطمہؑ بنت اسد کی وفات کے موقع پر رسولؐ خدا نے خصوصی برتاؤ فرمایا تو لوگوں نے جب سبب دریافت کیا تو آپ نے فرمایا میرے چچا ابو طالبؑ کے بعد ان معظمہ فاطمہؑ بنت اسد سے زیادہ کوئی

میرا شفیق اور مجھ پر مہربان نہ تھا۔ (کنزالعمال ص ۲۲۸)

حضرت رسولؐ خدا آپ کی تعظیم و تکریم کرتے تھے اور ماں کہہ کر پکارتے تھے۔ (اعلام الوریٰ ۹۳)

حضرت جعفرؑ طیار کی ولادت

حضرت جعفرؑ طیار، حضرت ابو طالبؑ اور فاطمہؑ بنت اسد کے تیسرے فرزند ہیں آپ جناب عقیل سے دس سال چھوٹے تھے اور حضرت علی علیہ السلام سے دس سال بڑے، اس حساب سے آپ کی ولادت ۲۰ عام الفیل (۵۹۰ء) میں مکہ مکرمہ میں ہوئی۔ حضرت جعفرؑ حضرت رسولؐ خدا سے بیس سال چھوٹے تھے۔

اسم گرامی، کنیت اور القاب

آپ کا اسم گرامی "جعفر" ہے۔ جعفر کے معنی عربی میں "نہر" (ندی) کے ہیں، بہشت میں ایک نہر کا نام "جعفر" ہے جس کا پانی شہد سے زیادہ شیریں ہے۔ آپ کے نام "جعفر" کا عدد ۲ ہے عدد کی فضیلت کے اعتبار سے یہی عدد "محمد" کا بھی ہے اور یہی عدد "علی" کا بھی ہے۔

حضرت جعفرؑ کی کنیت آپ کے بڑے فرزند عبداللہ کی نسبت سے "ابو عبداللہ" قرار پائی۔ اس کے علاوہ آپ کو "ابو المساکین" بھی کہتے ہیں۔

آپ کے القاب صابر، علمدار، مہاجر، مجاہد، ذوالجناحین اور طیار ہیں حضرت جعفرؑ کے نام کا عدد ۲ آپ کی فضیلت واضح کرتا ہے۔

آپ نے دو قبلوں کی طرف نماز پڑھی ہے سوئے بیت المقدس و کعبہ آپ نے دو مرتبہ ہجرت فرمائی' ایک بار مکہ سے حبشہ کی طرف اور دوسری مرتبہ حبشہ سے مدینہ منورہ کی طرف۔

آپ کو جنت میں دو شہپر زمرد کے عطا کیے گئے ہیں۔

حضرت جعفرؓ طیار کے بھائی اور بہن

حضرت جعفرؓ طیار کے تین بھائی تھے۔ جناب طالبؓ بن ابی طالبؓ۔ جناب عقیل بن ابی طالبؓ اور حضرت علیؑ ابن ابی طالبؓ اور تین بہنیں تھیں۔ جناب ام ہانیؓ بنت ابی طالبؓ۔ جناب جمانہؓ بنت ابی طالبؓ اور اسماؓ بنت ابی طالبؓ۔

حضرت جعفرؓ طیار کی زوجہ اسماء بنت عمیس

حضرت جعفرؓ طیار کی صرف ایک ہی زوجہ تھیں۔ تاریخ میں کسی اور زوجہ یا کنیز کا ذکر نہیں ملتا۔ اسماء بنت عمیس کے شجرہ نسب کے سلسلے میں ملتا ہے کہ آپ "خثعمیہ" تھیں "خثعمیہ" یمن کا ایک مشہور قبیلہ ہے جس کے مورث اعلیٰ کا نام خثعم بن انمار تھا یہ خاندان عرب کے نامور شخص معد کی نسل سے ہیں جنھوں نے پہلے پہل یمن میں سکونت اختیار کی' اسی نسبت سے اسماء بنت عمیس کو خثعمیہ کہتے ہیں۔ آپ کا شجرہ نسب اس طرح ہے :

اسماء بنت عمیس بن کعب بن مالک بن قحافہ بن خثعم۔

اسماء بنت عمیس کی والدہ ہند بنت عوف بن زہیر بن حارث بن کنانہ تھیں۔

اسماء بنت عمیس اور حضرت رسولؐ خدا کی زوجہ ام المومنین حضرت میمونہ اور عباس بن عبدالمطلب کی زوجہ ام الفضل اور سلمیٰ (زوجہ حضرت حمزہ) سگی بہنیں تھیں۔

اسماء بنت عمیس اور ان کی دوسری بہنیں سلامہ اور سلمی میمونہ کی مادری بہنیں تھیں۔ یہ سب نو یا دس مادری بہنیں تھیں۔ جن میں سے چھ ایک ماں باپ سے اور باقی دوسرے باپ سے تھیں اور سب کی ماں ہند بن عوف تھیں۔

حضرت رسولؐ خدا فرمایا کرتے تھے کہ ام الفضلؓ میمونہؓ، سلمیٰؓ اور اسماءؓ چاروں مومنہ بہنیں ہیں۔ (اصابہ ص ۹۳، استیعاب ص ۷۷۹)

حضرت اسماء بنت عمیس کا شمار بڑی جلیل القدر صحابیات میں ہوتا ہے وہ نہایت سلیم الفطرت اور زیرک خاتون تھیں۔ دعوت حق کی ابتدا میں جب کفار مکہ کے قہر و غضب کی بجلیاں تڑپ تڑپ کر مسلمانوں کے خرمن عافیت پر گر رہی تھیں انہوں نے لوائے حق کے سائے تلے آنے میں مطلق تامل نہ کیا اور بلاکشان اسلام کی اس مقدس صف میں شامل ہوگئیں جس کو رب ذوالجلال والاکرام نے کھلے لفظوں میں اپنی خوشنودی کی بشارت دی ہے۔ یہ اسماء بنت عمیس کے اوصاف و محاسن ہی تھے کہ حضرت رسولؐ خدا کے شفیق اور مربی چچا امیر عرب حضرت ابو طالبؑ نے انہیں اپنی بہو بنایا۔ اسماء بنت عمیس، حضرت جعفرؓ کی زوجہ ہونے کی حیثیت سے حضرت رسولؐ خدا کی بھاوج ہوتی تھیں اور ام المومنین حضرت میمونہ کی اخیافی بہن ہونے کی نسبت سے آنحضرتؐ کی سالی بھی ہوتی تھیں۔

حضرت رسولؐ خدا ' اسماء بنت عمیس پر بڑی شفقت فرماتے تھے اور ان کو بھی آنحضرتؐ سے بے پناہ محبت اور عقیدت تھی۔ انہوں نے محض اللہ اور اس کے رسولؐ کی خوشنودی کی خاطر چودہ برس تک حبش میں غریب الوطنی کی زندگی گزاری۔

مسند احمد بن حنبل میں روایت ہے کہ حضرت اسماء بنت عمیس نے حضرت رسولؐ خدا سے براہ راست حدیثیں سن کر فیض حاصل کیا۔

حافظ ابن حجر نے "اصابہ" میں لکھا ہے کہ حضرت اسماء تعبیر رویا میں بھی درک رکھتی تھیں چنانچہ حضرت عمرؓ ان سے اکثر خوابوں کی تعبیر پوچھا کرتے تھے۔

حضرت اسماء بنت عمیس سے متعدد حدیثیں مروی ہیں ' ان کے راویوں میں کئی جلیل القدر صحابہ اور کئی بلند مرتبہ تابعین شامل ہیں۔

اسماء بنت عمیس کو دو ہجرتوں کا شرف حاصل ہوا۔ ۶ ہجری بعد بعثت کے آغاز میں انہوں نے اپنے شوہر حضرت جعفرؓ طیار کے ساتھ مکہ سے حبش کی طرف ہجرت کی وہاں چودہ برس تک قیام رہا اور وہیں آپ کے تین فرزندوں کی ولادت ہوئی۔ عبداللہ بن جعفرؓ ' عون بن جعفرؓ اور محمد بن جعفرؓ

۷ ھ میں یوم فتح خیبر کے موقع پر آپ اپنے شوہر اور بچوں کے ساتھ مدینے تشریف لائیں۔ اسماء بنت عمیس کو جناب فاطمہؑ زہرا صلوات اللہ علیہا سے خاص محبت تھی اور بیشتر اوقات ان کے پاس رہا کرتی تھیں۔ جمادی الآخر ۸ ھ میں جناب جعفرؓ طیار کی شہادت واقع ہوئی اور اسماء بیوہ ہونے کے بعد بھی عزت کے ساتھ جناب فاطمہؑ زہراؑ کے ساتھ ان کے گھر میں رہیں۔

۱۰ھ میں ان کا عقد حضرت ابوبکر بن قحافہ سے ہوا جن سے ایک فرزند محمد ابن ابی بکر پیدا ہوئے ' جمادی الاخر ۱۳ھ میں اسماء دوبارہ بیوہ ہوئیں مگر خوش بخت تھیں کہ قرابت قطع ہونے کے بعد پھر خاندان رسالت میں داخل ہوئیں اور حضرت امیرالمومنین علیؑ مرتضیٰ نے اسماء سے نکاح کیا۔

(اسماء بنت عمیس کے حالات زندگی پڑھنے کے لیے دیکھئے کتاب "حیات اسماء بنت عمیس" تالیف ضمیر اختر نقوی)

حضرت جعفرؑ طیار نے پہلی نماز حضرت رسولؐ اکرم کی امامت میں ادا کی تھی

حضرت رسولؐ خدا قبل بعثت اپنی قوم سے کنارہ کش ہو کر کوہ حرا پر تنہا عبادت الٰہی میں مصروف رہتے۔ خداوند عالم آپ کو روح القدس کی تائید ' سچے خوابوں ' فرشتوں کی آوازوں اور سچے الہامات کے ساتھ ہدایت فرماتا رہتا تھا اور قرب و محبت و معرفت کے مدارج عالیہ پر ترقی دیتا رہا اور آپ کو زیور علم و فضل ' اخلاق حمیدہ ' آداب پسندیدہ سے آراستہ فرماتا رہا۔ ان حالات میں سوائے حضرت علی علیہ السلام اور جناب خدیجۃ الکبریٰ کے کوئی آپ کا مونس و محرم نہ تھا۔ یہاں تک کہ جب آپ کی عمر ۴۰ برس کی ہوئی تو ـــــــ جبرئیل امیں پہلی مرتبہ وضو اور نماز کا حکم لے کر آئے۔ حضرت رسولؐ خدا نے حضرت علیؑ کو وضو اور نماز کا طریقہ تعلیم فرمایا اور نماز ظہر ادا فرمائی۔ حضرت علیؑ نے حضرت رسولؐ خدا کے ساتھ نماز ظہر ادا فرمائی ' بیت الشرف واپس گئے تو نماز عصر جناب خدیجۃ الکبریٰ کے ساتھ پڑھی۔ پھر چند روز کے بعد حضرت ابو طالبؑ حضرت جعفرؑ کو لیے ہوئے آئے دیکھا

کہ حضرت رسولؐ خدا، حضرت علیؑ اور جناب خدیجہؑ کے ساتھ نماز پڑھ رہے ہیں۔ حضرت جعفرؓ سے کہا کہ اپنے چچا زاد بھائی کے ساتھ تم بھی نماز میں شریک ہو جاؤ تو وہ بھی نماز میں شریک ہو گئے۔" (حیات القلوب جلد دوم، ص ۳۲۲)

حضرت جعفرؓ طیار کا مرتبہ فرشتوں کی نظر میں

بعثت کے قریب کا ایک واقعہ علامہ مجلسی نے نقل کیا ہے:-

حدیث معتبر میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت رسولؐ خدا نے فرمایا کہ ابطح، میں اپنا ہاتھ سر کے نیچے رکھے ہوئے سو رہا تھا۔ علیؑ میری داہنی جانب اور جعفرؓ بائیں جانب اور حمزہ میرے پائنتی سوئے ہوئے تھے۔ ناگاہ میں نے جبرائیل و میکائیل و اسرافیل کے پروں کی آواز سنی، تینوں فرشتے قریب آئے تو میں نے سنا کہ جبرائیل سے اسرافیل پوچھ رہے تھے کہ ان چاروں میں سے ہم کس کے پاس بھیجے گئے ہیں؟ تو جبرئیل نے میری طرف اشارہ کیا اور کہا ان کے پاس، انہی کا نام محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے اور یہی بہترینِ پیغمبران ہیں، اور وہ جو ان کی داہنی جانب سوئے ہیں ان کے بھائی اور وصی اور بہترینِ اوصیا ہیں۔ اور جو بائیں جانب ہیں جعفرؓ بن ابی طالبؑ ہیں وہ دو رنگین پروں کے ساتھ بہشت میں پرواز کریں گے۔ اور وہ دوسرے حمزہؓ ہیں جو قیامت کے روز سید الشہدا ہوں گے۔ ("حیات القلوب" جلد دوم ص۔ ۳۲۲)

اس واقعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ حضرت جعفرؓ بحیثیت رفیق خاص حضرت رسولؐ خدا کی محافظت فرماتے اور گھر سے باہر ہر منزل پر ساتھ رہتے

تھے۔ اور صورت اور سیرت میں رسولؐ خدا سے اس قدر مشابہ تھے کہ اسرافیل کو سب ہی پروقار ہستیاں نظر آئیں۔ فرشتے نے رسولؐ اور جعفرؑ میں فرق محسوس نہیں کیا۔ اور یہ واقعہ خود رسولؐ خدا نے بیان فرمایا ہے اس لیے شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہے۔

ہجرت حبشہ

اعلان نبوت کے بعد حضرت رسولؐ خدا اور آپ کے اصحاب پر کفار مکہ نے مظالم میں شدت اختیار کی تو آنحضرتؐ نے ان کو اجازت دی کہ وہ ملک حبش میں ہجرت کر جائیں۔

یہ بعثت کا پانچواں سال تھا۔ ماہ رجب میں گیارہ مرد اور پانچ یا چار عورتوں نے حبش کا رخ کیا۔ اس مختصر قافلے میں حضرت عثمان اور ان کی زوجہ رقیہ بنت ہالہ بھی تھیں۔

حبش کا بادشاہ جس کا لقب نجاشی اور نام اصحمہ تھا نہایت عادل اور منکسر المزاج تھا۔

کچھ دنوں کے بعد مہاجرین نے سنا کہ کفار مکہ نے حضرت رسولؐ خدا سے صلح کی ہے یہ سن کر وہ واپس لوٹ آئے لیکن یہاں آکر انہیں معلوم ہوا کہ یہ خبر غلط تھی بلکہ کفار کی عداوت اور دشمنی میں اضافہ ہوگیا ہے۔ ان میں سے بعض افراد پھر حبش کو واپس چلے گئے۔

مہاجرین کا دوسرا قافلہ بعثت کے ساتویں برس حبشہ کو روانہ ہوا۔ اس قافلے میں چوراسی مرد اور گیارہ عورتیں تھیں۔ حضرت جعفرؑ طیار کو اس قافلے کا سردار بنا کر حضرت رسولؐ خدا نے حبشہ روانہ کیا۔

ہجرت حبشہ کن حالات میں ہوئی

جب ہم حضرت رسولؐ خدا کی مکی زندگی پر نگاہ ڈالتے ہیں تو وہ دعوت اسلامی کے نقطہ نظر سے ہم کو چار بڑے بڑے نمایاں ادوار پر منقسم نظر آتی ہے۔

پہلا دور' آغاز بعثت سے لے کر اعلان نبوت تک' تقریباً ۳ سال جس میں دعوت اسلام خفیہ طریقے سے خاص خاص آدمیوں کو دی جارہی تھی اور عام اہل مکہ کو اس کا علم نہ تھا۔

دوسرا دور' اعلان نبوت سے لے کر ظلم و ستم اور فتنہ (PERSECUTION) کے آغاز تک' تقریباً ۲ سال جس میں پہلے مخالفت شروع ہوئی' پھر اس نے مزاحمت کی شکل اختیار کی' پھر تضحیک' استہزاء' الزامات' سب وشتم جھوٹے پروپیگنڈا اور مخالفانہ جتھہ بندی تک نوبت پہنچی اور مسلمانوں پر زیادتیاں شروع ہوگئیں جونسبتہً زیادہ غریب' کمزور اور بے یار و مددگار تھے۔

تیسرا دور' آغاز فتنہ (۵ نبوی) سے لیکر ابو طالبؑ اور حضرت خدیجہ کی وفات (۱۰ نبوی) تک تقریباً پانچ چھ سال' اس دور میں مخالفت انتہائی شدت اختیار کرتی چلی گئی بہت سے لوگ' کفار مکہ کے ظلم و ستم سے تنگ آکر حبش کی طرف ہجرت کر گئے۔ حضرت رسولؐ خدا اور آپ کے خاندان اور باقی ماندہ مسلمانوں کا معاشی و معاشرتی مقاطعہ (سوشل بائیکاٹ) یعنی ترک تعاون کیا گیا اور حضرت رسولؐ خدا اپنے حامیوں اور ساتھیوں سمیت شعب ابی طالبؑ میں محصور کردیئے گئے۔ شعب ابی طالبؑ میں حضرت جعفرؑ طیار

شامل نہیں تھے اس وقت وہ ہجرت حبشہ کر چکے تھے۔

چوتھا دور ق ۱۰ نبوی سے لیکر ۱۳ نبوی تک تقریباً ۳ سال یہ حضرت رسولؐ خدا اور آپ کے عزیز رشتے دار اور اصحاب کے لیے انتہائی سختی و مصیبت کا زمانہ تھا مکہ میں آپ کے لیے زندگی دو بھر کردی گئی تھی۔ طائف گئے تو وہاں بھی پناہ نہ ملی' حج کے موقع پر عرب کے ایک ایک قبیلہ سے آپ اپیل کرتے رہے کہ وہ آپ کی دعوت قبول کرے اور آپ کا ساتھ دے مگر ہر طرف سے کورا جواب ہی ملتا رہا۔ اور ادھر اہل مکہ بار بار یہ مشورے کرتے رہے کہ آپ کو قتل کردیں یا قید کردیں یہ اپنی بستی سے نکال دیں۔ آخر کار اللہ کے فضل سے انصار کے دل اسلام کے لیے کھل گئے اور ان کی دعوت پر آپ نے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی۔ (تفہیم القرآن جلد اول ص ۵۲۲)

شاہ حبش نجاشی کا تعارف

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد میں حبش ایک بہت بڑا ملک تھا' وہاں کا بادشاہ اصحمہ تھا جو نجاشی کی لقب سے مشہور تھا۔ ایتھوپیا کا موجودہ حکمراں "ہیل سلاسی" اسی بادشاہ نجاشی کے سلسلہ نصب سے بتایا جاتا ہے۔

افریقہ کا یہ وسیع علاقہ جسے ابی سینیا کہا جاتا ہے تین لاکھ پچانوے ہزار میل ہے انجیل مقدس کے مفسرین کہتے ہیں کہ ہزار برس پہلے اس وسیع مملکت کی حکمراں ملکہ سبا تھیں جن کا تاریخی نام بلقیس ہے۔ انہیں حضرت سلیمان نے اپنے دارالحکومت میں مدعو کیا تھا اور ملکہ بلقیس موحد بن کر

حضرت سلیمان کے عقد نکاح میں داخل ہو گئیں کہا جاتا ہے کہ نجاشی ملکہ بلقیس کے خاندان کی ایک شاخ میں سے تھا۔

نجاشی باوجود ایک بڑی سلطنت کا حکمران ہونے کے انتہائی نیک نفس ' رحم دل ' منصف مزاج اور غریب پرور بادشاہ تھا۔ اس کی رعایا چار مختلف مذاہب کی پیرو تھی۔ لیکن آپس میں محبت اور اتحاد باہمی کے ساتھ زندگی گزارتی تھی۔ ایک دوسرے کے مذہب کی توہین کرنا ان کا مسلک نہیں تھا مختلف علاقوں میں مختلف زبانیں بولی جاتی تھیں لیکن بے علم ہونے کے بعد بھی یہ لوگ برائیوں سے بچنے اور نیک کاموں کی کوشش میں لگے رہتے تھے۔

نجاشی کے دور حکمرانی میں ہاتھی دانت ' جنگلی جانوروں اور ہیروں کی تجارت کے بہانے پہلے یہودی اور بعد میں عیسائی حبش میں آباد ہونے لگے اور اس کاروبار تجارت کی اطلاع پاکر ہندوستان کے ہندو تاجر ہزاروں کی تعداد میں حبش کے زرخیز علاقوں میں آباد ہونے لگے اور کاروبار تجارت پر قبضہ کرنے لگے۔

نجاشی جب بھی اپنی سلطنت کے وسیع جنگلوں' صحراوں اور مرغزاروں کی سیر کو چلا جاتا تو اسے ہر علاقے کے دل کش مناظر' مختلف رنگ و روپ شکل و صورت اور طرح طرح کی بولیاں بولنے والے درندوں' چرندوں اور پرندوں کو دیکھ دیکھ کر مسرت بھی ہوتی اور حیرانی بھی۔ ہر وقت وہ یہ بات سمجھنے کی کوشش کرتا اور واضح طور پر جاننا چاہتا تھا کہ آیا اتنی عظیم اور حسین کائنات کا بنانے والا کوئی ہے یا جیسا کہ اسے بتایا جاتا رہا ہے' اپنے آپ وجود پاگئی۔ نجاشی کو جب بھی موقع ملتا وہ اپنے امراء روسا اور مذاہب کے پیشواوں سے یہی سوال کرتا' لیکن ان کے جوابات سے مطمئن نہیں ہوتا تھا۔

اگرچہ نجاشی نے عیسائی مذہب سے متاثر ہو کر عیسائیت قبول کرلی تھی پھر بھی وہ باپ بیٹا اور روح القدس کی تثلیث کے مرکب خدا کی ترکیب میں الجھا رہتا۔ بادشاہ نجاشی اسی گتھی کے سلجھانے میں الجھا رہا اور ادھر عربستان کے علاقے میں حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی نبوت کا اعلان فرما کر کائنات میں ایک تہلکہ مچادیا۔

حضرت رسولؐ خدا جو بادشاہ نجاشی کے اندرونی ہیجان اور تلاش حق میں اس کی دلی بے چینی سے آگاہ بھی تھے۔ اپنے چچازاد بھائی حضرت جعفرؓ ابن ابی طالبؑ کی سرکردگی میں اپنے بعض صحابہ کرام کو کفار قریش کی نظریں بچا کر حبشہ ہجرت کرجانے کا حکم دیا۔

کفار قریش نے اس ہجرت کی اطلاع پاکر ان مجاہدین کا پیچھا کیا لیکن مہاجرین کی یہ جماعت منزلیں طے کرتی ہوئی حبشہ کے علاقے میں سلامتی سے پہنچ گئی۔

کفار قریش تحفے تحائف لے کر حبشہ روانہ ہوگئے اور نجاشی کے دربار میں رسائی پاکر خواہش کی کہ وہ ان افراد کو جو فرار ہو کر حبشہ میں پناہ گزین ہوگئے ہیں ان کے حوالے کردے تاکہ انہیں ان کے وطن عربستان واپس لے جایا جاسکے۔

عادل اور منصف مزاج بادشاہ نجاشی نے یکطرفہ فیصلے سے انکار کرکے مہاجرین عرب کو دربار میں حاضر کرنے کا حکم صادر کیا۔ جب حضرت جعفرؓ طیار نے نجاشی کے سامنے تقریر کی اور قرآن کی آیات کی تلاوت کی تو نجاشی پر گریہ طاری ہوگیا۔ اور حضرت جعفرؓ کے چہرے پر چمکتے ہوئے نور سے مرعوب ہو کر اور ان کی صداقت سے مطمئن ہو کر مہاجرین کو اپنے شہر میں رہنے کی اجازت دے دی۔

"حضرت جعفرؑ اپنے ساتھیوں کے ساتھ چودہ برس تک نہایت عزت و کرامت کے ساتھ بادشاہ نجاشی کے پاس قیام پذیر رہے۔ اسی زمانے میں جبکہ حضرت جعفرؑ طیار حبشہ میں تھے نجاشی کے یہاں ایک فرزند کی ولادت ہوئی تھی جس کا نام اس نے "محمد" رکھا تھا۔" (حیات القلوب ص ۴۸۶)

نجاشی نے اپنے ایک خط میں حضرت رسولؐ خدا کو لکھا تھا کہ میں نے آپ کے ابن عم جعفر ابن ابی طالبؑ کے ہاتھ پر بیعت کرلی ہے اور میں مسلمان ہوگیا ہوں۔

براعظم افریقہ میں جس قدر بھی اسلام پھیلا وہ حضرت جعفرؑ طیار کی تبلیغ کا اثر تھا۔ نجاشی آپ سے بے پناہ متاثر تھا۔

حبشہ میں جب نجاشی کا انتقال ہوا۔ حضرت رسولؐ خدا نے اس کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھائی اور مغفرت کی دعا فرمائی۔

علامہ مجلسی لکھتے ہیں:۔

"ابن بابویہ نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جب جناب جبرئیل نے حضرت رسولؐ خدا کو نجاشی بادشاہ کی وفات کی خبر پہنچائی تو آنحضرت نے رنج و اندوہ کے سبب گریہ فرمایا اور کہا تمہارے بھائی اصحمہ (نجاشی) آج رحمت الٰہی سے واصل ہوئے۔ پھر حضرت رسولؐ خدا البقیع کے قبرستان سے باہر آئے اور خدا نے تمام بلند زمینوں کو پست کیا یہاں تک کہ آنحضرت نے حبشہ میں ان کے جنازے کو دیکھا اور ان پر نماز پڑھی اور سات تکبیریں کہیں۔

یہی روایت شیخ طبرسی نے بھی جابر انصاری اور ابن عباس سے کی ہے جس میں یہ بھی ہے کہ جب حضرت رسولؐ خدا نے نجاشی کی میت پر نماز پڑھی تو منافقوں نے کہا حبش کے ایک عیسائی پر نماز پڑھتے ہیں، جس کو کبھی

دیکھا بھی نہیں ۔ اس وقت خداوند عالم نے ان کے تکذیب میں یہ آیت نازل فرمائی۔

وَاِنَّ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَمَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ خٰشِعِيْنَ لِلّٰهِ ۙ لَا يَشْتَرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ○ (سورۃ آل عمران آیت ۱۹۹)

اور اہلِ کتاب میں سے ایسے بھی ہیں جو اللہ پر اور اُس پر جو کہ تم پہ نازل ہوا، اور اُس پہ جو کہ اُن پر نازل ہوا، اللہ سے ڈرتے ہوئے ایمان لاتے ہیں، وہ اللہ کی آیات کو تھوڑی قیمت پر نہیں بیچتے۔ ایسے ہی لوگوں کا صلہ اُن کے پروردگار کے پاس ہے، بے شک اللہ بہت جلد حساب کرنے والا ہے۔

حبش میں جعفرؓ طیارؓ کا احترام

حافظ ابنِ کثیرؒ نے "البدایہ والنہایہ" میں لکھا ہے کہ حضرت جعفرؓ حبش سے چلنے لگے تو سلام رخصت اور رسمی اجازت کے لئے نجاشی سے ملنے گئے۔ اس نے انہیں سواری اور زادِ راہ دیا اور ساتھ ہی ان سے درخواست کی کہ پیغمبرِ عربی کو میرا سلام کہنا اور یہ بھی بتانا کہ میں اللہ کے ایک ہونے اور ان کے رسول اللہ ہونے کی شہادت دیتا ہوں، میں نے تم لوگوں کے ساتھ یہاں جو سلوک کیا ہے، اس سے بھی ان کو آگاہ کرنا اور یہ عرض بھی کرنا کہ میرے لئے مغفرت کی دعا کریں۔ اس کے بعد اس نے حضرت جعفرؓ کو خدا حافظ کہہ کر رخصت کر دیا۔

ہجرت حبشہ کا بیان

شیخ طبرسی، علی ابن ابراہیم اور دوسرے محدثین نے بیان کیا ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت تبلیغ کو قوت حاصل ہوئی اور کچھ لوگ آنحضورؐ کے دین میں شامل ہوگئے، کفار قریش نے آپس میں اتفاق کیا کہ جو لوگ مسلمان ہوگئے ہیں ان کو آزار و تکلیفیں پہنچائیں شاید وہ آنحضرتؐ کے دین سے پلٹ آئیں یہ مشورہ کرکے ہر قبیلے کے لوگ اپنے قبیلہ کے ان لوگوں کو اذیتیں دینے پر آمادہ ہوئے جو مسلمان ہوگئے تھے اور چونکہ آنحضرتؐ ابھی خدا کی جانب سے کافروں کے ساتھ جہاد پر مامور نہ ہوئے تھے۔ بعثت کے پانچویں سال خدا کے حکم سے مسلمانوں کے ایک گروہ کو حبشہ کی جانب ہجرت کا حکم دیا اور فرمایا کہ بادشاہ حبشہ جس کو نجاشی کہتے ہیں اور اس کا نام، اصحمہ ہے وہ نیک بادشاہ ہے وہ نہ ظلم کرتا اور نہ ظلم پر راضی ہوتا ہے اس کے پاس چلے جاؤ اور اس کی پناہ میں رہو یہاں تک کہ خداوند کریم مسلمانوں کو کشائش بخشے۔ ان کی ہجرت میں مصلحتیں تھیں جو نجاشی اور اہل حبشہ کے اسلام کا سبب ہوئیں اور اس کا اسلام لانا مسلمانوں کی قوت کا باعث ہوا۔ غرض گیارہ مرد اور چار عورتیں پوشیدہ طور سے مکہ سے نکل کر حبشہ روانہ ہوئے۔ ان میں عثمان بھی تھے اور رقیہ بنتِ ہالہ بھی تھیں جو ان کی زوجہ تھیں اور زبیر، عبداللہ بن مسعود، عبدالرحمٰن بن عوف، ابوحذیفہ، ان کی زوجہ سہلہ، مصعب بن عمیر، ابو سلمہ بن عبدالاسد اور ان کی زوجہ، ام سلمہ دختر ابوامیہ، عثمان بن مظعون، عامر بن ربیعہ اور ان کی زوجہ لیلیٰ بنت ابوخیثمہ، حاطب بن عمرو اور سہیل بن بیضا تھے۔ یہ سب

لوگ اکیلے اکیلے خفیہ طور پر روانہ ہوئے۔ جب دریا کے کنارے پہنچے تجارتی ایک کشتی وہاں موجود تھی اس پر سوار ہو کر حبشہ کی طرف چلے۔ کفار قریش کو معلوم ہوا تو ان کے پیچھے دوڑے لیکن ان کو نہ پا سکے۔ وہ لوگ ماہ شعبان اور ماہ رمضان میں نجاشی کے ملک میں رہے اور ماہ شوال میں واپس آگئے۔ اور ہر ایک اہل مکہ میں سے ایک شخص کی امان میں داخل ہوئے سوائے ابن مسعود کے کہ وہ حبشہ کی طرف واپس چلے گئے۔ اس ہجرت کے سبب مسلمانوں پر اہل مکہ کی جانب سے زیادہ سختی ہونے لگی اور ان پر ظلم و ستم زیادہ ہونے لگا' پھر دوسری مرتبہ حضرت نے بحکم خدا ان کو اجازت دی تو وہ لوگ حبشہ کی جانب ہجرت کر گئے۔ اور علی بن ابراہیم کی روایت کے مطابق اس مرتبہ حضرت جعفر بن ابی طالب بہتر(۷۲) مسلمانوں کے ساتھ حبشہ کی طرف روانہ ہوئے۔ دوسرے لوگوں کا بیان ہے کہ جو لوگ حبشہ گئے تھے ان کی مجموعی تعداد بیاسی (۸۲) تھی جو بچوں اور عورتوں کے سوا صرف مرد ہی مرد تھے۔ ایک روایت میں ہے کہ گیارہ عورتیں ان کے ساتھ گئی تھیں۔

اس مرتبہ کفار قریش نے عمرو بن العاص اور عمارہ بن الولید کو ہدیئے اور تحفے دے کر نجاشی کے پاس بھیجا تا کہ ان لوگوں کو واپس لائیں عمرو بن العاص اور عمارہ میں دشمنی تھی' قریش نے صلح کرادی تھی۔ عمارہ بہت خوبصورت جوان تھا۔ عمرو عاص اپنی زوجہ کو بھی ساتھ لے گیا تھا۔ جب وہ کشتی میں سوار ہوئے تو دونوں نے شراب پی اور عمارہ نے عمرو سے کہا کہ اپنی زوجہ سے کہے کہ میرا بوسہ لے۔ عمرو نے کہا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ میری زوجہ تیرا بوسہ لے۔ جب عمرو بھی مست ہو گیا اور وہ کشتی کے کنارہ پر بیٹھا تھا عمارہ نے ایک ہاتھ اس کو مارا اور دریا میں پھینک دیا عمرو کشتی سے لپٹ گیا اور لوگ اس کو دریا سے باہر لائے۔ اس سبب سے ان میں عداوت مضبوط ہو گئی۔ جب وہ نجاشی کی خدمت میں پہنچے اس کو سجدہ کیا اور ہدیئے پیش

کیے۔ اور عرض کی کہ ہم میں سے ایک گروہ نے دین میں ہماری مخالفت کی ہے اور ہمارے خداؤں کو گالیاں دیتے ہیں اور ہمارے پاس سے بھاگ کر یہاں آئے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ ان کو ہمارے ساتھ واپس بھیج دیجئے۔ یہ سن کر نجاشی نے جناب جعفرؓ کو بلایا۔ ابن مسعود کہتے ہیں کہ جب نجاشی کے پاس چلے تو جعفرؓ نے فرمایا کہ تم لوگ خاموش رہنا بادشاہ سے گفتگو میں کروں گا۔ غرض جب ہم نجاشی کے دربار میں پہنچے وہاں کے امرا نے کہا بادشاہ کو سجدہ کرو۔ جناب جعفرؓ نے فرمایا ہم سوائے خدا کے کسی کو سجدہ نہیں کرتے۔ نجاشی نے قریش کی گفتگو سے ان کو آگاہ کیا تو حضرت جعفرؓ نے فرمایا اے بادشاہ ان سے پوچھئے کہ کیا ہم ان کے غلام ہیں۔ عمرو عاص نے کہا نہیں بلکہ آزاد اور قوم کے بزرگ لوگ ہیں۔ حضرت جعفرؓ نے کہا ان سے پوچھئے کیا ہم ان کے قرضدار ہیں۔ عمرو نے کہا نہیں ہمارا کوئی مطالبہ ان پر نہیں۔ پھر حضرت جعفرؓ نے کہا ان سے پوچھئے کیا ہم نے کسی کا خون کیا ہے جس کے یہ دعوے دار ہیں اس نے کہا نہیں۔ تو حضرت جعفرؓ نے فرمایا پھر تم ہم سے کیا چاہتے ہو تم نے ہم کو حد سے زیادہ ستایا ہم تمہارے شہر سے نکل آئے۔ اس نے کہا اے بادشاہ یہ لوگ ہمارے دین میں ہماری مخالفت کرتے ہیں اور ہمارے خداؤں کو گالیاں دیتے ہیں اور ہمارے جوانوں کو ہمارے دین سے گمراہ کرتے اور ہماری جماعت کو پراگندہ کرتے ہیں۔ ان کو ہمیں واپس دے دیجئے تاکہ ہمارا معاملہ درست ہوجائے۔ حضرت جعفرؓ نے کہا اے بادشاہ ان سے ہماری مخالفت یہ ہے کہ خداوند عالم نے ہمارے درمیان ایک پیغمبر مبعوث کیا ہے وہ ہم کو حکم دیتے ہیں کہ ہم خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں' اور خدائے یکتا کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں' نہ جوا کھیلیں' نماز پڑھیں' زکوٰۃ دیں' انصاف اور احسان کریں' عزیزوں کے ساتھ نیکی کریں' اور وہ برائیوں' سے ظلم و جور سے' لوگوں کا ناحق خون بہانے سے' زنا کرنے

ہے، سود اور مُردار اور خون کھانے سے منع کرتے ہیں۔ اور وہ پیغمبر وہی ہیں جن کے آنے کی بشارت جناب عیسیٰ نے دی تھی۔ ان کا نام احمد ہے۔ نجاشی نے کہا حق تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ کو بھی انہی امور کے ساتھ بھیجا تھا۔ نجاشی کو حضرت جعفرؓ کی گفتگو بہت پسند آئی۔ پھر عمرو عاص نے کہا اے بادشاہ یہ لوگ جناب عیسیٰ کے بارے میں آپ کی بھی مخالفت کرتے ہیں۔ نجاشی نے حضرت جعفرؓ سے کہا آپ کے پیغمبر جناب عیسیٰ کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ حضرت جعفرؓ نے کہا وہ وہی فرماتے ہیں جو خدا ان کے حق میں فرماتا ہے کہ وہ روح اللہ اور اس کے کلمہ ہیں جن کو اس نے ایسی خاتون سے پیدا کیا ہے جن کو کسی مرد نے چھوا تک نہیں تھا۔ یہ سن کر نجاشی نے اپنے علماء کی طرف رخ کرکے کہا کہ اس سے زیادہ حضرت عیسیٰ کے بارے میں نہیں کہا جاسکتا۔ پھر حضرت جعفر سے کہا کہ آپ کو کچھ ان امور سے یاد ہے جو خدا کی جانب سے آپ کے پیغمبر لائے ہیں؟ فرمایا ہاں۔ اور سورۃ مریم پڑھنا شروع کی اور جب اس آیت تک پہنچے وَهُزِّيٓ إِلَيۡكِ بِجِذۡعِ ٱلنَّخۡلَةِ تُسَٰقِطۡ عَلَيۡكِ رُطَبٗا جَنِيّٗا فَكُلِي وَٱشۡرَبِي وَقَرِّي عَيۡنٗا (پ ۱۶ سورۃ مریم آیت نمبر ۲۵ و ۲۶) جس کو سن کر نجاشی اور تمام علمائے نصاریٰ جو اس کے دربار میں حاضر تھے۔ سجدہ میں گر پڑے اور بہت روئے۔ نجاشی نے کہا مرحبا آپ لوگوں کو اور اس ذات بابرکات کو جس کے پاس سے آپ لوگ آئے ہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ خدا کے رسول ہیں اور وہ وہی ہیں جن کی بشارت عیسیٰ بن مریم نے دی تھی۔ اگر میری بادشاہی کے امور و فرائض مانع نہ ہوتے تو بیشک میں چلتا اور ان کی نعلین اٹھاتا۔ آپ لوگ اپنے مقام پر جائیے کہ آپ ایمن و بے خوف ہیں اور کسی کو آپ پر دسترس نہیں ہوسکتا اور حکم دیا کہ ان کے لئے کھانا اور لباس حاضر کریں۔ پھر عمرو عاص نے کہا اے بادشاہ یہ ہمارے دین کی مخالفت ہے لہٰذا ان کو ہمیں واپس دے دیجئے۔

نجاشی نے اس کے منہ پر ایک طمانچہ مارا اور کہا خاموش رہو۔ خدا کی قسم اگر اب تو نے ان کو برا کہا تو تجھ کو قتل کرونگا۔ اور حکم دیا کہ اس کے ہدیئے اس کو واپس کردیں۔ غرض ملعون نجاشی کے دربار سے واپس آیا۔ اس کے چہرے سے خون ٹپک رہا تھا۔ کہتا جاتا تھا کہ اے بادشاہ اگر آپ ایسا کہتے ہیں تو ہم پھر ان کو برا نہ کہیں گے۔ نجاشی کے عقب میں ایک لونڈی کھڑی ہوئی پنکھا جھل رہی تھی وہ عمارہ کو دیکھ کر عاشق ہو گئی۔ عمروعاص سمجھ گیا۔ چونکہ عمارہ کی طرف سے اس کے دل میں کینہ تھا اس لیے اس نے کہا کہ نجاشی کی کنیز تیری دلدادہ معلوم ہوتی ہے کسی کو اس کے پاس بھیج کر اس کو اپنی طرف راغب کر۔ عمارہ اپنی حماقت سے اس کے فریب میں آگیا اور کسی کو اس کے پاس بھیجا کنیز نے بھی منظور کرلیا۔ تب عمروعاص نے کہا کہ کنیز کے ذریعہ بادشاہ کی خوشبوؤں میں سے کچھ طلب کر۔ کنیز نے اس کی خاطر کچھ خوشبو بھیج دیا عمرو اپنی دیرینہ عداوت کے سبب وہ خوشبو اس احمق سے لے کر بادشاہ کے پاس لے گیا اور کہا بادشاہ کی حرمت کی رعایت اور اس کی اطاعت ہم پر واجب ہے۔ جب ہم اس ملک میں آئے ہیں تو اس کی امان میں داخل ہو گئے ہیں لہٰذا اس سے فریب و مکاری اور خیانت نہ کریں۔ اس میرے ساتھی نے بادشاہ کی کنیز کے ساتھ سلسلہ عشق و محبت شروع کیا اور اس کو فریب دے کر اس سے بادشاہ کی خاص خوشبو حاصل کرلی لہٰذا مجھ پر لازم تھا کہ بادشاہ کے گوش گزار کروں۔ یہ کہا اور وہ خوشبو نکال کر بادشاہ کے سامنے رکھ دی۔ نجاشی نے وہ خوشبو دیکھی اور یہ قصہ سنا تو بہت غضبناک ہوا۔ پہلے تو یہ ارادہ کیا کہ عمارہ کو قتل کردے۔ پھر سوچا کہ وہ میری امان میں میرے شہر میں آیا ہے اس کا قتل مناسب نہیں ہے۔ اس لیے اپنے جادوگروں سے کہا کہ اس کو کسی بلا میں مبتلا کردو جو قتل سے بدتر ہو۔ ساحروں نے اس کو پکڑ کے پارہ اس کے عضو تناسل میں چڑھا دیا جس سے وہ

دیوانہ ہوگیا اور صحرا میں بھاگ گیا اور وحشیوں کے ساتھ رہنے لگا۔ قریش کو معلوم ہوا تو اس کی تلاش میں لوگوں کو بھیجا جو ایک چشمہ پر اس کی تاک میں بیٹھے۔ جب وہ وحشیوں کے ساتھ اس چشمہ پر آیا لوگوں نے اس کو پکڑ لیا جس سے وہ بہت بے قرار ہوا اور تڑپنے لگا یہاں تک کہ مرگیا۔ عمرو عاص بھی مہاجرین کی واپسی سے ناامید ہو کر قریش کے پاس واپس آیا اور پوری سرگزشت بیان کی حضرت جعفرؓ اپنے ہمراہیوں کے ساتھ نہایت عزت و کرامت کے ساتھ نجاشی کے پاس رہتے تھے۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مدینہ کی جانب ہجرت کی اور قریش سے صلح ہوگئی تو جناب جعفرؓ اپنے رفقاء کے ساتھ مدینہ کی جانب روانہ ہوئے اور فتح خیبر کے وقت حضرت کی خدمت میں پہنچے۔ حبشہ ہی میں حضرت عبداللہ بن جعفر اسماء بنت عمیس کے بطن سے پیدا ہوئے۔ اسی زمانہ میں جبکہ حضرت جعفرؓ حبشہ میں تھے نجاشی کے یہاں بھی لڑکا پیدا ہوا تھا جس کا نام اس نے محمد رکھا۔

علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ ام حبیبہ دختر ابی سفیان عبداللہ بن جحش کی زوجہ تھیں۔ عبداللہ کا انتقال حبشہ ہی میں ہوگیا تو آنحضرتؐ نے نجاشی کے پاس پیغام بھیجا کہ ان کو آنحضرتؐ کے ساتھ تزویج کردیں۔ نجاشی نے تزویج کیا اور چار سو اشرفی مہر مقرر کرکے آنحضرتؐ کی طرف سے ان کو دے دیا اور عمدہ لباس اور بہترین خوشبو ان کے لیے بھیجی۔ پھر ان کے سفر کا سامان درست کرکے آنحضرتؐ کی خدمت میں بھیج دیا۔ ان کے ساتھ ماریہ قبطیہ مادر جناب ابراہیم کو بھی بہت سے لباس اور بہت سی خوشبو اور گھوڑے دے کر آنحضرتؐ کے لیے روانہ کیا اور تیس علمائے نصاریٰ کو بھی حضرت کے پاس روانہ کیا تاکہ وہ وہاں رہ کر حضرت کے عادات و خصائل، گفتگو، اٹھنا بیٹھنا، کھانا پینا، نماز وغیرہ تمام حالات مشاہدہ کریں۔ جب وہ لوگ مدینہ پہنچے آنحضرتؐ نے ان کو اسلام کی دعوت دی اور ان کے سامنے یہ

آیت پڑھی۔ اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ اذْكُرْ نِعْمَتِيْ عَلَيْكَ وَ عَلٰى وَالِدَتِكَ اِذْ اَيَّدْتُّكَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ تُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَ كَهْلًا پ آیت ۱۱۰ سورۃ المائدہ) آخر آیت تک۔ جب ان علماء نے یہ آیت سنی تو بہت روئے اور ایمان لائے۔ پھر نجاشی کے پاس واپس آئے اور آنحضرتؐ کے پسندیدہ اطوار و حالات بیان کیئے اور قرآن کی آیتیں ان کو سنائیں جن کو سن کر نجاشی اور علماء نصاریٰ جو دربار میں حاضر تھے سب رونے لگے۔ اور نجاشی مسلمان ہوگیا اور اپنا اسلام اہل حبشہ پر ظاہر کیا۔ پھر اس کو خوف ہوا کہ وہ لوگ مار ڈالیں گے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں رہنے کے ارادہ سے حبشہ سے روانہ ہوا۔ ایک دریا کے کنارے پہنچا تھا کہ اس کا انتقال ہوگیا۔ خداوند عالم نے یہ آیتیں اس کے تذکرہ میں نازل فرمائی ہیں لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الْيَهُوْدَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا۔ اے رسول تم یہود و مشرکین کو مومنین کے ساتھ دشمنی میں یقیناً سب سے زیادہ سخت پاؤ گے۔ وَلَتَجِدَنَّ اَقْرَبَهُمْ مَّوَدَّةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰى۔ اور بیشک تم ان لوگوں کو مومنین کے ساتھ دوستی و محبت میں زیادہ قریب پاؤ گے جو کہتے ہیں کہ ہم انصار ہیں۔ ذٰلِكَ بِاَنَّ مِنْهُمْ قِسِّيْسِيْنَ وَرُهْبَانًا وَّ اَنَّهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ۔ (پ ۶ آیت ۸۲ سورۃ المائدہ) یعنی ان کی محبت کا سبب یہ ہے کہ وہ صاحبان عقل، عبادت گزار اور عبادت خانوں میں بیٹھنے والے ہیں اور حق کو قبول کرنے سے غرور و سرکشی نہیں کرتے۔ وَاِذَا سَمِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰٓى اَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ (اور اے مخاطب) جب یہ لوگ اس کو سنتے ہیں جو رسول پر نازل کیا گیا ہے تو بے ساختہ ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوجاتے ہیں اس لیے کہ انہوں نے حق کو پہچان لیا ہے۔ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ (پ ۷ آیت ۸۳ سورۃ المائدہ) اور کہتے ہیں کہ ہمارے پالنے والے ہم اس پر ایمان

لائے جو رسول پر نازل کیا گیا ہے۔ تو تو ہم کو بھی رسولؐ کی تصدیق کرنے والوں میں لکھ لے۔" آخر آیتوں تک جو ان کی مدح و ثواب میں نازل ہوئی ہے۔

شیخ طبری وغیرہم نے بہ سند ہائے معتبر امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے کہ ایک روز نجاشی نے حضرت جعفر طیارؓ کو مع ان کے ہمراہیوں کے بلایا وہ لوگ پہنچے تو دیکھا بادشاہ تخت سے نیچے خاک پر بیٹھا ہوا ہے اور پرانے کپڑے پہنے ہوئے ہے۔ جناب جعفرؓ کہتے ہیں ہم نے یہ حال دیکھا تو ہم خوفزدہ ہوئے اس نے ہمارے چہروں پر تغیر دیکھا تو کہا میں اس خدا کی حمد اور اس کا شکر کرتا ہوں جس نے محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی مدد کی اور میری آنکھیں ان کی نصرت سے روشن کیں۔ کیا آپ لوگ خوشخبری سننا چاہتے ہیں۔ میں نے کہا ضرور بیان کیجئے۔ اس نے کہا ابھی ابھی میرے ایک جاسوس نے آکر بیان کیا کہ حق تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کی مدد کی اور ان کے بہت سے دشمنوں کو ہلاک کیا۔ فلاں فلاں مارے گئے اور فلاں فلاں قید ہوئے۔ ان کی جنگ ایک وادی میں ہوئی جس کو بدر کہتے ہیں۔ گویا میں اس وادی کو دیکھ رہا ہوں جس میں اپنے آقا کی گوسفندیں چرایا کرتا تھا جو بنی ضمرہ میں تھا۔ جعفرؓ نے کہا اے نیک بادشاہ آپ زمین پر کیوں بیٹھے ہیں اور پرانے کپڑے کیوں پہن رکھے ہیں؟ اس نے کہا اے جعفر ہم نے انجیل میں پڑھا ہے کہ جب خداوند جواد بندے کو کوئی نعمت عطا فرمائے تو بندہ پر لازم ہے کہ اسی وقت اس کا شکر ادا کرے۔ اور اسی انجیل میں یہ بھی ہے کہ خدا کے نزدیک کوئی شکر تواضع اور فروتنی سے بہتر نہیں ہے۔ لہٰذا پیغمبر خدا کی نعمت فتح کے شکر میں میں نے یہ تواضع و فروتنی اختیار کی ہے۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے یہ واقعہ سنا اپنے اصحاب سے فرمایا کہ صدقہ صاحب مال کے مال کو زیادہ کرتا ہے۔ لہٰذا تم لوگ بھی صدقہ دیا کرو تاکہ حضرت احدیت تم

پر رحمت زیادہ کرے۔ اور فروتنی مرتبہ اور وقعت کی بلندی اور زیادتی کا سبب ہوتی ہے لہٰذا تم بھی فروتنی اختیار کرو تاکہ خداوند کریم تمہارے درجے بلند کرے اور معاف کرنا عزت کی زیادتی کا سبب ہے لہٰذا لوگوں کی خطائیں معاف کردیا کرو تاکہ خدا تم کو عزیز رکھے۔

شیخ طبرسی اور قطب راوندی وغیرہم نے روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے نجاشی کو حضرت جعفرؑ اور ان کے اصحاب کے بارے میں ایک خط لکھا اور عمرو بن امیہ ضمری کے ہاتھ بھیجا جس کا مضمون یہ تھا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یہ خط ہے خدا کہ رسول محمد (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی جانب سے نجاشی بادشاہ حبشہ کے نام ہے۔ خدا کی تم پر سلامتی ہو۔ میں خدائے قدوس مہیمن کی حمد کرتا ہوں اور گواہی دیتا ہوں کہ عیسیٰ پسر مریم اور روح خدا ہیں اور وہ کلمۂ خدا ہیں۔ خدا نے اپنی برگزیدہ اور خلق کی ہوئی روح کو مریم کی جانب القا فرمایا جو ایسی لڑکی تھیں جو مَردوں سے کنارہ کش تھیں، پاک و طاہر تھیں۔ خدا نے ان کی مَردوں کی قربت اور برائی سے حفاظت کی تھی تو مریمؑ جب حاملہ ہوئیں تو عیسیٰ روح پھونکنے سے پیدا ہوئے۔ خدا نے اپنی برگزیدہ روح ان میں پھونک دی تھی جس طرح حضرت آدم کو اپنی قدرت سے مٹی سے پیدا کیا اور برگزیدہ روح ان میں ڈالی تھی اے بادشاہ میں تم کو خداوند یگانہ کی طرف دعوت دیتا ہوں جس کا کوئی شریک نہیں ہے اور یہ کہ لوگوں سے خدا کی فرماں برداری کے ساتھ دوستی کرو اور میری متابعت کرو اور مجھ پر اور ان امور پر جو مجھ پر نازل ہوئے ہیں ایمان لاؤ۔ بیشک میں پیغمبر اور خدا کی جانب سے بھیجا ہوا ہوں۔ میں نے اپنے چچا زاد بھائی جعفرؓ بن ابی طالبؑ کو چند مسلمانوں کے ساتھ تمہاری طرف بھیجا ہے جب وہ لوگ تمہارے پاس پہنچیں ان کی مہمانداری کرنا۔ سختی و جبر ترک کردو۔ میں تم کو اور تمہارے لشکر کو خدا کی طرف بلاتا ہوں۔ میں نے

خدا کی رسالت کی تبلیغ کردی اور خیرخواہی کی جو شرط تھی بجا لایا۔ لہٰذا میری نصیحت قبول کرو خدا کی سلامتی اس پر ہو جو راہ ہدایت قبول کرے۔" نجاشی نے اس خط کا یہ جواب لکھا: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یہ خط جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم خدا کے رسول کی جانب ہے نجاشی پسر اصحمہ کی جانب سے۔ اے پیغمبر خدا آپ پر اس خدا کی جانب سے سلام اور رحمتیں اور برکتیں ہوں جس کے سوا کوئی خدا نہیں اور جس نے مجھ کو اسلام کی جانب ہدایت فرمائی۔ یارسول اللہ آپ کا خط مجھ کو ملا۔ جو کچھ آپ نے جناب عیسیٰ کے بارے میں ذکر فرمایا ہے میں خدائے آسمان و زمین کی قسم کھاتا ہوں کہ وہ اس سے زیادہ نہیں جس قدر آپ نے لکھا ہے۔' اور میں نے آپ کے نامہ کریم کے تمام مضامین کو سمجھا۔ اور آپ کے پسر عم اور ان کے ساتھیوں کو نہایت عزت و احترام کے ساتھ اپنے پاس ٹھہرایا ہے اور میں شہادت دیتا ہوں کہ آپ خدا کے رسول راست گو اور تصدیق شدہ ہیں۔ میں آپ پر ایمان لایا' اور آپ کے پسر عم کے ہاتھ پر آپ کی بیعت کرلی اور مسلمان ہوگیا ہوں۔ یا رسول اللہ میں اپنے لڑکے کو آپ کے پاس بھیجتا ہوں اور صرف اپنی ذات پر مجھے اختیار ہے۔ اگر آپ کا حکم ہو تو میں خدمت میں حاضر ہوجاؤں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ کا تمام فرمان حق ہے۔ غرض نجاشی نے حضرت کی خدمت میں ہدیئے بھیجے اور ماریہ قبطیہ جناب ابراہیم کی والدہ ماجدہ کو آپ کے لیے روانہ کیا۔ اور ایک گروہ کو ان کے ساتھ کیا جو آپ کے پاس آکر مسلمان ہوئے اور واپس گئے۔

روایت ہے کہ جناب ابوطالبؑ نے نجاشی کو ایک خط لکھا جس میں اس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی مدد کی ترغیب و تحریص کی تھی اور چند اشعار لکھے تھے جن کا مضمون یہ ہے: اے بادشاہ حبشہ تجھ کو معلوم ہونا چاہیے کہ محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم جناب موسیٰ و مسیح بن مریم کے مانند

پیغمبر ہیں اور خدا کی جانب سے ہدایت لائے ہیں جس طرح وہ انبیاء لائے تھے۔ اور تم حضرت کے اوصاف صداقت و راستی اپنی کتابوں میں پڑھتے ہو۔ لہٰذا خدا کے ساتھ کسی کو شریک مت کرو اور اسلام قبول کرو جو راہ حق ہے اور روشن و ظاہر ہے تاریک و پوشیدہ نہیں ہے۔

بہ سند معتبر ابن بابویہ نے حضرت امام حسن عسکریؑ سے روایت کی ہے کہ جب جناب جبریل نے آنحضرتؐ کو نجاشی بادشاہ کی وفات کی خبر پہنچائی تو آنحضرتؐ نے رنج و اندوہ کے سبب گریہ فرمایا اور کہا تمہارے بھائی اصحمہ آج رحمت الٰہی سے واصل ہوئے۔ پھر آنحضرتؐ بقیع کے قبرستان سے باہر آئے اور خدا نے تمام بلند زمینوں کو پست کیا یہاں تک کہ آنحضرت نے حبشہ میں ان کے جنازہ کو دیکھا اور ان پر نماز پڑھی اور سات تکبیریں کہیں۔ یہی روایت شیخ طبرسی نے بھی جابر انصاری اور ابن عباس وغیرہ سے کی ہے جس میں یہ بھی ہے کہ جب آنحضرت نے نجاشی کی میت پر نماز پڑھی تو منافقوں نے کہا حبش کے ایک عیسائی پر نماز پڑھتے ہیں، جس کو کبھی دیکھا بھی نہیں۔ اس وقت خدا نے ان کی تکذیب میں یہ آیت نازل فرمائی وَاِنَّ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَمَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ خٰشِعِيْنَ لِلّٰهِ (آیت ۱۹۹ پ ۴ سورۂ آل عمران) آخر تک۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ بیشک اہل کتاب میں سے کچھ ایسے ہیں جو خدا پر اور جو (کتاب) تم پر نازل ہوئی ہے اور جو (کتاب) ان پر نازل ہوئی ہے (سب پر) ایمان رکھتے ہیں اور خدا کے سامنے سر جھکائے ہوئے ہیں اور خدا کی آیتوں کو دنیاوی تھوڑی قیمت پر نہیں فروخت کرتے ایسے ہی لوگوں کے لئے ان کے پروردگار کے پاس بہتر اجر ہے۔ بیشک خدا بہت جلد قیامت کے روز خلائق کا حساب کرنے والا ہے۔

کلینی، ابن بابویہ اور شیخ طبرسی وغیرہم نے بطریق معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جناب جعفرؑ فتح خیبر کے روز حبشہ سے روانہ ہو کر

آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں واپس پہنچے۔ حضرتؐ بہت مسرور ہوئے اور فرمایا کہ میں نہیں کہہ سکتا کہ کس امر پر زیادہ خوشی کا اظہار کروں۔ خیبر کی فتح پر یا جعفرؑ کی واپسی پر۔ جب حضرت جعفرؑ آئے تو حضورؐ نے ان کو گلے سے لگایا اور ان کی بڑی عزت کی اور فرمایا کیا تم چاہتے ہو کہ تم کو کچھ عطا کروں کیا تم چاہتے ہو کہ تمہیں کچھ بخشوں کیا تم چاہتے ہو کہ تم پر کچھ نوازش کروں؟ عرض کی ضرور یا رسولؐ اللہ یہ سن کر لوگوں نے سمجھا کہ شائد خیبر کی غنیمت سے سونا اور چاندی زیادہ سے زیادہ حضرتؐ عطا فرمائیں گے اور گردنیں اٹھا اٹھا کر دیکھنے لگے کہ ان کو کیا عطا فرماتے ہیں حضرتؐ نے جعفرؑ سے فرمایا کہ میں ایسی چیز تم کو دیتا ہوں اور ایسا عمل تم کو تعلیم کرتا ہوں کہ اگر ہر روز کرتے رہو گے تو تمہاری دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے سب سے بہتر ہوگا۔ یا مہینے میں ایک مرتبہ یا سال میں ایک مرتبہ بھی بجا لاؤ گے تو جس قدر گناہ اس درمیان میں ہو گئے ہوں گے سب بخش دیئے جائیں گے۔ پھر نماز تعلیم فرمائی جو نماز جعفر طیارؑ کے نام سے مشہور ہے۔

شیخ طبرسی نے روایت کی ہے کہ حضرت جعفرؑ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے اصحاب کے ساتھ جو حبشہ میں تھے مع باسٹھ (۶۲) افراد اہل حبشہ اور اسی (۸۰) اشخاص اہل شام کے جن میں بحیرا راہب بھی تھا' روز فتح خیبر حضرتؐ کی خدمت میں آئے۔ حضرتؐ نے ان کے سامنے سورۃ یٰسین کی تلاوت فرمائی۔ وہ بہت روئے اور بولے کس قدر یہ کلام ملتا ہوا ہے اس سے جو حضرت عیسیٰؑ پر نازل ہوا تھا۔ اور سب کے سب ایمان لائے اور واپس گئے۔ (حیات القلوب" صد ۳۸۳ تا صد ۳۸۹)

توحید کی کہانی

حضرت جعفرؑ طیار کی زبانی

خاندان قریش اور بالخصوص حضرت عبدالمطلب کے خانوادے کو جو اعلان کلمہ حق کرنے والے رسولؐ کی حفاظت اور خدمت دین کے لئے سرگرم بھی تھا اور قبائل عرب میں سب سے زیادہ باعلم و باشرف بھی، طرح طرح کی مشکلات و مصائب میں مبتلا کرنے کے درپے تھے تاکہ حضرت رسولؐ تنہا ہوکر ہتھیار ڈال دیں۔

حالات کا پورا جائزہ لے کر ہادی برحق حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے جو نجاشی کے اندرونی ہیجان اور تلاش حق میں اس کی دلی بے چینیوں سے آگاہ بھی تھے۔ اپنے چچا زاد بھائی حضرت جعفرؑ کی سرکردگی میں اپنے بعض پر خلوص صحابہ کرام کو کفار قریش کی نظریں بچا کر حبشہ ہجرت کرجانے کا حکم دیا۔

کفار قریش نے اس ہجرت کی اطلاع پاکر ان مجاہدین کا پیچھا کیا لیکن مہاجرین کی یہ جماعت منزلیں طے کرتی ہوئی حبشہ کے علاقے میں سلامتی سے پہنچ گئی۔

کفار قریش تحفے تحائف لے کر حبشہ روانہ ہوگئے اور نجاشی کے دربار میں رسائی پاکر خواہش کی کہ وہ ان افراد کو جو فرار ہوکر حبشہ میں پناہ گزیں ہوگئے ہیں ان کے حوالے کردے۔ تاکہ انہیں ان کے وطن عربستان واپس لے جایا جاسکے۔

عادل اور منصف مزاج بادشاہ نجاشی نے یک طرفہ فیصلے سے انکار کرکے مہاجرین عرب کو دربار میں حاضر کرنے کا حکم صادر فرمایا۔ اور فدائیان اسلام کی یہ پہلی مہاجر جماعت بادشاہ کے دربار میں پیش کردی گئی۔ بادشاہ نجاشی کے حکم سے اعیان حکومت اور دیگر مذاہب کے پیشواؤں کو بلا کر دربار آراستہ کیا گیا تاکہ واقعات کی اہمیت سے رعایائے حبشہ بھی واقف کرائی جاسکے۔

مجاہدین اور مہاجرین اسلام کے چہروں پر چمکتے ہوئے نور سے مرعوب یا ان کی صداقت سے مطمئن ہوکر نجاشی نے پہلے کفار قریش سے سوال کیا۔

نجاشی۔ کفار قریش سے۔

کیا یہی ہیں تمہارے مفرور جنہیں واپس لینے کے لئے تم آئے ہو۔

عمرو بن العاص (نمائندہ کفار قریش)

جی ہاں

نجاشی۔ ان لوگوں نے کون کون سے جرائم کئے ہیں تفصیل سے بتلاؤ؟

عمرو بن العاص۔ ان کا سب سے بڑا جرم یہ ہے کہ یہ لوگ عرب کے ایک ایسے نوجوان کے ساتھ ہوگئے جو (معاذاللہ) مجنون ہے اور ہمارے دیوتاؤں کو برا بھلا سناتا ہے۔

نجاشی۔ (مسلمانوں سے مخاطب ہوکر) کیا یہ بات صحیح ہے۔ اور الزام درست؟

حضرت جعفرؓ نے ایک پراثر اور فصیح و بلیغ تقریر کی اور کہا کہ ہم لوگ صدیوں سے جاہل اور بت پرست تھے۔ ہم میں ان گنت برائیاں اور بداخلاقیاں رواج پاچکی ہیں۔ قریش کے سربرآوردہ قبیلہ بنی ہاشم کا ایک نوجوان اٹھ کھڑا ہوا۔ اور اللہ تعالیٰ کا پیغمبر بتلا کر۔ اللہ کے واحد خالق

کائنات ہونے اور اپنا اس خالق واحد کا رسول ہونے کا اعلان فرمایا۔ ہمیں اپنے ہاتھوں سے بنائے ہوئے پتھر کے بتوں کے سامنے انسانی شرافت کو ذلیل کرنے سے منع کیا۔ کائنات کی تمام دوسری مخلوقات پر انسان کی فضیلت سے واقف کرایا۔ جھوٹے دیوتاؤں پر انسانوں کو قربان کرنے سے روکا۔ ذلت اور بھوک کے خوف سے لڑکیوں کے زندہ دفن کردیے جانے کی خبیث رسم کو انسان کا قتل عمد حرام قرار دے کر ہمیں اپنی لڑکیوں سے محبت کرنا سکھایا۔ ماں باپ کی عظمت کرنا۔ بھائی بہنوں اور قرابت داروں سے حسن سلوک کے طریقے بتلائے۔ خاندانی نظم و ضبط بزرگوں کا ادب اور چھوٹوں سے محبت کرنے کی تعلیم دی۔ اللہ کی طرف سے نازل کی ہوئی آیات کی تلاوت فرما کر ہمیں قرآن پڑھنا سکھایا اور علم حاصل کرنے کی ترغیب دی۔ ہم لوگوں نے اس سے وفاداری کا عہد کیا اور اس کو خدا کا رسول تسلیم کرلیا۔ یہ ہے ہم سب کی خطا جس کی سزا دینے کے لئے ہمیں یہ (کفار قریش) واپس لے جانا چاہتے ہیں۔

نجاشی:۔ کفار قریش سے۔
کیا یہ شخص لڑکا ہے؟

عمرو بن عاص:۔ نہیں چالیس سال کا نوجوان ہے۔

نجاشی:۔ کیا یہ نوجوان جسے تم چالیس سال سے جانتے ہو جھوٹ بولا کرتا ہے؟

عمرو بن عاص:۔ کبھی کوئی بات جھوٹ کہتے ہوئے کسی نے اس سے نہیں سنی۔

نجاشی:۔ کیا یہ نوجوان اپنوں یا پرایوں کی مال و دولت روپیہ پیسہ ہڑپ کرجانے کا عادی ہے؟

عمرو بن العاص :۔ ہم اپنے دیوتاؤں کی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ غیروں کا مال و زر کھا لینا تو درکنار۔ ان لوگوں کے مال و متاع کو جو اس کے پاس امانت رکھواتے ہیں انتہائی نیک نیتی اور احترام سے واپس کر دیتا ہے۔ اور تمام قبائل عرب متفقہ طور پر اسے "امین" کا لقب دے چکے ہیں اور اسی نام سے بلاتے ہیں۔

نجاشی :۔ کیا یہ نوجوان حکومت اور اقتدار کا طالب ہے؟

عمرو بن العاص :۔ ہرگز نہیں۔ رئیس مکہ "عتبہ" نے خود جا کر کئی قسم کے لالچ دیے۔ مکہ کی ریاست پیش کی۔ رئیس گھرانے کی لڑکی بیاہ دینے کا اقرار کیا۔ اور بیش بہا زر و جواہر کی پیشکش کی۔ جس کے جواب میں اس نوجوان نے فصیح و بلیغ فقرے سنائے اور انہیں خدا کا کلام بتلایا۔ عتبہ اس درجہ متاثر ہوا کہ واپس جا کر اس نے تمام قبائل کو مشورہ دیا کہ اس نوجوان کو اس کی اپنی حالت پر چھوڑ دیا جائے۔

دوسری بار قریش کے سربرآور وہ لوگ۔ عتبہ۔ شیبہ۔ ولید۔ ابوجہل اور ابوسفیان نے مل کر حضرت ابو طالبؑ پر جو اس نوجوانؐ کے چچا اور سرپرست ہیں زور ڈالا کہ وہ اپنے بھتیجے کی سرپرستی چھوڑ دیں یا اسے ہمارے خداؤں کے خلاف پروپگنڈا کرنے سے منع کر دیں۔ حضرت ابوطالبؑ نے جب اس نوجوان سے کہا تو اس نے جواب دیا۔ "خدا کی قسم اگر میرے ایک ہاتھ پر سورج اور دوسرے پر چاند رکھ دیں تب بھی اس مقدس فریضے سے باز نہ آؤں گا۔"

نجاشی :۔ مجاہدین اسلام سے۔

تمہارا رسول جس اللہ کی عبادت کی دعوت دیتا ہے کیا وہ وہی عیسائیوں کا خدا ہے؟

جعفرؓ۔ ہرگز نہیں۔ جس اللہ کی طرف ہمارا رسول ہمیں بلا رہا ہے وہ خدا احد ہے۔ واحد ہے اور اکیلا ہے۔ نہ اس کی بیوی یا اس کا بچہ ہے اور نہ اس کے ماں باپ۔ اس جملے کو ختم کر کے حضرت جعفرؓ نے **سورۃ قل ھواللہ احد** کی تلاوت کی۔ نجاشی اور اہل دربار آپ کی قرات سن کر تھرا گئے۔ نجاشی کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور کہا کہ یہ کلام اور انجیل مقدس ایک ہی نور کے دو پر تو ہیں۔

شیطان جو کفار قریش کی ہمرکابی میں موجود تھا گفتگو کا رخ بدلنے کے لئے نجاشی سے کہنے لگا۔ اجی حضور یہ سب کچھ تو ہے مگر یہ لوگ حضرت عیسیٰ کو بھی برا بھلا کہتے ہیں۔

نجاشی نے بھنویں چڑھا کر مردود شیطان کو دیکھا اور حضرت جعفر سے پوچھا کہ کیا یہ سچ کہہ رہا ہے؟

حضرت جعفرؓ نے جواب میں کہا کہ ہمارے رسولؐ کا حکم ہے کہ ہم ان تمام انبیاء کو جو ہمارے رسولؐ سے پہلے آچکے ہیں خدا کے برگزیدہ رسول ہیں اس لئے مسلمان تمام انبیائے سلف پر ایمان رکھتے ہیں اور کسی نبی کی شان میں گستاخی نہیں کرتے۔

نجاشی:۔ انجیل مقدس کی تلاوت کرنے سے یہ بات تو واضح ہو گئی کہ اس درجہ حسین کائنات کا پیدا کرنے والا کوئی ضرور ہے۔ جسے انجیل میں فادر یا گاڈ (GOD OR FATHER) سے پکارا گیا ہے اور مسلمان یقیناً اسی کو اللہ کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ لیکن آج تک یہ گتھی کوئی سلجھا نہ سکا کہ یہ جسے اللہ یا گاڈ۔ کہا جاتا ہے۔ اب کیوں کر اور کہاں سے آیا اور اس کی کائنات کی تخلیق سے پہلے کہاں رہا؟ کیا آپ کے رسولؐ نے اس اہم اور بنیادی مسئلہ پر روشنی ڈالی ہے؟

حضرت جعفرؓ:۔ ہمارا رسولؐ جس اللہ کی طرف ہمیں بلا رہا ہے۔ اس کے

نام ہی سے آپ کے سوال کی بڑی حد تک وضاحت ہوجاتی ہے۔ آپ کا یہ سوال نیا نہیں ہے۔

آدم کے زمین پر آتے ہی انسان کی فکر نے اس طرف توجہ دی اور اسی راز کو جاننے کے لئے سب سے پہلے حضرت آدمؑ کی اولاد میں رسہ کشی ہوئی اور نوبت قتل و خونریزی پر ختم ہوئی۔ انسان کی فطرت کو جس اللہ نے بھی بنائی اس نے فطرت انسانی کو غیب پر ایمان رکھنے یا یقین کل رکھنے کا پابند کیا۔ لیکن انسان کی طبیعت اس حکم اور یقین محکم کے خلاف بغاوت پر مائل ہوگئی اور غیب کا کھوج لگانے کی جدوجہد کو اپنے اشرف المخلوقات ہونے کا طرۂ امتیاز جانا۔

انجیل مقدس کے باب تخلیق میں آپ نے پڑھا ہوگا کہ حضرت آدمؑ جو بانی نسل انسانی بنائے گئے تھے اپنی طبیعت کی اس طلب پر مجبور ہوکر اس درخت کی طرف پہنچ گئے یا اس کا پھل کھانے کی کوشش کی جسے ان کے پیدا کرنے والے نے امتحان لینے کے لئے پیدا کیا تھا نتیجتاً حضرت آدم کو جنت سے نکل جانا پڑا۔ لیکن توبہ کے بعد انہوں نے زندگی بھر عقیدہ یقین بالغیب کی خلاف ورزی نہیں کی اور پردہ غیب سے ملنے والی ہر ہدایت اور حکم کی تعمیل کی۔ زمین پر بسنے کے بعد جب حضرت آدمؑ کی اولاد نے بھی دنیا کائنات کو دیکھا۔ سورج کو چمکتے ہوئے۔ چاند کو دمکتے ہوئے ستاروں کو جھلکتے ہوئے پایا۔ چرند و درند و پرند کو کھلے جنگلوں میں چہل کرتے ہوئے چنگھاڑتے اور پرندوں کو ہواؤں میں تیرتے اور درختوں پر پھدکتے ہوئے دیکھا تو رہ رہ کر یہی سوال انہیں بے چین کرتا رہا کہ آخر یہ سب کچھ کس کی کرشمہ سازی ہے کون ہے وہ' کہاں ہے وہ دکھائی کیوں نہیں دیتا۔ سامنے کیوں نہیں آتا۔ یقیناً وہ ہم سے عظیم ہے۔ ہم اس کے سامنے سجدہ ریز ہونا چاہتے ہیں۔ تاکہ ہم اپنی تکالیف سنا کر اس کی مدد حاصل کریں۔ اس پر اپنی خوشیاں

نچھاور کر کے اس کا شکریہ ادا کریں۔

اس جذبہ تلاش نے بالآخر اس یقین پر انسان کو مجبور کر دیا کہ اللہ یا جو بھی اس دنیا کو بنانے اور چلانے والا ہے وہ یقیناً تمام ارضی مخلوقات سے طاقت ور ہے اور ہونا بھی چاہیے ورنہ کوئی اس کے حکم کی پروا نہیں کرے گا۔ کسی نے سورج کی ضیا اور اس کی جھلسا دینے والی گرمی کو اپنا مرکز فکر بنایا۔ اور سورج کو خدا جان کر اس کے طلوع اور غروب کے وقت اس کی پرستش کرنے لگے۔ دوسرے چاندنی کی ٹھنڈک۔ گلوں میں اس کی بدولت خوشبو اور پھلوں میں مٹھاس پا کر چاند کی پرستش پر مائل ہو گئے۔ بعض نے اندھیری راتوں میں ستاروں کی دمک دیکھتے ہوئے اور ان ستاروں کی رہنمائی سے جو راتوں کے مسافرین کو شمال جنوب مشرق اور مغرب کی نشان دہی کرتے ہیں مرعوب ہو کر ستارہ پرستی شروع کر دی۔ بیماریوں کے عالم میں دوا دارو کی تلاش کی صلاحیت نہ ہونے کے سبب اپنی بیماریوں کو خدائی عذاب سے تعبیر کر کے موت سے بچنے اور صحت یاب ہو جانے کی تمنا میں دیوتاؤں کی تلاش شروع کر دی۔ اس طرح بت سازی شروع ہو گئی اور بت بنانے والے اپنی ذاتی فکر و قیاس پر تکیہ کر کے خدا کے ذہنی اور قیاسی تصورات اپنے دماغوں میں قائم کر کے اور اپنی تصویر پر طرح طرح کے بت تراشنے لگے۔

انسانی ارتقاء کے دوش بدوش بت سازی میں ندرت و کمالات پیدا کیے جانے لگے۔ کسی بت تراش نے سوچا کہ خدا کو ہر طرف دیکھنا پڑتا ہے۔ لیکن ایک سر اور دو آنکھوں سے صرف سامنے ہی دیکھا جا سکتا ہے تو اس نے اپنے بت کے کئی سر بنا ڈالے تاکہ ہر سر کی دو آنکھیں اپنی اپنی سمت دیکھتی رہیں اور خدا کو گول نہ گھومنا پڑے۔ اس طرح ہر خطہ زمین پر لاکھوں بت تعمیر ہوتے گئے اور ہر بت کے لئے ایک نیا مذہب جنم لیتا گیا۔

علمی دور شروع ہوا اور نہج فکر میں تبدیلیاں آنے لگیں۔ مفکر، طبیب اور فلاسفر پیدا ہوتے گئے اور جاہل انسانوں کی کمزوریوں سے فائدہ اٹھا کر کبھی کسی جابر بادشاہ کو خدا بنا کر تخت شاہی پر بٹھا دیا۔ اسی طرح نمرود، شداد اور فرعون تاریخ انسانیت میں داخل ہوگئے یا یہ ہوا کہ اپنے اپنے قیاس اور فکر کی طاقت پر خدا کی ایک نئی تعریف تشکیل کردی اور خود خدائی مصلح بن کر اپنے پیرووں کی جماعت بنا ڈالی اور جب سائنسی دور شروع ہوا تو تھک ہار کر اور یہ دیکھ کر کہ خدا نہ تو سامنے آکر جلوہ دیتا ہے اور نہ سمجھ میں آسکتا ہے۔ خدا سے ہی انکار کردیا۔

کائنات خلق کرنے والے نے انسانیت کو گمراہیوں سے نکالنے کے لئے ہر زمانے میں ہر قوم کے لئے ایک رسول بھیجا، جسے ان گمراہوں نے اذیت دے دے کر قتل کردیا اور اس طرح ایک اندازے کے مطابق ایک لاکھ چوبیس ہزار یا ایک لاکھ چوراسی ہزار انبیا قتل کردیئے گئے۔

حضرت جعفرؓ کی یہ مسلسل اور مربوط تقریر سن کر نجاشی اور اس کے اہل دربار پر سناٹا چھا گیا۔ وقت بھی کافی گذر چکا تھا۔ شاہ نے محسوس کیا کہ اسلامی مہاجر بھی خستہ ہو رہے ہیں فوراً حکم دیا کہ مہمانوں کے لئے بہترین طعام کا انتظام کیا جائے۔ اس حکم کو سن کر حضرت جعفرؓ نے نجاشی کو مخاطب کرکے کہا۔

شاہ حبشہ ہم سب آپ کے ممنون ہیں کہ آپ نے ہمیں اعلان حق کا موقع عطا کیا۔ لیکن ہمارے رسولؐ کا یہ دعوت نامہ ہے جو آپ کا موسومہ ہے۔ (ایک خط رسالت مآبؐ کا نجاشی کی خدمت میں پیش کیا گیا جسے نجاشی نے کھڑے ہوکر قبول کیا) اور ہمیں یہ حکم دیا گیا ہے کہ جب تک آپ اسلام قبول نہ کرلیں ہم لوگ آپ کے باورچی خانہ کا پکا ہوا کھانا نہ کھائیں۔ بہتر ہوگا کہ آپ اپنے سوال کا جواب یا صواب سن لیں اور صدق دل سے

اسلام قبول کرلیں۔ ہم بھوک پیاس کی پروا کیئے بغیر اپنے کلام کو جاری رکھ سکتے ہیں۔ لیکن وقت بہت گذر چکا ہے۔ اور یقیناً آپ خستہ ہو چکے ہیں۔ ہمیں اجازت دیجئے کہ ہم صبح سویرے دوبارہ آپ کے سوال کی وضاحت آپ کے حضور میں حاضر ہو کر پیش کریں۔

نجاشی نے شکریہ ادا کر کے دربار برخواست ہونے کا حکم دے دیا۔ مجاہدین اسلام اپنی قیام گاہ پر مطمئن و مسرور واپس ہو گئے کفار قریش اپنے گردنوں میں طوق لعنت پہنے ہوئے عربستان لوٹ گئے۔

دوسری قسط

پھنا منھ لئے گردنیں لٹکائے ندامت کے پسینے میں شرابور جب کفار قریش حبشہ کی سرحد پار کر کے عربستان کے علاقے میں داخل ہوئے تو مردود شیطان یعنی وہ شیطان اول جو حضرت آدمؑ کو سجدہ نہ کرنے کے جرم میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے مردود ہو گیا تھا اور جس نے اللہ تعالیٰ کو چیلنج کیا تھا کہ وہ اللہ کے بندوں یعنی حضرت آدمؑ کی اولاد کو بہکاتا رہے گا۔ اور اللہ نے اس کے چیلنج پر یہ جواب عطا فرمایا کہ یقیناً تو بہکائے گا۔ لیکن میرے صالح بندے بھٹک نہ سکیں گے اور جو تیرے ساتھ ہو جائیں گے وہ تیرے بندے ہوں گے میں انہیں جنہم میں جھونک دوں گا۔" اسے جنت سے نکل جانے کا حکم صادر فرما دیا تھا۔ اچانک آگ ہی آگ کا بگولا بنے ہوئے ڈراونی چیخ مار کر ان کا راستہ روک کھڑا ہو گیا۔ کفار قریش لرزہ براندام یعنی خوف سے تھراتے ہوئے اس کے سامنے سجدہ ریز ہو گئے۔

شیطان! کیوں اے کافرو۔ عربستان کے علاقے میں تو بڑی بہادری دکھاتے تھے۔ شاہ حبش کے دربار میں پہنچ کر حلیہ ٹائٹ ہو گیا۔ سات پشتوں

سے میں تمہیں دنیا کی ساری نعمتیں دیتا رہا۔ بڑی بڑی دولتوں کا تمہیں وارث بنا دیا۔ بڑے بڑے سورماؤں کو پچھاڑ لینے کے تمہیں گر سکھائے۔ مذہب کے پیشواؤں کو نیچا دکھانے کے ہنر سکھا دیے۔ عیسائی راہب ابراھام کو تم نے خاموش کر دیا تھا۔ یہود کے پیشوا کی تم نے زبان بند کر دی تھی۔ لیکن آج عبدالمطلبؑ کے پوتے اور ابو طالبؑ کے بیٹے جعفرؑ سے منہ کی کھا کر لوٹ رہے ہو۔ مکہ جا کر اپنے دیوتاؤں کو کیا منہ دکھاؤ گے۔ بنی ہاشم کے بچے تم پر تالیاں بجائیں گے۔ ان کے بڑے تمہارے منہ پر تھوکیں گے۔ ان کی عورتیں تمہاری بزدلی پر گانے سنائیں گی۔ کیا ہی اچھا ہوتا کہ مکہ لوٹنے کے بدلے تم حبشہ میں جل کر راکھ ہو جاتے۔

ارے بدبختو تم نے شاہ حبشہ سے یہ کیوں نہیں کہا کہ بنی ہاشم بھی تمہارے ہی مذہب کے پیرو تھے۔ عبدالمطلبؑ نے بھی بتوں کی پرستش کی تھی۔ خانہ کعبہ کے کلید بردار تھے جو تمہارے عظیم دیوتاؤں کا گھر تھا۔ اگر کہہ دیتے تو یقین جانو کہ شاہ حبشہ کو شبہ ہو جاتا اور وہ یہ سوچ کر کہ بت پرست گھرانے میں پیدا ہونے اور بت پرستوں کی آغوش میں پرورش پانے والا بچہ خدا پرست کیسے ہو سکتا ہے۔ محمدؐ (معاذاللہ) عرب قبیلوں کو دھوکا دیکر اپنی علیحدہ حکومت قائم کرنا چاہتے ہیں۔ زمین پر سے اٹھو اور جواب دو کہ تم نے ایسا کیوں نہیں کیا۔

عمرو بن العاص :۔ دادا شیطان سے۔

دادا جان خطا ہو گئی۔ بھول ہو گئی۔ جو چاہے سزا دو۔ مگر سچ تو یہ ہے کہ جعفرؑ نے جو کچھ پڑھ کر سنایا اور ان جملوں کو قرآن کے آیات بتلایا۔ ابھی ان آیات نے تو ہمارے حواس چھین لئے تھے۔ سچ مانو تو ہم کہنے والے تھے کہ عبدالمطلبؑ اور ابو طالبؑ دونوں ہی بت پرست تھے۔ مگر ہماری زبان پر تالے لگ گئے تھے۔ دادا جان ہم نے کبھی عبدالمطلبؑ اور ابو طالبؑ کو ہمارے

خداؤں کے آگے سجدہ ریز ہوتے یا منتیں مانگتے یا قربانی چڑھاتے دیکھا ہی نہیں۔ ہم تو کیا قریش اور تمام قبائل عرب میں سے ایک شخص بھی ایسا نہیں ملے گا جو ایسی گواہی دے سکے۔ پھر دادا جان تم ہی سوچو کہ جس چیز کا کبھی کوئی وجود ہی نہ ہوا ہو اور ایسا کوئی فعل کبھی صادر ہی نہ ہوا ہو تو ایسے کٹھن وقت پر من گھڑت کیسے بیان کی جا سکتی ہے جب کہ من میں ہول ہو۔ دل دھڑک رہا ہو۔ پسینے بہہ رہے ہوں اور پھر یہ بھی ڈر ہو کہ کہیں شاہ حبشہ ناراض ہو کر قتل نہ کرا دے۔ کیوں دادا جان تم کہاں پڑے سو رہے تھے؟ سنا ہے کہ اللہ کے حضور تم نے بہت کچھ بکواس کی تھی۔ تم ہی آ جاتے اور اپنی کہتے یا ہماری زبانوں سے کہلواتے۔ بہرحال آپ ناراض نہ ہوں۔ جعفرؓ کو اور ان کے ساتھیوں کو چھوڑو۔ اب ہم نے طے کر لیا ہے کہ محمدؐ کو ہی قتل کر کے دم لیں گے نہ رہے بانس نہ بجے بانسری۔ اپنا غصہ ٹھنڈا کرو اور الو کے روپ میں کسی ویرانے پر بیٹھ کر ہمارے کرتبوں کا تماشہ دیکھو۔

اللہ ہی جانتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا دعوت نامہ شاہ حبشہ پر کیا تاثرات پیدا کر سکا۔ البتہ دوسرے روز کے دربار کے سلسلے میں جو اس نے احکام صادر کئے ان سے تصدیق ہو رہی تھی کہ سرکار دو عالمؐ کے معجز نما خط نے اس کے قلب و دماغ میں بے چینی ضرور پیدا کر دی تھی۔ حکومت کی مشنری تیزی کے ساتھ حرکت میں آ گئی۔ رات بھر حکومت کے عہدے دار وزرا اور مشیر شاہی محل میں آتے اور جاتے رہے۔ حضرت جعفرؓ اور ان کے ساتھیوں نے دیکھا کہ شہر پناہ کی صفائی ہو رہی ہے۔ جھنڈیاں اور بیرقیں نصب کی جا رہی ہیں۔ سرکاری نقارہ مسلسل بج رہا ہے اور حبشہ کا مخصوص بگل بجانے والے گھوم گھوم کر گلی کوچوں میں شاہ کا حکم سنا رہے ہیں۔ صبح صادق دربار عام ہے۔ ہر شہری کو داخلے کی اجازت ہے مگر شرط یہ ہے کہ آنے والے صاف ستھرا لباس پہن کر آئیں۔ دربار میں شور و ہنگامہ

نہ ہو۔ امرا وزرا۔ کارمندان حکومت اور پیشوایان مذاہب کو حکم دیا گیا کہ وہ صبح دربار میں حاضر ہو کر اپنی مخصوص نشستیں سنبھال لیں۔ حضرت جعفرؓ اور ان کے ساتھی بہت ہی دل چسپی سے یہ چہل پہل دیکھتے رہے۔ حضرت جعفرؓ نے اپنے ساتھیوں کو کہا یقیناً کل کوئی عظیم حادثہ رونما ہونے والا ہے۔ قیاس یہ کہہ رہا ہے کہ اگر ہم نے اپنے جواب سے شاہ حبشہ کی تشفی نہ کی اور ناکام ہو گئے تو لازمی طور پر قتل کر دیے جائیں گے۔ لیکن ایسا نہ ہو گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی دعائیں ہمارے ساتھ ہیں اللہ ہمارا مددگار ہے۔

رسول اللہؐ اپنی معجز بیانی سے اللہ کی معرفت ہمارے قلب و دماغ میں نقش کر چکے ہیں تو پھر ناامیدی کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ جس اللہ کے ہم قاصد بن کر چلے ہیں اور جس رسولؐ کے ہم سفیر ہیں وہ ہماری حفاظت کریں گے۔ اور اگر قتل بھی ہو گئے تو ہماری خوش نصیبی ہوگی کہ ہم دین حق کی تبلیغ کرتے ہوئے شہید ہو جائیں گے اور یقیناً جنت کے حقدار بنیں گے اور اللہ کی بارگاہ میں سرخرو ہو جائیں گے۔ اپنی قیام گاہ واپس آکر مجاہدین اسلام نے نمازیں پڑھیں اور جانماز پر بیٹھے۔ حضرت جعفرؓ رات بھر رسول مقبولؐ کی دی ہوئی دعا۔ اللھم زدنی علما کا ورد کرتے رہے۔

نماز فجر ختم کر کے مجاہدین اسلام صاف ستھرے لباس میں ملبوس ہو کر دربار حبشہ کی سمت روانہ ہو گئے۔ اور دربار شروع ہونے سے پہلے اپنی نشستیں سنبھال لیں۔ تھوڑی دیر میں دربار کھچا کھچ بھر گیا۔ نقیب ہر طرف گھومتے پھرتے آواز لگا رہے تھے۔ اور حاضرین کو خاموش اور اپنی اپنی جگہ پر ادب سے بیٹھنے کی تلقین کر رہے تھے۔ تخت شاہی کے سیدھے جانب امراؤ روسائے حکومت کی نشستیں اور بائیں طرف مختلف مذاہب کے پیشواؤں اور قبائل کے سرداروں کے لئے چٹائی کے روایتی تخت بچھا دیے گئے۔

محل سرائے عالی میں بگل بجا بجا کر نقیب "با ادب با ملاحظہ شاہ نجاشی کی سواری آرہی ہے" کی آوازیں لگا کر آنے کی خبر دے رہے تھے۔ شاہ کے دربار ہال میں داخل ہوتے ہی عوام و خواص نے اٹھ کر اور تالیاں بجا بجا کر استقبال کرنا شروع کر دیا اور رعایا اپنے بادشاہ کو دیکھتے ہی زمین بوس ہوگئی۔ پیشوایان مذاہب اپنی اپنی بولی میں اور اپنے اپنے روایتی انداز میں دعائیں اور ترانے گانے لگے اور عیسائی پادریوں نے صلیب ہاتھوں میں لے کر شاہ نجاشی کے اطراف ادب سے گھیرا ڈال دیا۔ اور تخت شاہی پر لا کر بٹھا دیا۔ پھر مذہبی دعائیں راگوں میں الاپنے لگے۔ خاتمے پر سب نے اپنے سینوں پر اپنی کلمے کی انگلی سے صلیب کا نشان بنایا اور اپنی اپنی جگہ بیٹھ گئے۔

شاہ نجاشی نے جو خود بھی عیسائی مذہب کے پیرو تھے راہبوں کی تقلید کی اور اپنے سینے پر صلیب کا نشان بنا کر تخت شاہی پر رکھی ہوئی شاہی کرسی پر جلوہ فرما ہوگئے۔ (عیسائی ہر اہم موقع پر یا خطرے یا خوف کے وقت اپنے سینے پر صلیب کا نشان بنا لیتے ہیں۔)

شاہ کا حکم پاتے ہی وزیر مملکت کھڑا ہوگیا جس کا فریضہ یہ تھا کہ وہ آج کے خصوصی دربار کی ہونے والی کاروائی سے عوام کو واقف کرا دے۔

اس زمانے میں لاوڈ اسپیکر اور مائک کا وجود نہ تھا۔ اس لئے تھوڑے تھوڑے فاصلے سے کارمندان حکومت کھڑے کردیے گئے تھے جو وزیر مملکت کے بیان کو مختلف زبانوں میں زور زور سے دہرا دہرا کر حاضرین کو سمجھا رہے تھے۔ بالآخر وزیر مملکت نے تقریر ختم کی۔ اور شاہ نجاشی نے حضرت جعفرؓ سے تخت شاہی کے قریب آکر شاہ کے سوالات کے جواب پیش کرنے کی خواہش کی۔

لیکن ہم یقین سے کہیں گے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا زاد بھائی حضرت جعفرؓ مضبوط اور محکم قلب لے کر آئے تھے۔ ان کا دل

فطری طور پر پر سکون اور دماغ قدرت کے اعلان پر مضبوط تھا

خلاصہ یہ کہ حضرت جعفرؓ نے کھڑے ہوتے ہی بھرپور آواز میں اور خلوص عقیدت کے ساتھ "اللہ اکبر" کا نعرہ لگایا۔ آواز سارے دربار میں گونج گئی اہل دربار معنی تو سمجھ نہ سکے لیکن ان کے دل دہل گئے نہ صرف حاضرین میں اس نعرۂ توحید نے ایک تھرتھری پیدا کردی دربار ہال کے در و دیوار بھی لرز گئے۔ ایسا محسوس ہوا کہ کوئی زلزلے کا جھٹکا آیا اور بغیر جان یا مالی نقصان پہنچائے گذر گیا۔ حضرت جعفرؓ آواز کے ساتھ کلمہ توحید "اشھد ان لاالہ الا اللہ محمد الرسول اللہ" کی تلاوت کرتے ہوئے تخت شاہی کے قریب پہنچ گئے۔ شاہ نجاشی نے آپ کو اشارہ دے کر اپنے داہنے ہاتھ کی سمت بلایا اور آپ سے اپنا وہی سوال دہرا کر کہ "اللہ کیا ہے؟ کون ہے؟ کیسا ہے؟ اور کہاں سے آیا؟ آپ سے حسب وعدہ وضاحت طلب کی۔

حضرت جعفرؓ شاہ نجاشی سے مخاطب ہو کر۔

اے شاہ میرا جواب سننے سے پہلے میری ایک گذارش قبول کیجئے۔ اور حاضرین دربار سے آپ یہ پوچھیں کہ یہ کائنات کس نے بنائی۔ شاہ نجاشی نے سوال کیا اور مجمع نے یک زبان ہو کر اپنی اپنی بولیوں میں جواب دیا اللہ نے بنائی۔

حضرت جعفرؓ نے تقریر کا آغاز کیا۔

اے شاہ حبشہ۔ آپ کی رعایا اور پیشوایان مذاہب عالم نے ایک خیال اور ایک زبان ہو کر جواب دیا ہے جس سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ پیدا کرنے والے کو دیکھے اور پہچانے بغیر ہر ایک کا اس بات پر یقین ہے کہ کائنات کا بنانے والا۔ گاڈ۔ پرماتما۔ اہرمن۔ یزداں وغیرہ الگ الگ مذاہب اور علیحدہ علیحدہ بولیوں میں پکارا جانے والا کوئی ایک ہے جس کا نام اسلام کی زبان میں اللہ ہے اور اس اسم اعظم سے کائنات کا ذرہ ذرہ واقف ہے۔ جس

دن سے یہ کائنات پیدا ہوئی یہ اسم اعظم پردے میں موجود تھا۔ لیکن آدمؑ کا پتلا تیار کئے جانے کے اعلان کے فوراً بعد سے یہ اسم اعظم جلوہ پذیر ہوگیا۔

آدم کے پتلے میں روح بھر دیے جانے کے بعد سے۔ کائنات نے ایک اور نام بھی سن لیا جسے ابلیس کہا گیا۔

دو نام اللہ اور شیطان۔ ہر انسانی سماعت سے ٹکراتے رہے اور نسل انسانی کے ارتقاء اور انسانوں کے نقل مقام کرتے ہوئے کرہ زمین کے نزدیک اور دور دراز علاقوں میں پھیلتے جانے کے دوران ہر معاشرہ ہر قبیلہ اور ہر گھر ان دونوں ناموں سے آشنا رہا ہے۔ اور اس بات پر بھی سب کا عقیدہ رہا ہے کہ اللہ خالق ہے اور شیطان مخلوق۔

چوں کہ لفظ اللہ زمانۂ قدیم سے چلا آرہا تھا اور عرب کے قبائل اس لفظ سے مانوس تھے۔ اس لئے ہمارے رسولؐ کو اس نام کی طرف دعوت دینا اور اس لفظ کو اسلام کے لئے مخصوص کردینا آسان ہوا۔ چوں کہ لفظ اللہ صرف "اسم ذات" ہے اس لئے کسی صفت کے تصور کے لئے استعمال نہیں کیا جاتا نہ اس لفظ سے کوئی خاص صفت ذہن میں متعین کی جاسکتی ہے۔ نہ اس میں کوئی مخصوص صفت بتائی جاسکتی ہے۔ اللہ ہی اللہ ہے اور کچھ نہیں۔ نہ کالا۔ نہ گورا۔ نہ موٹا۔ نہ دبلا وغیرہ وغیرہ

علم و ادب میں استعمال ہونے والے الفاظ کا ہر لفظ کسی مادے کا محتاج ہوتا ہے۔ یعنی کسی دوسرے لفظ سے نکلتا ہے اور نہ خود لفظ اللہ کسی دوسرے لفظ کا مادہ بن سکتا ہے۔ نہ لفظ اللہ سے کسی اور کا تعلق ذہن میں آسکتا ہے اور نہ اس میں کسی اور لفظ کی شرکت شامل کی جاسکتی ہے الفاظ کی ردیف میں اس لفظ کا کوئی رشتہ دار نہیں ہے۔ یعنی اس لفظ اللہ کی شباہت رکھنے والا یا اس میں معنی پیدا کرنے میں مدد دینے والا کوئی لفظ نہیں اور عربی زبان کے قواعد کی رو سے لفظ اللہ۔ نہ مذکر ہے اور نہ مونث۔ نہ اس لفظ کی

کوئی جمع بنائی جاسکتی ہے اور نہ کسی کے اعداد کا واحد (ا) بن سکتا ہے۔ جس طرح ہر لفظ کا معنی بنایا جاسکتا ہے لفظ اللہ کا کوئی معنی کر سکتا ہے اور نہ ہی بنا سکتا ہے۔ یہ لفظ اسلام کے لئے اس طرح مختص بن گیا کہ کوئی دوسرا مکتب فکر اس لفظ کا استعمال کر ہی نہیں سکتا۔ اس لفظ "اللہ" میں نہ کمی کی جاسکتی ہے اور نہ اسے بڑھایا جاسکتا ہے اور نہ اس کی جگہ پر کوئی دوسرا لفظ گھڑا جاسکتا ہے۔ خلاصہ یہ کہ جس طرح یہ لفظ اللہ کی اسم ذات ہوکر واحد ہے اسی طرح سے نام والا یعنی خود "اللہ" واحد ہے۔ ایک ہے اور اسلام میں اسے توحید کہتے ہیں۔

اس جملے کے بعد حضرت جعفرؓ نے دوبارہ سورۃ توحید۔ **قل ھواللہ احد** کی تلاوت فرمائی۔ مجمع پر سکوت کا سناٹا چھاگیا۔ شاہ نجاشی کی آنکھیں فرط مسرت سے چمک اٹھیں اور برسوں کی بے چینی کے رفع ہونے کی خوشی میں اس کی آنکھوں سے سیل اشک جاری ہوگیا۔

حضرت جعفرؓ نے چند لمحے سکوت اختیار کرکے گمبھیر مجمع پر نظر ڈالی انہیں ایسا دکھائی دیا کہ مجمع پر گویا موت کا سناٹا چھایا ہوا ہے۔ لاکھوں انسانوں کے نتھنوں سے نکلتی ہوئی سانسیں ان کی زندگی کا پتہ دے رہی تھیں۔ حضرت جعفرؓ کی نگاہیں گھومتی ہوئی شاہ حبشہ کے چہرے پر آکر ٹکیں۔ فرمایا۔ یا شاہ نجاشی۔ انجیل مقدس کے باب تخلیق میں ابلیس کا تذکرہ موجود ہے۔ آپ نے مطالعہ کیا ہوگا کہ کائنات کے پیدا کرنے والے نے اپنی تمام عرشی مخلوق کو مخاطب کرکے فرمایا تھا۔ میں (اللہ) نے ارادہ فرمایا ہے کہ میں کرہ زمین کے لئے اپنا خلیفہ بناؤں۔ اس اعلان پر جو عرشی مخلوق کے لئے نیا اور انوکھا اعلان تھا اور وہ یہ بھی نہ سمجھ سکے کہ خلیفہ کس مادے سے خلق کیا جائے گا یعنی۔ نور کا ہوگا۔ دھویں یا آگ سے بنایا جائے گا یا کوئی اور مادہ تازہ پیدا کر کے اسے خلیفہ کا نام اور اس کی ذمہ داریاں حوالے کی جائیں گی۔ عرشی

مخلوق یا تو اپنوں جیسوں ہی کو جانتی تھی یا اس کو پہچانتی تھی جسے خدا کی رحمتوں نے اسے ان جیسا بنا کر ان کی صحبت میں بٹھا دیا تھا۔

سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے حضرت جعفرؑ نے کہا کہ عرشی مخلوق سے بات چیت کرتے وقت بھی اللہ نے ابلیس کے نام کو روشناس نہیں فرمایا۔ اور جب حضرت آدمؑ کا خاکی پتلا بنا کر اللہ نے اپنی روح اس مجسمے میں بھر کر اس میں جان ڈال دی اور عرشی مخلوق سے آدم کا تعارف کرانے کے بعد انہیں (عرشی مخلوق) حکم دیا کہ وہ آدم کے لئے سجدہ ریز ہو جائیں تو سوائے ایک کے باقی تمام ان گنت عرشی مخلوق اللہ کے حکم کی تعمیل بجا لا کر سجدہ ریز ہو گئی۔ اللہ نے غضب میں آکر اس اکیلے سجدہ نہ کرنیوالے سے حکم سے سرتابی کرنے کا سبب دریافت کیا تو اس نے اکڑ کر جواب میں کہا۔ "تو نے ہماری آنکھوں کے سامنے آدم کا پتلا مٹی سے بنایا اور مجھے آگ سے پیدا کیا۔"

غضب الٰہی میں جوش آگیا۔ اس کا نام لے کر ارشاد ہوا۔ "ابلیس تو نے غرور کیا اور ہمارا حکم نہ مانا۔ نکل جا ہمارے سامنے سے ہمیشہ کے لئے تجھ پر اللہ کی لعنت رہے گی۔" اس وقت عرشی مخلوق کو معلوم ہوا کہ ان جیسا بن کر ان کی محفلوں میں چالیس ہزار سال سے بیٹھنے والا اور ان ہی جیسی عبادت کرنے والا غیر جنس کی فرد ہے اور اس کا نام ابلیس اور شیطان ہے۔ اور جس طرح نام والا مخلوق ہے اسی طرح اس کا نام بھی مخلوق ہے شیطان کا نام برابر آدم کی نسل کے دوش بدوش چلا آرہا ہے لیکن چوں کہ اللہ تعالیٰ سے جب ابلیس نے عرض کیا تھا کہ حکم نہ ماننے کی سزا میں تو نے (خدا نے) مجھے جنت سے نکال کر ہمیشہ کے لئے مردود کر دیا اور صرف ایک حکم کی خلاف ورزی پر اتنی بڑی سزا دی تو پھر میری چالیس ہزار سال کی عبادت کے لئے جزا یعنی انعام عطا کر۔ اللہ نے فرمایا کیا مانگتا ہے۔ ابلیس نے کہا مجھے قیامت تک کے لئے زندگی عطا کر دے اور اتنی طاقت عطا کر کہ جس روپ

میں چاہوں اپنے کو بدل سکوں۔ اللہ نے بخش دیا جو کچھ اس نے مانگا۔

شیطان اپنا روپ بدلنے کی اجازت پا کر جب چاہا اور جس روپ میں چاہا اور جس جگہ اور جس انسان کے دل میں یا گھر میں جانا چاہا بے تکلف جانے لگا۔ کبھی دلوں میں گھس کر وسوسے پیدا کرتا ہے تو کبھی روپ بدل کر نگاہوں کے سامنے آجاتا ہے۔ کمزور دماغوں اور جاہل انسانوں نے قیاس کیا کہ جب اللہ کی ایک مردود شدہ مخلوق شکل بدل کر حاضر بھی ہوجاتی ہے اور غائب بھی رہتی ہے اور اس کی اصل شکل و صورت اور حلیہ کسی نے بھی دیکھا ہی نہیں اور نہ اس کا تعین کرسکتا ہے تو یقیناً اللہ جو اس ابلیس کا خالق ہے اپنے آپ اتنا طاقت ور ہے کہ جس بھیس میں چاہے آجائے جہاں چاہے پہنچ جائے جب تک چاہے غائب رہے اور جب چاہے انسانی نگاہوں کے سامنے آجائے ورنہ ابلیس یا شیطان سے دوسری کوئی طاقت مقابلہ نہیں کرسکتی ہے۔ اس انسانی قیاس نے جس کا محرک خود شیطان ہے۔ اللہ کو سینکڑوں خیالی خداؤں کی شکل میں کھڑا کردیا۔ اور ان کی عبادت کو شیطان سے محفوظ رہنے کا بہترین وسیلہ جانا گیا۔ یہ خدا بنانے والے اپنی خدا سازی کی صنعت میں اس درجہ اٹل ہوگئے کہ وہ اللہ کے پیغمبروں کو ایک کے بعد ایک مسلسل قتل کرتے رہے۔ جن پیغمبروں کا قصور صرف یہی تھا کہ وہ انسان کو اس کے صحیح مقام پر لاکر اس اللہ کی عبادت کرنے کی دعوت دیتے تھے جس نے اتنی عظیم و حسین کائنات انسان کے حوالے کرنے کے لئے آدم کی تخلیق فرمائی۔ اور اپنا خلیفہ بنایا اور جو مخلوق کی نگاہوں سے اوجھل لیکن ان کی روح سے زیادہ قریب ہے۔

سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے حضرت جعفرؑ نے فرمایا کہ ضدی انسانوں کو تو چاہیے یہ تھا کہ وہ اللہ کے بھیجے ہوئے کسی بھی پیغمبر کی دعوت حق سن کر حقیقت کا پتہ لگانے کی کوشش کرتے مثال کے طور پر۔ جب حضرت

ابراہیم علیٰ نبینا علیہ السلام نے ستارہ پرستوں کے دور میں پیدا ہونے اور اسی ماحول میں پرورش پاکر بڑے ہوجانے کے بعد اپنی قوم کو بتلایا۔ کہ سورج کی پرستش اس لئے درست نہیں ہے کہ اس کی ضیاء سے صرف وہی مخصوص خطہ زمین روشن ہوتا ہے جو اس کے سامنے ہوتا ہے اور جو حصے اس کی پیچھے ہوتے ہیں وہاں اندھیرا رہتا ہے اس کی روشنی نہیں جاتی۔ اس لئے کہ اگر سورج خدا ہے تو اس کی حکومت صرف آدھے حصے پر ہے اور یقیناً دوسرے آدھے حصے کا کوئی اور خدا ہوگا۔ اگر ایسا ہوتا تو دو خداؤں میں جھگڑا ہوتا اور جھگڑا ہوجانے سے زمین و آسمان میں فساد برپا ہوجاتا۔ اور اس پر طرہ یہ ہے کہ جب سورج چلتے چلتے تھک جاتا ہے تو اندھیرے والے حصے میں چلا جاتا ہے جسے غروب ہونا کہتے ہیں مطلب یہ نکلے گا کہ خدا میدان چھوڑ کر بھاگ گیا۔ اس لئے سورج خدا نہیں ہوسکتا۔ کوئی اور ہے جو سورج سے بہت طاقتور ہے جس کے حکم کی تعمیل میں اور جس کے بتلائے ہوئے راستوں پر سورج بے چون و چرا چلتا رہتا ہے۔

حضرت موسیٰ کلیم اللہ تشریف لائے تو آپ نے اپنی قوم سے فرمایا کہ سنو! فرعون تم ہی جیسا انسان ہے انتہائی ظالم ہے۔ تمہاری عورتوں کو باندی بنالیتا ہے۔ اور مردوں کو قتل کرواتا رہتا ہے۔ اور تمہارے بہکانے کے لئے جادوگروں سے کرتب کرواتا ہے جو اللہ کی بدترین مخلوق ہے۔ اسے چھوڑو اور اللہ کی طرف لوٹ جاؤ۔ حضرت موسیٰ کی قوم نے آپ کا کہنا نہ مانا اور فرعون نے آپ کو (موسیٰ) خدائی کے مقابلے کے لئے۔ یعنی حضرت موسیٰ کے خدا کا اپنی خدائی سے مقابلہ و موازنہ کرنے کے لئے چیلنج کیا۔ مجلس عام میں "جو مصری جادوگروں سے بھرا ہوا تھا۔" حضرت موسیٰ اپنا عصا سنبھالے تشریف فرما ہوئے۔

فرعون نے سوال کیا۔ موسیٰ بتلاؤ تمہارے خدا کی کیا شان ہے۔ موسیٰ

نے جواب دیا کہ وہ جلایا بھی کرتا ہے اور مارتا بھی ہے۔ فرعون نے کہا میں بھی یہی کرتا ہوں۔ ایک آدمی کو پاس بلایا اور جلاد سے کہ کہ اس کی گردن مار دے۔ جب جلاد تیار ہوگیا تو اسے روک دیا اور موسیٰ سے کہا کہ میں نے اس کی جان بخش دی۔ دیکھا آپ نے مار بھی سکتا ہوں اور جِلا بھی سکتا ہوں۔

حضرت موسیٰ نے پھر اس سے کہا "میرا اللہ وہ ہے جو سورج کو مشرق سے نکالتا اور مغرب میں ڈوباتا ہے۔ تجھ میں طاقت ہو تو سورج کو حکم دے کہ وہ مغرب سے ابھرے اور مشرق میں ڈوبے۔ فرعون لاجواب ہوگیا۔ حضرت عیسٰیؑ روح اللہ تشریف لائے۔ اپنی والدہ محترمہ کے شکم میں رہ کر ہی اپنے پیغمبر ہونے کا آپ نے بار بار اعلان فرمایا لیکن آپ جانتے ہیں کہ بغیر دلیل اور بلا کسی ثبوت کے ان کے ان حوارین نے جو حضرت عیسٰیؑ کے وفادار نہ تھے بلکہ آپ کے ساتھ غداری کررہے تھے۔ آپ کو اللہ کا بیٹا بنا دیا۔ کاش انسان ہٹ دھرم نہ ہوتا اور ان پیغمبران اولوالعزم کی باتیں سمجھنے کی کوشش کرتا تو اسے ان گمراہیوں میں مبتلا نہ ہونا پڑتا اور آپ ایسا سوال کرنے پر مجبور نہ ہوتے کہ اللہ کیا ہے؟ کہاں سے آیا؟ کہاں تھا؟ اور کیسا ہے؟

یا شاہ حبشہ آپ جانتے ہیں کہ کروڑوں سالوں کی اس دنیا میں انسان اللہ کے اسم اعظم اور شیطان کی خباثتوں سے برابر واقف رہا ہے۔ حالانکہ شیطان اپنے اصلی روپ میں دکھائی نہیں دیتا۔ نہ کسی نے اسے کسی کے قلب میں گھستے دیکھا نہ کسی نے اسے غیب میں رہ کر باتیں کرتے ہوئے سنا نہ کسی نے اس کے بال بچوں کو کبھی دیکھا ہے کہ شیطان ہے۔ اور ضرور ہے اکیلا ہے اور ساری دنیا کے انسانوں پر آن کے آن میں حکومت کرتا ہے جس لمحے عرب کے باشندے کے دل میں پہنچتا ہے اسی لمحے حبشہ کے انسان

کے دل کو بھی ہلا دیتا ہے۔ دم کے دم میں کروڑوں انسانوں کو برائیوں کی رغبت دیتا ہے۔ شرک کی دعوت دیتا ہے اور اپنے فریبی بھیس دکھا دکھا کر انہیں خرید لیتا ہے۔

شیطان کہاں سے آیا؟ کہاں رہتا ہے؟ پہلے کہاں تھا؟ کس نے اسے پیدا کیا؟ کس چیز سے خلق کیا گیا؟ ان سوالات کے جواب مل جائیں تو ان ہی جوابات میں سے آپ کے تمام سوالات کے جواب مل جاتے ہیں۔ بحث بہت طویل ہو گئی اور بھی طویل ہو جائے گی۔ شیطان کے بارے میں مجھے جواب دینا نہیں ہے۔ آپ کے دربار میں اس مجمع میں بہت سے ایسے لوگ نظر آرہے ہیں جو ان سوالات کے حل جانتے ہیں۔ ان پر یقین رکھتے ہیں۔ شیطان کے بہت کام یہ لوگ کرتے رہتے ہیں۔ شیطان ان سے کام لیتا ہے انہیں مشورے دیا کرتا ہے۔ میں تو اپنے رسولؐ کی زبانی بتلائی ہوئی اللہ کی معرفت سنا کر آپ کی گتھی سلجھا دینی چاہتا ہوں تاکہ آپ کو میرے رسولؐ کے پیغام کو قبول کرنے میں آسانی ہو۔

چند لمحے توقف فرما کر حضرت جعفرؓ نے پرجوش آواز میں "اللہ اکبر" کا نعرہ لگایا اور اپنا سلسلہ کلام شروع فرما دیا۔

جعفرؓ۔ یا شاہِ حبشہ۔ جس توجہ کے ساتھ آپ نے اور آپ کی رعایا نے مری گفتگو سنی۔ مجھے امید ہے کہ خاتمے کی تقریر کو پورے ہوش اور جوش سے سماعت کریں گے۔ اس لیے کہ اب جو کچھ میں سناؤں گا وہ اسلام کی بنیاد ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ عمارت کی مضبوطی کا دار و مدار اس کی بنیادوں پر ہوتا ہے۔ کم زور اور خام بنیادوں میں جو محل تعمیر کیے جاتے ہیں وہ یا کج۔ ٹیڑھے۔ ہو جاتے ہیں یا موسموں کے جھکولوں کی تاب نہ لا کر گر جاتے ہیں۔ اسلام کی بنیاد صرف اللہ کی معرفت ہے۔ جب تک اسے پہچان نہ لیا جائے نہ تو اس سے محبت کی جا سکتی ہے اور نہ اس کا خوف نیکی اور بدی کے

راستوں کا فرق بتلاسکتا ہے۔ اگر آپ کی رعایا کو آپ کی معرفت نہ ہو۔ اگر یہ لوگ یہ نہ جان لیں کہ شاہ حبشہ۔ بادشاہ نجاشی۔ نیک۔ ایماندار۔ منصف مزاج اور رحم دل حاکم ہیں اس وقت تک وہ نہ آپ سے محبت کرسکتی ہے اور نہ آپ کی عزت اور نہ ہی اس کی نگاہوں میں آپ کے قوانین و احکام کا احترام ہوسکتا ہے۔ میں آج کے مجمع کو دیکھ کر یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ آپ کی رعایا آپ کی معرفت رکھتی ہے۔ آج کے دربار میں بلا امتیاز غربت و امارت ان کا جمع ہونا میرے اس خیال کی تائید کرتا ہے۔ ان کے دلوں میں آپ کے احکام کا پورا پورا احترام ہے۔ دربار میں ان کا پرسکوت بیٹھ کر توجہ کے ساتھ میری گفتگو کا سننا اس خیال پر گواہ ہے۔ اللہ تو ساری کائنات کا حاکم ہے۔ عرشی مخلوق اس کی معرفت رکھتی ہے جس کو جس غرض کے لئے اس نے پیدا کیا ہے وہ بے چون و چرا اپنی خدمات انجام دینے میں منہمک ہے ہوائیں۔ خلائیں اور فضائیں اس کی معرفت میں سرشار ہیں۔ جب اللہ حکم کرتا ہے وہ حرکت میں آجاتے ہیں۔ موسم اپنے اپنے مقررہ اوقات پر شروع بھی ہوتے ہیں اور ختم بھی ہوتے ہیں۔ کرہ زمین کی ہر خاکی مخلوق اس کی عظمت سے واقف اور اس کے حکم کے آگے سرنگوں رہتی ہے۔ سمندروں کا پانی سورج کی گرمی سے دھواں بنتا ہے۔ یہ دھواں بادلوں کی شکل اختیار کرتے ہوئے فضاؤں میں بلند ہوتا ہے۔ ہوائیں ان بادلوں کو اڑا لے جاتی ہیں اور بادل اسی خطہ پر جہاں برسنے کا حکم ملا ہے برس جاتے ہیں۔ زمین اس پانی کو پی جاتی ہے اور اپنے شکم سے گلزار۔ سبزہ زار اور باغات اگا دیتی ہے۔ سورج اپنے مدار پر یعنی وہ راستہ جو اس کے گھومنے کے لئے متعین کردیا گیا ہے برابر گھومتا رہتا ہے۔ اپنے وقت معینہ پر مشرق سے طلوع اور مغرب میں غروب ہوجاتا ہے۔ اپنی روشنی سے کرہ زمین کی مخلوق کو گرماتا ہے اور ان میں نشوونما کی طاقت بحال رکھتا ہے۔ چاند اس کے پیچھے

دوڑ رہا ہے۔ دیکھنے والوں کو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ سورج کو پکڑنے کی کوشش میں دوڑ لگا رہا ہے۔ لیکن اپنے اس مقررہ راستے میں ہٹتا نہیں جسے اللہ نے متعین کردیا ہے۔ اسی لئے نہ سورج سے ٹکراتا ہے اور نہ اسے پکڑسکتا ہے۔ اس تمام کائنات میں مکمل تنظیم ہے۔ کوئی کسی کا حق نہیں چھینتا۔ کوئی بڑا چھوٹے پر ظلم نہیں کرتا۔ ہر کام نپے تلے اوقات میں مکمل ہوتا رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حکم کے خلاف عمل کرنا ان کی جرات نہیں ہوتی۔ اس کے ہر حکم کو تسلیم و رضا کے جذبے سے قبول کرلیتے ہیں۔ ان میں ایک بھی مخلوق کبھی یہ نہیں سوچتی کہ اللہ کون ہے؟ اور کہاں سے آیا۔ یہ ساری ضد اور ہٹ دھرمی انسان نے اپنے لئے مخصوص کرلی ہے۔ بت ساز بت بناتا ہے اور بجائے اس کے کہ اس بت سے کوئی یہ پوچھے کہ بتلا تیرا بنانے والا کون ہے اور کہاں سے آیا اور کہاں تھا تو ظاہر ہے کہ بت ساکت و صامت بے جان بے کیسے گویا ہوسکتا ہے۔ بت ساز نے اس عیب کی پردہ پوشی کے لئے یہی مناسب خیال کیا کہ بت نہ بولے نہ سہی خود بت ساز تو بول سکتا ہے۔ بت کی پرستش شروع کردی تاکہ اگر کوئی شاگرد یا مرید کوئی سوال کرنا چاہے تو بت سے نہ کرے بت ساز سے کرے اور اسی سے جواب لے لے۔

اے شاہ نجاشی۔ انسان اللہ کی دی ہوئی عقل و سمجھ اور اس کے بنائے ہوئے اعضاء سے ہر چیز بناسکتا ہے لیکن چیزوں میں جان نہیں دے سکتا۔ زندگی نہیں بخش سکتا۔ اللہ کا کمال الوہیت یہی تو ہے کہ وہ چیز جو بھی تخلیق کرتا ہے اسے جان و زندگی بخشتا ہے اللہ صانع ہے اور مخلوق اس کی صنعت جس طرح بت ساز کا بنایا ہوا بت اپنے بت ساز کی معرفت حاصل نہیں کرسکتا اسی طرح اللہ کی بنائی مخلوق اللہ کو دیکھ سکتی ہے اور نہ ہی اس کی معرفت حاصل کرسکتی ہے۔ سوائے اس کے کہ اللہ کے بھیجے ہوئے برگزیدہ

بندوں سے۔ اللہ کی بنائی ہوئی مخلوق اس کی عطا کی ہوئی نعمتوں کو پہچانے اور اللہ کی ذات میں قیاس آرائیوں سے باز رہے۔

حضرت جعفرؓ کی توضیحات کا بڑا لطف آگیا۔ دربار میں خاموش بیٹھے ہوئے پیشوایان مذاہب نے جنہیں ان کے نقیب حضرت جعفرؓ کی تقریر کا فوری ترجمہ کرکے بگل بجابجا کر رقص کرنا شروع کردیا۔ نجاشی کی تیوری پر بل پڑ گئے حضرت جعفرؓ کچھ متحیر سے ہوگئے۔ وزیر نے لپک کر اس ہڑبونگ کی وجہ دریافت کی اور فوراً لوٹ کر شاہ نجاشی سے عرض کیا کہ یہ لوگ حضرت جعفرؓ کی تقریر سن کر متاثر ہوگئے ہیں اور اپنے جذبات کے اظہار کے لئے انہوں نے رقص پیش کردینا مناسب جانا وہ اس وقت اللہ کی معرفت میں مست ہورہے ہیں اور یقین ہے کہ حضرت جعفرؓ کی زبانی ان کے رسولؐ کی بیان کردہ معرفت سن لینے کے بعد وہ دائرہ اسلام میں داخل ہوجائیں گے۔

حضرت جعفرؓ نے یہ باتیں سن کر بھرپور آواز میں "اللہ اکبر" کا نعرہ لگایا۔ اور ادھر سے نعرہ کے اثر سے رقص میں تیزی اور کیف میں اضافہ ہوگیا۔ بالآخر شاہ نجاشی کے اشارے کے ساتھ ہی خاموش ہوگیا اور حضرت جعفرؓ نے اپنا سلسلہ کلام شروع کردیا۔

حضرت جعفرؓ نے فرمایا۔ دین اسلام کی بنیاد اللہ کی معرفت ہے۔ اور دین کا سیارہ اسی ایک مرکز کے گرد گھومتا ہے۔ اللہ کی معرفت میں بھول چوک یا قیاس و شبہ دین کے تمام دوسرے ارکان کو غیر یقینی اور مشتبہ بنادیتا ہے سرکار دو عالم سرور کائناتؐ نے اس نکتہ پر پوری توجہ دی ہے اور اپنے آپؐ کو پہچنوانے سے اللہ کی معرفت ہمارے دل و دماغ میں ایسی صاف اور ستھری وضاحتوں کے ساتھ پیوست فرمادی ہے کہ لغزش کا امکان باقی نہ رہا۔

ہمارے رسولؐ نے فرمایا۔ "دین کی پہلی بنیاد اللہ کی معرفت اور معرفت

کا کمال یہ ہے کہ ذات باری کے موجود ہونے کی تصدیق کی جائے اور اللہ کے وجود کی تصدیق کے معنی یہ ہیں کہ اس کو یکتا مانیں اور واحد جانیں اور توحید پر ایمان اسی وقت مکمل ہوتا ہے جب اللہ کی ذات پر خلوص دل سے یقین کرلیا جائے کہ اللہ ہے اور یکتا ہے اور دلی خلوص کے لئے ضروری ہے کہ اللہ کی ذات کو اس کے صفات سے جدا رکھا جائے۔ اس لئے کہ ایک موقع پر خدا کسی کو رزق عطا کرتا ہے تو اسے رزاق کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اور دوسرے موقع پر کسی بھوکے کو اگر رزق نہ ملےاوراگر رزق مل چکا ہو لیکن کسی اور دوسری چیز کی ضرورت ہو اور اسے کریمی سے عطا کردے تو اللہ کی صفت کریمی سامنے آنے سے اللہ کریم ہے کہا جاسکتا ہے لیکن صفت رزاقیت اس کی ذات سے دور رہتی ہے اس طرح صفت اور موصوف میں (یعنی وہ جس کی صفت بیان کی جاتی ہے) دونوں جدا ہوجاتے ہیں۔ اس لئے اگر صفت کو خدا کی ذات میں ملادیا جائے تو اللہ کی وحدت پر زد پڑتی ہے۔ اور اللہ میں دوئی پیدا ہوجاتی ہے۔ جو دوئی پیدا ہوجاتی ہے تو دو کی عددی تقسیم ہوتی ہے اس سے اللہ کا تجزیہ ہوجاتا ہے۔ تجزیے کے نتیجے میں گویا اللہ گنتی میں آگیا اور گنتی میں آنے والی چیز یا وجود اللہ نہیں ہوتا۔ اسی لئے اگر یہ پوچھا جائے کہ اللہ کس چیز میں ہے؟ تو گویا اللہ کسی دوسری چیز کی ضمنی شے بن گیا۔ گھر میں ہے۔ برتن میں ہے۔ دریا میں کوزے میں ہے وغیرہ اس طرح اللہ ضمنی بن گیا اور جس چیز میں وہ رہ گیا اس نے اللہ پر فوقیت پالی اور اگر یہ پوچھا جائے کہ اللہ کس جگہ ہے یا کس چیز پر ہے مثلاً عرش پر ہے۔ کرسی پر ہے۔ یا قیامت کے دن کرسی پر بیٹھ کر بندوں کو اجر دیتا ہے اپنے پیروں پر سے شلوار ہٹا کر اپنے ساق نوری (روشن پنڈلیاں) بندوں کو دکھلاتا ہے اور بندے انہیں دیکھ کر سجدے میں گر پڑتے ہیں تو اس کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ اللہ جس جگہ ہے اس جگہ پر تو ہے لیکن دوسری تمام جگہیں یا کائنات کے

دوسرے مقامات اس سے خالی ہوگئے۔ اگر یہ پوچھا جائے کہ وہ کہاں تھا اور کب آیا؟ تو یقین کامل میں تصدیق کرنے والا کہے گا وہ موجود ہی موجود ہے اس کے پہلے عدم نہیں تھا اس نے مخلوقات کو عدم سے نکال کر وجود بخشا وہ موجود ہے مگر کسی کا ایجاد نہیں ہے کبھی ایسا نہیں تھا کہ پہلے نہ رہا ہو اور اب ہو۔ ہر چیز کے ساتھ ہے مگر اس طرح نہیں جیسے روح یا جان انسان کے جسم میں ہوا کرتی ہے وہ جسم و جسمانیت رکھتا ہے نہ جسم و جسمانیت کے ساتھ پیوست ہوتا ہے۔ وہ ہر شے کے ساتھ ہوتے ہوئے بھی ہر شے سے الگ رہتا ہے ایسا تعلق نہیں جیسے روح نکل جائے تو جسم مردہ ہو جائے۔ یوں بھی نہیں کہ دو دوستوں کا یا دو ہم سفر کا ساتھ ہو ان میں سے ایک کے علیحدہ ہو جانے سے دوسرا اس کی جدائی محسوس کرے۔ وہ ہر چیز کا پیدا کرنے والا اور ہر کام کا کرنے والا ہے مگر یوں نہیں کہ کام کرنے سے اس میں کوئی حرکت پیدا ہوئی ہو۔ جیسے ہمارے کام کرتے وقت جسم و جسمانیت اور اعضا و جوارح میں پیدا ہو جاتی ہے اور جب وہ چیزوں کو پیدا کرتا ہے تو وہ نہ آلات سے کام لیتا ہے اور نہ تجربہ یا تجزیہ کر کے نتیجہ پیدا کرتا ہے۔ اللہ اکیلا ہے۔ اس کا کوئی ایسا ساتھی مثلاً بیوی' بچے' ماں باپ' بہن بھائی' دوست احباب نہیں ہیں۔ جس سے اللہ کا جی بہلے اور اگر وہ نہ ہوں تو اللہ کا جی گھبرائے اللہ نے بغیر فکر کئے یا سوچ یا تجربہ کئے یا منصوبہ یا نقشہ بنائے پہلے پہل کائنات بنائی۔ اللہ نے اپنی مشیت کائنات کی تمام چیزوں کو جو کبھی نہ تھیں' عدم سے وجود عطا کر دیا اور مختلف مزاج اور طبیعتوں کی چیزوں کو ایک دوسرے سے وابستہ اور ایک دوسرے میں پیوستہ کر دیا۔ مثلاً انسان کو آب و آتش باد و خاک کے مرکب سے خلق کر دیا چیزوں کو حسین شکلیں عطا کر دیں۔ حالانکہ اللہ نے مختلف چیزوں کی شکلوں کے نقشے نہیں بنائے۔ وہ ایسا اول ہے جو ہر اول چیز سے پہلے اول تھا۔ اور ایسا آخر ہے جو آخر چیز کے

بعد آخر رہے گا۔ وہ اتنا ظاہر و آشکار ہے کہ کوئی شے اس سے زیادہ ظاہر نہیں اور اتنا مخفی ہے کہ کوئی شے اس سے زیادہ مخفی نہیں۔ ایسا بابرکت ہے اللہ جس تک ہمتوں کی بلندی نہیں پہنچ سکتی اور انسانی عقل اور شعور اسے پا نہیں سکتے۔ اللہ اپنے وجود پر اپنے مخلوقات کے ذریعہ دلیل قائم کرنے والا ہے۔ اس حسین و جمیل کائنات کا ہر ستارہ ہر سیارہ' ہر پھول' ہر پنکھڑی' ہر پہاڑ اور ہر درخت' ہر دریا اور ہر سمندر' زمین پر دوڑنے والا ہر جانور' فضاؤں میں تیرنے والا ہر پرند اس کے وجود کی دلیل ہے۔ مرجھانے والا پھول جھڑنے والے پتے ذبح ہو جانے والے پرند و چرند موت کے آغوش میں چلے جانے' مرنے والے انسان' بدلنے والے موسم' غروب ہونے والے آفتاب و ماہتاب' خشک ہو جانی والی کھیتیاں' سوکھ جانے والے دریا' ہر ایک شے فنا ہو کر یہ دلیل پیش کرتی ہے کہ اللہ ازل سے ہے اور ابد تک رہے گا۔ سب کچھ فانی ہے اللہ کی ذات باقی رہے گی۔ اللہ نے ہمشکل پرند بنا کر' ان کے جوڑے پیدا کرکے' پھولوں میں مماثلت میووں میں مشابہت عطا کرکے یہ بات بھی ثابت کردی کہ فنا ہونے والی ہر چیز مشابہت آپس میں رکھتی ہے۔ اللہ کا کوئی مثل و نظیر نہیں۔ اللہ کو حواس انسانی چھو نہیں سکتے۔ اللہ سنتا ہے مگر کان کے وسیلے سے نہیں۔ اللہ دیکھتا ہے مگر آنکھ کے واسطے سے نہیں ہر جگہ ظاہر ہے مگر دیکھا نہیں جاسکتا۔ اللہ کا کوئی شریک نہیں۔ شرکت کا اثبات اور اس کی نفی اس چیز سے کی جاتی ہے جو کسی وجود کا مالک ہو اللہ کا مادی وجود نہیں ہے۔

"اللہ نور السموات والارض"

اللہ زمین و آسمان کا نور ہے۔ سورج مخلوق ہے اس لئے اس کی روشنی محسوس کی جاسکتی ہے چھوئی نہیں جاسکتی اور جو خالق سورج ہے اس کی روشنی دیکھی جاسکتی ہے اور نہ محسوس کی جاسکتی ہے ______

حضرت موسیٰ کلیم اللہ نے اللہ کے دیدار کی تمنا کی تھی۔ مبنع نور سے ایک ہلکی سی کرن چمکی کوہ طور سرمہ بن کے رہ گیا حضرت کلیم اللہ فرش زمین پر گر کر بیہوش ہوگئے۔ مجمع پر ایک عجیب قسم کا کیف اور شاہ نجاشی کو کانپتا اور لرزتا ہوا دیکھ کر حضرت جعفرؓ نے تقریر ختم کردی۔

ایسا کیف محفل پر طاری ہوا کہ شاہ نجاشی نے داڑھیں مار کر روتے اور تھرتھراتے ہوئے کھڑے ہوکر باآواز بلند کلمہ کی تلاوت کی۔ **"اشھد ان لاالہ الا اللہ محمد الرسول اللہ"** اپنے مسلمان ہوجانے کا اعلان کیا۔ اس کے بعد مجمع میں شاید ہی کوئی ایسا بدنصیب باقی رہ گیا ہو۔ جس نے کلمہ نہ پڑھا ہو جوش عقیدت میں حضرت جعفرؓ اور ان کے ساتھیوں سے ہر ایک فرد بغلگیر ہوتا گیا اور شاہ نجاشی نے قاصد کو فوراً مکہ روانہ کرکے رسول مقبولؐ کی خدمت میں اپنے اور اپنی رعایا کے اسلام قبول کرنے کی اطلاع پہنچانے کے لئے قاصد روانہ کردیا۔ اور مجاہدین اسلام کے ساتھ سات روز تک حبشہ میں جشن عید منایا گیا۔

حضرت جعفرؓ طیار کی قوتِ ایمانی

ایک روایت میں حضرت موسیٰ اشعری کے یہ الفاظ نقل کئے گئے ہیں کہ خود نجاشی نے حضرت جعفرؓ سے پوچھا کہ تم کو کس چیز نے میرے سامنے سربسجود ہونے سے منع کیا۔

انہوں نے بلاجھجک جواب دیا۔" ہم اللہ کے سوا کسی کو سجدہ نہیں کرتے۔"

حضرت جعفرؓ طیار کی حبشہ سے واپسی

حضرت جعفرؓ طیار کی سربراہی میں مسلمان نہایت امن و سکون کے ساتھ حبش میں زندگی گزارنے لگے ۔ ہجرت حبشہ کے چند سال کے بعد (ہجرت نبوی سے کچھ عرصے پہلے) تقریباً چالیس مسلمان حبش سے مکہ واپس چلے گئے لیکن حضرت جعفرؓ مسلمانوں کی ایک بڑی جماعت کے ساتھ برابر حبش میں مقیم رہے یہاں تک کہ ان کو غریب الوطنی کی زندگی گزارتے چودہ برس گزر گئے ۔اس دوران میں رسولؐ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ سے ہجرت فرما کے مدینہ منورہ تشریف لے گئے اور بدر' احد اور احزاب وغیرہ کے معرکے گزر گئے ٦ ہجری کے اواخر میں حضورؐ اکرم غزوہ خیبر کی تیاری کر رہے تھے کہ حضرت جعفرؓ اور ان کے ساتھیوں نے بھی حبش سے مدینہ منورہ کا عزم کیا ۔ ابن کثیر نے "البدایہ و النھایہ" میں لکھا ہے کہ حضرت جعفرؓ حبش سے چلنے لگے تو رخصت آخر اور رسمی اجازت کے لئے بادشاہ حبشہ نجاشی سے ملنے گئے ۔ اس نے انہیں سواری اور زاد راہ دیا اور ساتھ ہی ان سے درخواست کی کہ پیغمبر اسلام کو میرا اسلام کہنا اور یہ بھی بتانا کہ میں اللہ کے ایک ہونے اور ان کے رسولؐ اللہ ہونے کی شہادت دیتا ہوں ' میں نے تم لوگوں کے ساتھ یہاں جو سلوک کیا ہے ' اس سے بھی ان کو آگاہ کرنا اور یہ عرض بھی کرنا کہ میرے لئے مغفرت کی دعا کریں ۔ اس کے بعد اس نے حضرت جعفرؓ کو خدا حافظ کہہ کر رخصت کر دیا ۔

حضرت جعفرؓ طیار مدینہ منورہ میں

حضرت جعفرؓ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ مدینہ منورہ پہنچے تو حضرت رسولؐ

خدا غزوہ خیبر کے لئے تشریف لے گئے تھے۔ حضرت جعفرؓ کو اب حضورؐ اکرم کی زیارت کے بغیر مدینہ میں ایک لمحہ کاٹنا بھی مشکل تھا۔ حضرت جعفرؓ نے فرمایا کہ مدینہ بغیر رسول خداؐ اچھا نہیں معلوم ہوتا' خواتین کو مدینہ میں چھوڑ کر تمام قافلہ حضرت جعفرؓ کی سربراہی میں خیبر کے میدان میں پہنچا۔

حضرت جعفرؓ طیار خیبر کے میدان میں

حضرت جعفرؓ جب خیبر پہنچے تو اس وقت مولائے کائنات امیرالمومنین علی ابن ابی طالبؑ خیبر فتح کر چکے تھے۔ اور مسلمان فتح خیبر کی خوشی منا رہے تھے' اپنے غریب الوطن بھائیوں کو اپنے درمیان پاکر ان کی مسرت دوبالا ہوگئی۔

ابن سعد کا بیان ہے کہ رسولؐ خدا نے جب حضرت جعفرؓ کو دیکھا بے انتہا مسرور ہوئے' گلے لگا کر ان کی پیشانی چومی اور فرمایا:۔

"میں نہیں جانتا کہ مجھ کو خیبر کی فتح سے زیادہ خوشی ہوئی یا جعفرؓ کے آنے سے"

علامہ مجلسی نے حضرت جعفرؓ کی حبشہ سے واپسی کی تفصیلات معصوم کے حوالے سے تحریر کی ہیں:۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ:۔

حضرت رسولؐ خدا نے خیبر جانے سے پہلے عمرو بن امیہ ضمری کو نجاشی بادشاہ حبشہ کے پاس پیغام دے کر بھیجا اور اس کو اسلام کی دعوت دی اور جناب جعفرؓ اور ان کے ہمراہیوں کو طلب فرمایا۔ جب حضورؐ اکرم کا نامہ نجاشی کو ملا وہ مسلمان ہوگیا اور جناب جعفرؓ اور آپ کے ساتھیوں کو خلعتہائے فاخرہ پہنائے اور ان کے لئے سامان سفر بہت عمدہ اور بہتر مہیا کیے اور دو کشتیوں میں سوار کرکے مدینہ کی جانب روانہ کیا۔ جناب جعفرؓ فتح خیبر

کے روز رسولؐ خدا کی خدمت میں پہنچے۔
(حیات القلوب)

حضرت جعفرؓ طیار کا استقبال

علامہ مجلسی لکھتے ہیں:۔
حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ روز فتح خیبر رسولؐ خدا کو جناب جعفرؓ کے واپس آنے کی خبر پہنچی تو رسولؐ خدا نے فرمایا میں نہیں سمجھ سکتا کہ ان دونوں نعمتوں میں سے کس پر زیادہ خوش و مسرور ہوں ــــــــــــ "خیبر کی فتح پر یا جعفرؓ کی واپسی پر"
اسی اثناء میں حضرت جعفرؓ نمودار ہوئے' جب ان پر رسولِ خدا کی نظر پڑی آپ اٹھ کھڑے ہوئے تاکہ حضرت جعفرؓ کا استقبال فرمائیں۔
حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام سے روایت ہے کہ:۔
حضرت رسولؐ خدا نے بارہ قدم بڑھ کر پیشوائی کی اور حضرت جعفرؓ کو سینے سے لگایا اور ان کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا۔ (حیات القلوب)

نماز جعفرؓ طیار

حضرت رسولؐ خدا نے انتہائی مسرت کے ساتھ فرمایا "اے جعفرؓ کیا تم چاہتے ہو کہ میں تمہیں کچھ دوں' کیا چاہتے ہو کہ کوئی چیز تم کو عطا کروں۔ اسی طرح کئی بار فرمایا'
دنیا طلب لوگوں نے سمجھا کہ حضرت رسولؐ خدا ان کو بہت سا مال یا

کوئی ولایت اور سلطنت عطا فرمائیں گے' لہٰذا سبھوں نے گردنیں بلند کرکے دیکھنا شروع کیا کہ دیکھیں کہ حضرت رسولؐ خدا ان کو کیا عطا فرماتے ہیں' حضرت رسولؐ خدا نے جعفرؓ سے فرمایا کہ میں تم کو ایک نماز تعلیم کرتا ہوں کہ جب اس کو بجالاؤ گے رحمت الٰہی سے قریب ہو جاؤ گے اور ہر روز پڑھ لیا کرو تو تمہارے واسطے دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے ان سب سے بہتر ہے۔ اور جو شخص اس نماز کو بجالائے گا اس کے ثواب میں سے بھی تم کو حصہ ملے گا۔ پھر حضرت رسولؐ خدا نے نماز کا وہ طریقہ تعلیم فرمایا جو "نماز جعفرؓ طیار" کے نام سے کتابوں میں درج ہے۔ (حیات القلوب)

اس کے بعد رسولؐ خدا نے حبش سے واپس آنے والے حضرت جعفرؓ کے تمام اصحاب سے بھی معانقہ فرمایا اور سب کو اہلاً و سہلاً و مرحبا کہا۔

خیبر کے مال غنیمت میں جعفرؓ طیار کا حصہ

خیبر کے مال غنیمت میں سے صرف ان کو حصہ ملا جو معرکہ جنگ میں شامل تھے۔ مگر یہ فخر حضرت جعفرؓ طیار اور ان کی زوجہ اسماء بنت عمیس کو حاصل ہوا کہ انھیں رسولؐ خدا نے خیبر کے مال غنیمت سے حصہ دیا اور حضرت جعفرؓ طیار کی بدولت پچاس مہاجرین حبشہ نے بھی یہ غنیمت حاصل کیا جن میں ابو موسیٰ اشعری بھی شامل ہیں۔ (تاریخ انبیاء جلد دوم)

ابو موسیٰ اشعری سے "صحیح بخاری" میں روایت ہے کہ جب ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں فتح خیبر کے بعد حاضر ہوئے تو آپ نے حبش سے واپس آنے والے مہاجرین کو غنیمت میں سے حصہ دیا اور دوسرے کسی شخص کو جو اس لڑائی میں شریک نہیں ہوا تھا' حصہ نہیں دیا۔

حضرت جعفرؓ طیار نے حضورؐ کو نجاشی کا سلام پہنچایا

حضرت جعفرؓ نے حضورؐ کو نجاشی کا سلام پہنچایا اور مہاجرین کے ساتھ اس کے حسن سلوک کی تفصیل بھی بتائی ۔ پھر انھوں نے نجاشی کی یہ درخواست حضورؐ کے سامنے پیش کی کہ میرے لئے مغفرت کی دعا فرمائیں ۔ حضرت رسولؐ خدا اسی وقت اٹھے ' وضو فرمایا اور پھر تین مرتبہ یہ دعا مانگی "اے اللہ نجاشی کی مغفرت فرما" تمام مسلمانوں نے حضورؐ کی دعا پر باآواز بلند آمین کہا ۔ اس کے بعد حضورؐ نے حضرت جعفرؓ اور دوسرے مسلمانوں کے ساتھ مدینہ منورہ کو مراجعت فرمائی ۔

حضرت جعفرؓ طیار مدینہ منورہ میں آگئے

حذیفہؓ یمانی سے روایت ہے کہ جب حضرت جعفرؓ طیار خیبر سے مدینہ منورہ حضورؐ اکرم کے ساتھ تشریف لائے تو وہ تحفے اور ہدیئے جو وہ حبشہ سے ساتھ لائے تھے حضورؐ اکرم کی خدمت میں پیش کئے ۔

حضرت جعفرؓ ان کے لئے ہدیئے لائے تھے جس میں عطریات (خوشبو) بیش قیمت کپڑے وغیرہ تھے ۔ وہ سب حضورؐ اکرم کی خدمت میں لے گئے۔ حضورؐ اکرم نے ان تحفوں میں سے ایک چادر اٹھا کر فرمایا کہ یہ اس کو دوں گا جو خدا و رسولؐ کو دوست رکھتا ہے اور خدا و رسولؐ اس کو دوست رکھتے ہیں۔ صحابہ نے گردنیں اس کے لئے بلند کیں ' حضورؐ نے فرمایا ' علیؓ کہاں ہیں' عمار یاسر یہ سنتے ہی دوڑے اور حضرت علیؓ کو بلا لائے ۔ حضورؐ نے وہ چادر حضرت علیؓ کو عطا فرمائی ۔ وہ چادر سونے کے تاروں سے تیار کی گئی

تھی، حضرت علیؑ نے مدینہ منورہ کے بازار بقیع میں ایک زرگر کو دیا کہ اس کے تاروں کو علیحدہ نکال دے۔ اس نے سونا الگ کیا تو ہزار مثقال سونا نکلا۔ حضرت علیؑ نے اس کو فروخت کیا اور تمام قیمت فقیروں اور مہاجر و انصار کے مسکینوں پر تقسیم کردی اور گھر آئے تو آپ کے پاس اس سونے میں سے ایک ذرہ بھی باقی نہیں رہا تھا۔ (حیات القلوب)

مدینہ منورہ میں حضرت جعفرؑ طیار کا گھر

عبداللہ ابن مسلم ابن قتیبہ لکھتے ہیں:۔

حبشہ سے واپسی پر حضرت جعفرؑ کے رہنے کے واسطے رسولؐ اکرم نے اپنی مسجد کے پہلو میں جگہ دی، جہاں حضرت جعفرؑ کے گھر کی بنیاد ڈالی گئی۔ (تاریخ الانساب ۲۰۶)

مہاجرین حبشہ کی فضیلت

حضرت جعفرؑ طیار کی زوجہ اسماء بنت عمیس نہایت عقیل و فصیح البیان اور صاحب حسن و جمال تھیں اور اپنے شوہر جعفرؑ ابن ابی طالب کے ساتھ آنحضرتؐ کے حکم سے حبشہ کو ہجرت کر گئی تھیں۔ (تاریخ انبیاء ۳۲۲)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں:۔

اسماء بنت عمیس نہایت جمیلہ و جلیلہ و عاقلہ و زکیہ تھیں۔ (تاریخ انبیاء ۳۳۱)

اسماء بنت عمیس ایک دن حضرت عمر بن خطاب کی صاحبزادی حضرت حفصہ سے ملنے گئیں اتفاق سے اس وقت حضرت عمر بن خطاب بھی موجود

تھے ' پوچھا یہ کون ہیں '؟

حضرت حفصہ نے بتایا کہ یہ حضرت جعفرؓ طیار کی زوجہ اسماء ہیں۔

حضرت عمر نے کہا کہ اچھا وہ حبش والی ۔ وہ سمندر والی ؟ اسماء بنت عمیس نے جواب دیا کہ ہاں وہی ' حضرت عمر بولے کہ ہم نے تم لوگوں سے پہلے ہجرت کی اس لئے پیغمبر اسلام پر ہمارا حق زیادہ ہے '

اسماء بنت عمیس کو غصہ آگیا ' کہنے لگیں ہرگز نہیں ' تم لوگ رسولؐ خدا کے ساتھ رہتے تھے ' رسولؐ خدا تمہارے بھوکوں کو کھانا دیتے تھے اور تمہارے جاہلوں کو نصیحت فرماتے تھے اور ہم لوگ گھر سے دور بیگانے حبشیوں میں رہتے تھے کہ وہ ملک کفار و مشرکین کا تھا سوائے نجاشی کے وہاں سب مشرکین تھے اور ہم لوگ نہایت شدت و محنت میں تھے اور یہ سب ہم نے خدا کے واسطے مصیبت اٹھائی ہم کو ہر وقت جان کا ڈر رہتا تھا۔ میں خدا کی قسم کھاتی ہوں کہ میں نہ کھانا کھاؤں گی اور نہ پانی پیوں گی جب تک یہ باتیں جو تم نے مجھ سے کہیں ہیں رسولؐ خدا سے نہ کہہ لوں اور میں آنحضرتؐ سے حقیقت حال دریافت کروں گی اور خدا کی قسم کوئی بات جھوٹ نہ کہوں گی اور باطل کی طرف میلان نہ کرونگی اور جتنی باتیں تم سے سنی ہیں ان پر زیادہ نہ کروں گی۔

یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ حضرت رسولؐ خدا تشریف لے آئے اسماء بنت عمیس نے رسولؐ خدا سے شکایت کی کہ یا رسولؐ اللہ عمر نے ایسا کہا ہے۔

آنحضرتؐ نے پوچھا کہ تم نے کیا جواب دیا۔

اسماء بنت عمیس نے پورا واقعہ سنایا'

حضرت رسولؐ خدا نے فرمایا:۔

عمر کا حق مجھ پر تم سے زیادہ نہیں ہے ' عمر اور ان کے ساتھیوں نے صرف ایک ہجرت کی اور تم لوگوں نے دو ہجرتیں کیں ' اے اہل سفینہ ایک

بار مکہ سے حبشہ کو اور دوبارہ حبشہ سے مدینہ کو۔

اس واقعہ کا چرچا پھیلا تو مہاجرین حبشہ جوق جوق اسماء بنت عمیس کے پاس آتے اور رسولؐ خدا کے الفاظ اسماء سے بار بار مکرر و سہ کر سنتے تھے۔

ابو موسیٰ اشعری اس حدیث کو اسماء سے بار بار روایت کرتے تھے۔

اسماء بنت عمیس کا بیان ہے کہ مہاجرین حبشہ کے لئے دنیا میں کوئی چیز رسولؐ خدا کے ان الفاظ سے زیادہ تر مسرت انگیز نہ تھی۔

حدیث رسولؐ خدا نے واضح کردیا کہ مہاجرین حبشہ فضیلت میں مہاجرین مدینہ سے فضیلت میں بہت زیادہ تھے۔ (تاریخ انبیاء ۲۲۴)

حضرت جعفرؑ طیار حضرت رسولؐ خدا کے معتمد خاص تھے۔

حدیبیہ کی واپسی کے بعد دوسرے سال ماہ ذیقعدہ ۷ ھ میں حضرت رسولؐ خدا تمام اصحاب و انصار و رشتے داروں کے ساتھ قضائے عمرۂ حدیبیہ کے لئے پھر مکہ معظمہ روانہ ہوئے اور خانۂ کعبہ میں عمرہ بجا لائے اور مکہ معظمہ میں تین روز قیام فرمایا اس کے بعد مدینہ منورہ واپس آئے۔

مکہ معظمہ کی روانگی سے پہلے حضرت رسولؐ خدا نے اپنے معتمد خاص حضرت جعفرؑ بن ابی طالب کو حضرت میمونہ کے پاس مکہ میں نکاح کا پیام دے کر بھیجا۔ حضرت میمونہ زوجہ جعفرؑ طیار جناب اسماء بنت عمیس کی بہن تھیں اور حضرت عباس بن عبدالمطلب کی زوجہ ام الفضل کی بھی بہن تھیں اس لئے حضرت میمونہ نے عباس بن عبدالمطلب کو اپنا وکیل بنایا اور انہوں نے حضرت میمونہ کا نکاح حضرت رسولؐ خدا سے کردیا۔ یہ رسولؐ خدا کی آخری بیوی تھیں، ان کے بعد پھر کبھی سے رسولؐ اللہ نے نکاح نہیں کیا۔

یہ شادی حضرت جعفرؓ طیار کی کوششوں سے ہوئی تھی۔ (طبقات ابن سعد اور حیات القلوب)

عمرۃ القضا میں حضرت جعفرؓ طیار کی شرکت

مندرجہ بالا سطور میں بیان ہوا کہ ذیقعدہ ۷ ھ میں حضرت رسولؐ خدا اپنے اصحاب و رشتے داروں کے ہمراہ "عمرہ القضا" کے لئے مکہ معظمہ تشریف لے گئے۔ اس مقدس سفر میں حضرت جعفرؓ ابن ابی طالب بھی حضرت رسولؐ خدا کے ہم رکاب تھے۔ لیکن حکم رسولؐ خدا سے جعفرؓ طیار قافلے سے آگے مکہ معظمہ میں داخل ہوئے تاکہ حضرت میمونہ کو رسولؐ خدا سے عقد کا پیام پہنچائیں۔

چونکہ پچھلے سال صلح حدیبیہ کے وقت یہ شرط قرار پائی تھی کہ مسلمان ہتھیار اتار کر مکہ میں داخل ہوں گے' اس لئے مسلمانوں نے اپنے تمام ہتھیار مکہ سے آٹھ میل ادھر قریۂ بطن میں چھوڑ دیئے اور سو سواروں کا ایک دستہ ان کی حفاظت پر متعین کردیا۔ باقی مسلمان غیر مسلح حالت میں بڑے ذوق و شوق سے مکہ میں داخل ہوئے' جب یہ قافلہ مکہ میں داخل ہوا وہاں سے حضرت جعفرؓ طیار بھی حضرت رسولؐ خدا کے ہمراہ ہوگئے۔ حضرت رسولؐ خدا لبیک کہتے ہوئے خانۂ کعبہ میں داخل ہوئے' حجرا سود کو بوسہ دیا اور طواف کیا' صحابۂ کرام نے بھی آپ کی تقلید کی' تین دن گزرنے پر قریش نے مطالبہ کیا کہ معاہدہ حدیبیہ کی شرط پوری ہوچکی' اس لئے اب مسلمان مکہ سے باہر چلے جائیں۔ حضرت رسولؐ خدا نے یہ مطالبہ بلا تامل قبول کرلیا اور مکہ خالی کردیا۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ حضرت رسولؐ

خدا نے "عمرۃ القضا" میں کفار سے شرط کی تھی کہ کفار اپنے بتوں کو صفا سے ہٹالیں گے تب مسلمان طواف کیا کریں گے۔ عمرہ کے وقت کافروں نے بت وہاں سے ہٹالئے تھے۔ (حیات القلوب)

جناب حمزہؑ کی صاحبزادی اور حضرت جعفرؑ طیار

حضرت رسولؐ خدا مکہ معظمہ سے "عمرۃ القضا" ادا فرما کر جب چلنے لگے اس وقت ایک عجیب اثر میں ڈوبا ہوا منظر سامنے آیا۔

حضرت حمزہؑ شہید احد کی یتیم بیٹی امامہ 'یا عم' یا عم۔ اے چچا' اے چچا اور بروایت دیگر بھائی ' بھائی کہتی ہوئی حضرت رسولؐ خدا کی طرف دوڑیں۔ حضرت حمزہؑ حضرت رسولؐ خدا کے چچا بھی تھے اور خالہ زاد بھائی بھی' اس اعتبار سے امامہ بنت حمزہ حضورؐ کی چچا زاد بہن بھی تھیں اور بھتیجی بھی۔ حضرت علی امامہ کو ہمراہ لائے اور لاکر حضرت فاطمہ زہرا صلوٰۃ اللہ علیہا کے سپرد کردیا کہ یہ تمہاری بنت عم ہے' اپنی بہن کو عماری میں بٹھالو۔

جب حضرت رسولؐ خدا مدینہ منورہ پہنچے' امامہ بنت حمزہ کی پرورش کے باب میں حضرت علیؑ' حضرت جعفرؑ اور زید بن حارثہ' تینوں حضرات نے اپنی اپنی خواہش کا اظہار کیا کہ اس بچی کی پرورش و تربیت ہم کریں گے' تینوں حضرات اپنے حق کو ترجیح دیتے تھے۔

امامہ بنت حمزہ کو پرورش کے باب میں حضرت علیؑ نے فرمایا وہ میرے چچا کی بیٹی ہے اور میرے گھر میں رسولؐ اللہ کی بیٹی ہے جو امامہ کی بہن ہے اس لئے امامہ کی پرورش کا میں مستحق تر ہوں۔

حضرت جعفرؑ ابن ابی طالب نے کہا میں زیادہ مستحق ہوں کہ اسماء بنت عمیس میری زوجہ اس بچی کی سگی خالہ ہے۔ (امامہ کی والدہ سلمٰی بنت

عمیس اور اسماء بنت عمیس سگی بہنیں تھیں)

زید بن حارثہ نے کہا کہ رسولؐ خدا نے حمزہ میں اور مجھ میں عقد مواخات باندھا ہے اس لئے یہ میرے بھائی کی بیٹی ہے میرا استحقاق زیادہ ہے۔

یہ ناز اور محبت کا جھگڑا اس معاشرے کے لئے درس عمل تھا جس معاشرے میں اسلام سے پہلے مکّہ کے کافر اپنی بچیوں کو زندہ زمین میں دفن کر دیا کرتے تھے۔ اہل مدینہ کو سمجھانے کے لئے کافی تھا کہ حمزہ کی بیٹی کا اتنا احترام ہے تو تم سب پر بعد رسولؐ خدا انؐ کی بیٹی فاطمہؑ زہرا کا کتنا احترام واجب ہے۔

حضرت رسولؐ خدا اس وقت خواب استراحت میں تھے ان کی گفتگو سن کر بیدار ہوئے' فرمایا ہمارے پاس آؤ' میں اس معاملہ میں حکم کروں گا' سب حاضر ہوئے' آپ نے فرمایا--------

"اسماء بنت عمیس' امامہ کی خالہ ہے اس لئے جعفرؑ ابن ابی طالب کو میں امامہ بنت حمزہ کا کفیل بناتا ہوں' خالہ بمنزلہ ماں کے ہوتی ہے"۔

چنانچہ حضرت رسولؐ خدا کے ارشاد کے مطابق حضرت جعفرؑ طیار' امامہ بنت حمزہ کو اپنے گھر لے آئے اور اپنی زوجہ اور امامہ کی خالہ اسماء بنت عمیس کے سپرد کر دیا۔ جعفرؑ طیار کے لئے رسولؐ خدا کے عطا کردہ یہ اعزاز تھے جس سے ان کے مرتبے میں اضافہ ہوا۔

اس کے بعد حضرت رسولؐ اکرم نے ان تینوں کی تسلی و تسکین کی خاطر ہر ایک سے ایک کلمہ جداگانہ فرمایا'

سب سے پہلے حضرت علیؑ سے فرمایا

انت منی و انا منک

یا علیؑ! تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں

اور حضرت جعفرؓ طیار سے فرمایا:۔

اشبھت خلقی و خلقی

اے جعفرؓ! تم نہایت مشابہ ہو مجھ سے صورت میں بھی سیرت میں بھی۔

اور زید بن حارثہ سے فرمایا:۔

انت اخونا و مولا

اے زید! تم میرے دینی بھائی ہو اور میرے دوست و مملوک ہو۔

حضرت جعفرؓ طیار کا واسطہ

حافظ ابن حجرؒ نے "اصابہ" میں لکھا ہے کہ ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عبداللہ کا ہاتھ پکڑ کر دعا کی:۔

"الٰہی عبداللہ کو جعفرؓ کا صحیح جانشین بنا، اس کی بیعت میں برکت عطا فرما اور میں دنیا اور آخرت دونوں میں آلِ جعفر کا والی ہوں"

ایک روایت میں ہے کہ حضرت عبداللہؓ اور ان کے بھائی یتیم ہوئے تو سرورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی پرورش اور نگرانی فرماتے رہے۔ حضورؐ کے وصال کے بعد یہ ذمہ داری ان کے حقیقی چچا حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ نے اٹھائی۔ حضرت عبداللہ بن جعفرؓ جوان ہوئے تو حضرت علیؓ نے اپنی لختِ جگر زینبؓ کو ان سے بیاہ دیا۔

حضرت عبداللہؓ کہتے ہیں کہ بعض اوقات میں (چچا حضرت علیؓ) سے کچھ مانگتا تو وہ انکار کر دیتے تھے لیکن جب میں اپنے باپ (جعفرؓ) کا واسطہ دیتا تو ضرور کچھ نہ کچھ دے دیتے تھے۔

جنگِ موتہ اور جعفر طیارؑ کی شہادت

شیخ طبرسی اور دوسرے محدثین نے روایت کی ہے کہ غزوہ موتہ ماہ جمادی الاول ۸ ہجری میں واقع ہوا۔ ابن ابی الحدید نے اس کا سبب یہ بیان کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ۸ ہجری میں عمیر ازدی کو خط دیکر بادشاہ بصرہ کے پاس بھیجا۔ جب وہ موتہ میں پہنچے شرجیل بن عمرو غسانی سے ملاقات ہوئی۔ اس نے پوچھا کہاں جاتے ہو؟ عمیر نے کہا شام کی طرف۔ پوچھا کیا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قاصد ہو؟ کہا ہاں۔ یہ معلوم کرکے اس ملعون نے حکم دیا تو اس کے ساتھیوں نے عمیر ازدی کے ہمراہیوں کو باندھ دیا اور ان کی گردن مار دی۔ آنحضرتؐ کو یہ حال معلوم ہوا تو آپ بہت رنجیدہ ہوئے اور ایک بڑا لشکر تیار کیا اور اس طرف روانہ کیا۔ عامہ میں یہ مشہور ہے کہ حضرت نے پہلے زید بن حارثہ کو اس لشکر پر سردار مقرر کیا اور فرمایا کہ اگر زید مارے جائیں تو جعفرؑ لشکر کے امیر ہوں اور اگر وہ بھی شہید ہو جائیں تو مسلمان جس کو مناسب سمجھیں اپنا سردار بنالیں۔ اور شیخ طبرسی نے بہ سند موثق حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ حضرت نے پہلے حضرت جعفرؑ کو امیر لشکر مقرر فرمایا اس کے بعد زید کو پھر عبداللہ بن رواحہ کو جب وہ لوگ مُعان تک پہنچے ان کو اطلاع ملی کہ ہر قل بادشاہ روم ایک لاکھ رومیوں اور ایک لاکھ قبائل عرب کا لشکر لیئے ہوئے مارب میں مقیم ہے۔ اور ابان بن عثمان کی روایت ہے کہ ان کو خبر پہنچی کہ عرب و عجم کے کافروں کے قبائل لخم و خدام و بلی و قضاعہ وغیرہ کے گروہ کثیر جمع ہوئے ہیں اور مشرکین زمین مشارق میں ٹھہرے ہیں۔ غرض مسلمان معان میں دو روز ٹھہرے اور مشورہ کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اطلاع دیں کہ

دشمنوں کی تعداد بہت زیادہ ہے آپ جو کچھ حکم دیں ہم اسی پر عمل کریں۔
عبداللہ رواحہ نے کہا کہ ہم نے کبھی لشکر کی طاقت سے دشمنوں کے ساتھ جنگ نہیں کی بلکہ ہمیشہ ہم دین حق کی قوت کے ساتھ لڑتے ہیں جس کے ذریعہ سے خدا نے ہم کو برکت عطا فرمائی ہے۔ مسلمانوں نے کہا سچ ہے۔ پھر وہ لوگ جنگ پر آمادہ ہو کر تین ہزار افراد کے ساتھ روانہ ہوئے اور بلقا کے ایک گاؤں میں جس کو شرف کہتے تھے لشکر روم کے مقابل پہنچے۔ مسلمان قریۂ موتہ میں ٹھہرے اور وہیں جنگ ہوئی۔

شیخ طوسی نے زہری سے روایت کی ہے کہ جب حضرت جعفرؓ بن ابی طالب حبشہ سے مدینہ آئے آنحضرتؐ نے ان کو جنگ موتہ کے لئے روانہ فرمایا اور ان کو، اور زید بن حارثہ اور عبداللہ کو یکے بعد دیگرے ترتیب وار امیر لشکر مقرر کیا۔ جب وہ بلقا تک پہنچے روم و عرب کے لشکر سے مقابلہ ہوا۔ مسلمان قریۂ موتہ میں ٹھہرے اور وہیں جنگ ہوئی۔ پہلے زید بن حارثہ نے علم لیا اور سخت جنگ کی یہاں تک کہ ان کے نیزے ٹوٹ گئے اور زید مارے گئے۔ پھر علم حضرت جعفرؓ نے لیا اور بے پناہ حملے کیئے وہ اشقر گھوڑے پر سوار تھے۔ جب بہت زخمی ہو گئے تو گھوڑے سے کود پڑے ——————
—— اور لڑنا شروع کیا یہاں تک کہ وہ شہید ہو گئے۔
ان کے بعد علم عبداللہؓ نے اٹھایا اور شہید ہوئے۔ پھر خالد بن ولید نے علم لیا اور تھوڑی دیر جنگ کر کے بھاگ کھڑے ہوئے۔ اور عبدالرحمن بن سمرہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بھیجا تاکہ وہ حضرت سے حالات بیان کرے۔ جب وہ مسجد میں پہنچا حضرت نے فرمایا ٹھہر جا میں خود بیان کیئے دیتا ہوں۔ پہلے زید نے علم لیا اور جنگ کی اور مارے گئے خدا اس پر رحمت فرمائے۔ پھر علم جعفرؓ نے لیا اور جنگ کی، وہ بھی مارے گئے خدا ان پر بھی رحمت نازل فرمائے۔ پھر علم عبداللہ بن رواحہ نے اٹھایا اور جنگ کی اور وہ

بھی مارے گئے خدا ان پر بھی رحمت فرمائے۔ یہ سن کر آنحضرتؐ کے اصحاب رونے لگے۔ حضرت نے پوچھا کیوں روتے ہو اصحاب نے عرض کیا کیوں نہ روئیں ہمارے نیک اور صالح اور بہترین لوگ ہم سے جدا ہوگئے۔ حضرت نے فرمایا ——— میری امت کی مثال اس باغ کی سی ہے جس کا مالک اس کو آراستہ کرتا رہتا ہے تفریح کے لئے جگہیں بناتا ہے درختوں کو لگاتا ہے اور ان کی اچھی طرح دیکھ بھال کرتا ہے تاکہ وہ خوب پھلیں اور ہر سال میوے دیں اور اکثر سال آخر کے پھل ابتدائی سال کے پھلوں سے بہتر ہوتے ہیں۔ اسی خدا کی قسم جس نے حق کے ساتھ مجھ کو مبعوث فرمایا ہے جب عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے تو اپنے حواریوں میں سے میری امت کے لوگوں میں ایک جماعت پائیں گے۔

قطب راوندی نے روایت کی ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لشکر موتہ کی طرف روانہ فرمایا تین سردار مقرر کیئے اور ہر ایک سے فرمایا کہ تم میں سے جو قتل ہوجائے اس کے بعد دوسرا امیر لشکر ہو۔ اس وقت یہودیوں کا ایک عالم موجود تھا اس نے کہا اگر یہ شخص پیغمبر ہے تو یہ تینوں اشخاص شہید ہوجائیں گے۔ لوگوں نے پوچھا کیوں؟ اس نے کہا کہ بنی اسرائیل کا ہر پیغمبر جب کوئی لشکر کہیں بھیجتا تھا تو اگر وہ یہ کہہ دیتا کہ فلاں قتل ہوجائے تو فلاں امیر لشکر ہو تو اگر وہ سو آدمیوں کا نام لیتا تو سب قتل ہوجاتے تھے۔ جابر سے روایت ہے کہ روز جنگ موتہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعد نماز صبح منبر پر تشریف لے گئے اور فرمایا کہ اس وقت تمہارے برادران ایمانی مشرکوں سے جنگ میں مشغول ہوگئے اور ہر ایک کے حملہ کا ذکر کیا۔ پھر فرمایا کہ اب زید بن حارثہ شہید ہوگئے اور علم سرنگوں ہوگیا۔ پھر فرمایا علم کو جعفرؑ نے اٹھایا اور آگے بڑھے اور جنگ میں مشغول ہوئے پھر فرمایا اب ان کا ہاتھ قطع ہوگیا دوسرے ہاتھ میں علم لیا۔ پھر فرمایا

کہ اب ان کا دوسرا ہاتھ بھی مشرکوں نے جدا کردیا اور علم کو انہوں نے سینہ سے لگا کر سنبھالا ہے پھر فرمایا کہ اب جعفرؑ بھی شہید ہوگئے اور علم گر پڑا۔ پھر فرمایا کہ اب علم کو عبداللہ بن رواحہ نے اٹھایا اور مسلمانوں میں سے فلاں اور فلاں شہید ہوگئے اور کفار میں سے فلاں اور فلاں قتل ہوئے۔ پھر فرمایا کہ عبداللہ بھی شہید ہوگئے اور اب علم کو خالد نے اٹھایا اور بھاگے۔ مسلمانوں نے بھی میدان سے فرار کیا۔ حضرتؐ یہ حالات بیان کرکے منبر سے اتر آئے اور حضرت جعفرؑ کے گھر گئے۔ عبداللہ بن جعفرؑ کو بلایا اور اپنی گود میں بٹھایا اور ہاتھ ان کے سر پر پھیرا۔ ان کی والدہ اسماء بنت عمیس نے کہا کہ حضورؐ اس طرح ہاتھ پھیر رہے ہیں کہ گویا عبداللہ یتیم ہے۔ حضرت نے فرمایا ہاں جعفرؑ آج شہید ہوگئے یہ فرمایا تھا کہ آنسو آنکھوں سے جاری ہوگئے۔ پھر فرمایا کہ شہید ہونے سے پہلے ان کے ہاتھ قطع ہوگئے ان کے عوض خدا نے زمرد کے دو پر عنایت فرمائے ہیں جن سے اب وہ فرشتوں کے ساتھ بہشت میں پرواز کر رہے ہیں۔

شیخ طوسی نے بہ سند موثق حضرت امام جعفرؑ صادق سے روایت کی ہے کہ جب جعفرؑ طیار شہید ہوگئے پچاس زخم ان کے جسم پر لگے تھے ان میں سے پچیس ۲۵ زخم صرف ان کے چہرہ پر آئے تھے۔

گھوڑا

حضرت جعفر طیارؑ کے گھوڑے کا نام "سبحہ" تھا (القاموس المحیط جلد اول صفحہ ۲۲۳)

جعفر طیار کے گھوڑے کا رنگ سرخ تھا۔

> "مورخینِ تاریخ اسلام نے لکھا ہے کہ "بروز جنگِ موتہ حضرت جعفرؑ طیار نے اپنے گھوڑے کے چاروں پاؤں قطع کردیئے"۔ میں اس روایت کو تسلیم نہیں کرتا کیونکہ بنی ہاشم جانوروں پر ظلم نہیں کرتے تھے۔
>
> ضمیر اختر نقوی

بہقی نے روایت کی ہے کہ جس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

کو حضرت جعفرؓ کی شہادت کی خبر ملی ان کی زوجہ اسماء بنت عمیس کے گھر تشریف لائے اور جعفرؓ کے لڑکوں عبداللہ' عون اور محمد کو بلا کر ان کے سروں پر ہاتھ پھیرنے لگے۔ یہ دیکھ کر اسماء نے کہا یا رسولؐ اللہ آپ ان کے سروں پر اس طرح دست مبارک پھیرتے ہیں گویا یہ یتیم ہیں۔ یہ سن کر حضرتؐ کو ان کی عقل کی تیزی پر تعجب ہوا اور فرمایا اے اسماء شاید تم کو نہیں معلوم کہ جعفرؓ رضوان اللہ علیہ شہید ہوگئے۔ اسما نے جب یہ خبر سنی رونے لگیں۔ حضرتؐ نے فرمایا اسماء ۔———— خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ جعفرؓ کو دو پر یاقوت سرخ کے عطا فرمائے ہیں جن سے وہ بہشت میں پرواز کرتے ہیں۔ اسماء نے کہا یا رسولؐ اللہ لوگوں کو جمع کرکے اگر آپ ان کے فضائل بیان فرمائیں تو ہمیشہ ان کے فضائل بیان ہوتے رہیں گے۔ حضرتؐ کو پھر ان کی عقل پر تعجب ہوا۔ اور اپنے گھر والوں کو حکم دیا کہ جعفرؓ کے اہل و عیال کے لیے کھانا بھیجیں۔ اسی روز سے یہ سنت جاری ہوئی کہ اہل مصیبت کے لیے لوگ کھانا بھیجا کرتے ہیں۔

برقی اور کلینی نے بہ سند ہائے صحیح اور شیخ طوسی نے بہ سند حسن حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جب جعفرؓ بن ابی طالب شہید ہوئے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فاطمہؑ کو حکم دیا کہ اسماء بنت عمیس کے لیے تین روز تک کھانا تیار کرکے لے جائیں اور ان کو تسکین و تسلی دیں۔ اسی وقت سے یہ سنت جاری ہوئی کہ اہل مصیبت کے لئے لوگ کھانا بھیجتے ہیں۔

کلینی نے بہ سند موثق حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ ایک روز جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں تشریف فرما تھے ناگاہ پروردگار عالم نے ہر بلندی کو پست کیا یہاں تک کہ آنحضرتؐ کی نگاہ حضرت جعفرؓ پر پڑی۔ آپ نے دیکھا کہ وہ کفار سے جنگ کررہے ہیں۔ آخر وہ شہید

ہو گئے تو حضرتؐ نے اصحاب سے فرمایا کہ جعفرؓ مارے گئے۔ اور اندوہ و غم کے سبب آپ کے شکم میں درد پیدا ہو گیا۔ اور کتاب جامع الاصول میں روایت ہے کہ عبداللہ نے بیان کیا کہ میں جنگ موتہ میں شریک تھا۔ جب حضرت جعفرؓ کو کشتوں میں تلاش کیا تو دیکھا کہ ان کے جسم پر نیزے اور تیروں کے نوے (۹۰) سے زیادہ زخم تھے اور سب جسم کے سامنے کے حصوں میں تھے کیونکہ جنگ میں دشمن کی طرف سے پیٹھ نہیں پھیری تھی۔ اور دوسری روایت کے مطابق پچاس زخم نیزہ و تلوار کے لگے تھے اور سب کے سب چہرے کی طرف سامنے تھے۔

شیخ طبرسی نے روایت کی ہے کہ عبداللہ بن جعفرؓ کہتے تھے کہ مجھے وہ دن یاد ہے کہ جس روز آنحضرتؐ میری والدہ کے پاس آئے اور میرے والد کی شہادت کی خبر بیان فرمائی میں دیکھ رہا تھا کہ حضرت میرے سر پر شفقت سے ہاتھ پھیر رہے تھے اور آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے جو آپ کی ریش مبارک پر بہہ رہے تھے۔ پھر حضرتؐ نے فرمایا پالنے والے جعفرؓ نے تیری خوشنودی کی راہ میں شہادت کی طرف سبقت کی لہٰذا بہترین جانشینی کے ساتھ ان کے فرزندوں کو ان کا جانشین و قائم مقام قرار دے۔ پھر فرمایا اے اسماء کیا تم چاہتی ہو کہ تم کو خوشخبری سناؤں میری والدہ نے عرض کی ہاں یا رسولؐ اللہ آپ پر میرے باپ ماں فدا ہوں۔ حضرت نے فرمایا خدا نے جعفرؓ کو دو پر عنایت فرمائے ہیں جن سے وہ بہشت میں پرواز کرتے ہیں۔ عرض کی تو لوگوں کو بھی آگاہ فرمایئے کہ خدا نے ان کو ایسا مرتبہ عطا فرمایا ہے۔ یہ سن کر آنحضرتؐ اٹھے۔ میرا ہاتھ پکڑا اور مسجد میں لے گئے اور منبر پر جا کر مجھے اپنے آگے منبر کے نیچے کے زینہ پر بٹھایا اور آثار غم و اندوہ آپ کے چہرے سے ظاہر تھے۔ پھر فرمایا کہ انسان کی بیروی اس کے عزیزوں اور مددگاروں میں اس کے بھائیوں اور چچا کے لڑکوں کے ذریعہ زیادہ ہوتی ہے۔ جعفرؓ شہید

ہو گئے اور خدا نے ان کو دو پر عطا فرمائے جن سے بہشت میں پرواز کرتے ہیں۔ پھر منبر سے اتر کر مجھ کو اپنے گھر لے گئے اور مجھے کھانا کھلانے کے لئے فرمایا اور میرے بھائی کو بھی بلایا اور کھانا کھلایا۔ ہم تین روز تک آپ کے گھر مقیم رہے۔ حضرتؐ ہم کو اپنے ساتھ اپنی ازواج کے حجروں میں گھماتے پھراتے تھے۔ تین روز کے بعد ہم کو رخصت کیا اور ہم اپنے مکان واپس آئے۔ پھر ایک روز ہمارے گھر تشریف لائے میں اپنے بھائی کے ساتھ کھیل رہا تھا یعنی ان سے گوسفند خرید رہا تھا۔ حضرتؐ نے دعا کی کہ خداوندا اس کی خرید و فروخت میں برکت دے۔ پھر حضورؐ کی دعا کی برکت سے اب تک میں جو کچھ خریدتا یا فروخت کرتا ہوں مجھے فائدہ ہی ہوتا ہے اور حضرت صادقؑ سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب فاطمہؑ سے فرمایا کہ جاؤ اور اپنے پسرِ عم جعفرؓ پر گریہ کرو مگر واثکلاہ مت کہنا۔ اور جو کچھ ان کے بارے میں سچ ہو ان کا وصف بیان کرنا۔ اور دوسری روایت میں فرمایا کہ جعفرؓ ایسے شخص پر رونے والوں کو رونا ہی چاہیئے اور عروہ سے روایت ہے کہ جب مسلمان جنگ موتہ سے واپس آئے آنحضرتؐ ان کے استقبال کے لئے تشریف لے گئے جب ان کے قریب پہنچے دیکھا کہ مسلمان اپنے چہروں پر خاک ڈالتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے بھاگنے والو تم جہاد راہ خدا سے بھاگے ہو۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ ان سے بھاگنے والے نہیں ہیں۔ انشاء اللہ حملہ کرنے والے اور جنگ سے ان کو بھگانے والے ہوں گے۔

ابن ابی الحدید نے روایت کی ہے کہ مدینہ کے لوگوں میں سے موتہ کے لشکر نے جو اپنی اہانت اور بے عزتی دیکھی کسی لشکر پر نہیں گذری۔ جب وہ لوگ بھاگ کر مدینہ آئے اور اپنے گھروں کے دروازوں کو کھٹکھٹایا ان کے گھر والوں نے دروازوں کو نہیں کھولا اور کہا کیوں اپنے ساتھیوں کے ساتھ قتل

نہ ہو گئے۔ اور ان کے بزرگ شرم سے باہر نہیں نکلتے تھے۔ آخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو تسلی و دلاسا دیا اور ان کے عذر کو پسند فرمایا۔

کتاب استیعاب میں مرقوم ہے کہ حضرت جعفرؑ جب شہید ہوئے اس وقت ان کی عمر اکتالیس سال کی تھی اور ابن ابی الحدید نے حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ لوگ مختلف درختوں سے خلق ہوئے ہیں لیکن میں اور جعفرؑ درخت واحد سے پیدا ہوئے ہیں اور ایک مرتبہ خود حضرت جعفرؑ سے فرمایا کہ تم خلقت اور سیرت میں میری شبیہہ ہو۔ اور سعید بن مسیب سے روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ مجھے جعفرؑ و زید اور عبداللہ بن رواحہ کی صورتیں دکھائی گئیں وہ لوگ ایک خیمہ میں مروارید کے تخت پر بیٹھے تھے۔ زید و عبداللہ کی گردنیں کچھ کج تھیں لیکن جعفرؑ کی گردن بالکل سیدھی اور کوئی عیب پیدا نہ ہوا تھا۔ میں نے اس کا سبب دریافت کیا۔ معلوم ہوا کہ ان دونوں نے جب آثار مرگ ظاہر ہوئے تو جنگ سے ذرا سامنہ پھیرنا چاہا لیکن جعفرؑ نے ایسا بھی نہ کیا۔ اور ابن بابویہ نے سند معتبر امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ خداوند عالم نے سرور کائنات پر وحی کی کہ مجھے جعفرؑ بن ابی طالب کی چار خصلتیں بہت پسند ہیں۔ حضرت نے جعفرؑ سے دریافت فرمایا۔ عرض کی یا رسولؐ اللہ اگر خدا نے آپ کو خبر نہ دی ہوتی تو ہرگز ظاہر نہ کرتا۔ پہلی صفت تو یہ ہے کہ کبھی میں نے شراب نہیں پی اس لیے کہ وہ عقل کو زائل کر دیتی ہے اور کبھی جھوٹ بولنا گوارا نہ کیا کیونکہ جھوٹ جوانمردی اور مروّت کو زائل کر دیتا ہے اور کبھی کسی کے ناموس سے زنا نہیں کی کیونکہ جانتا ہوں کہ اگر میں کروں گا تو دوسرے لوگ بھی میرے ناموس سے زنا کریں گے اور کبھی میں نے بتوں کی پرستش نہیں کی۔ اس لیے کہ جانتا ہوں

کہ اس سے فائدہ اور نقصان نہیں ممکن ہے یہ سن کر حضرت نے ان کے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ سزاوار ہے کہ خدا تم کو دو پر عطا فرمائے جن سے تم ملائکہ کے ساتھ پرواز کرو۔ اور شیخ طوسی نے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے جناب فاطمہؑ سے فرمایا کہ ہمارا شہید تمام شہیدوں سے بہتر ہے اور وہ تمہارے چچا جعفرؑ ہیں جو ہم میں سے ہیں۔ خدا نے ان کو دو پر عطا فرمائے ہیں جن سے وہ فرشتوں کے ساتھ بہشت میں پرواز کرتے ہیں۔ اور سند معتبر ابو حمزہ ثمالی سے روایت ہے کہ ایک روز جناب امام زین العابدینؑ نے حضرت عباس علمدارِ لشکر امام حسینؑ کے صاحبزادے جناب عبید اللہ کو دیکھا تو گریہ فرمایا۔ پھر فرمایا کہ احد کے دن سے بدتر آنحضرتؐ پر کوئی دن نہ گزرا جس روز حضرت حمزہؑ شیر خدا شہید ہوئے اس کے بعد جنگ موتہ کا وہ دن تھا جب کہ ان کے چچا زاد بھائی جعفرؑ بن ابی طالب شہید ہوئے۔ اس کے بعد فرمایا کہ کوئی دن امام حسین علیہ السلام کے مانند نہیں آیا جس روز لاکھوں اشخاص حضرتؑ کے مقابلے پر آئے جو سب کے سب دعوے کرتے تھے کہ اس امت سے ہیں اور ان کے قتل سے خدا کا تقرب حاصل کرنا چاہتے تھے۔ امامؑ نے ہرچند ان کو نصیحت کی اور خدا کا خوف دلایا کچھ فائدہ نہ ہوا یہاں تک کہ حضرت کو ظلم و ستم سے شہید کیا۔ پھر فرمایا کہ خدا رحمت نازل کرے چچا عباسؑ پر جنہوں نے اپنی جان اپنے بھائی پر فدا کی۔ ظالموں نے ان کے ہاتھ قطع کر دیئے تو خدا نے اس کے عوض ان کو دو (۲) پر عطا فرمائے جن سے فرشتوں کے ساتھ بہشت میں پرواز کرتے ہیں جس طرح حضرت جعفرؑ ابن ابی طالب کو دو (۲) پر عنایت کیئے اور چچا عباسؑ کا مرتبہ پیش خدا وہ ہے کہ تمام شہدا قیامت کے روز اس کی آرزو کریں گے۔

بعض معتبر کتابوں میں مذکور ہے کہ جنگ موتہ کے وقت آنحضرتؐ مدینہ میں منبر پر تشریف فرما تھے' آپ کی آنکھوں سے حجابات اٹھا دیئے گئے تھے

اور آپ جنگ کا منظر مشاہدہ فرما رہے تھے آپ نے دیکھا کہ جعفرؓ کو دشمنوں نے نیزہ پر زمین سے اٹھایا تو حضرتؐ نے آسمان کی طرف منہ کرکے فرمایا پالنے والے میرے پسرِ عم کو رسوا نہ کرنا خدا نے اسی حال میں ان کو دو (۲) پر عطا کیئے جن سے وہ کافروں کے نیزہ سے بہشت کی جانب پرواز کر گئے۔ اسی سبب سے ان کو ذوالجناحین (دو ۲ پر والے) کہتے ہیں اور بیان کرتے ہیں کہ اس وقت آپ کی عمر اکتالیس سال تھی

طبرانی نے خود حضرت جعفر بن ابی طالب کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ جب نجاشی اور ہمارے درمیان سوال و جواب ہو چکے تو بادشاہ نے ہم سب سے پوچھا کہ کیا تم کو یہاں کوئی ستاتا ہے؟ ہم نے کہا "ہاں" اس پر بادشاہ نے یہ منادی کرانے کا حکم دیا کہ جو کوئی ان مسلمانوں میں سے کسی کو ستائے گا اس سے چار درہم تاوان لے کر مظلوم کو دلایا جائے گا۔ پھر اس نے پوچھا "کیا اتنا تاوان کافی ہے؟" ہم نے کہا "نہیں" تب اس تاوان کو دوگنا کر دیا۔ بعض روایتوں میں ہے کہ نجاشی نے حضرت جعفرؓ کے ہاتھ پر بیعتِ اسلام بھی کی۔

حضرت جعفر طیار کا ماتم و گریہ

حضرت جعفرؓ کی شہادت پر جناب فاطمہ زہرا علیہا السلام وَاعَمَّاہُ۔ ہائے چچا جان کہہ کر روتی تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سنا تو فرمایا

عَلٰی مِثْلِ جَعْفَرٍ فَلْتَبْكِ الْبَوَاكِی

"جعفر جیسے شہیدوں پر رونے والیوں کو رونا ہی چاہیئے"

سیرۃ الامین والمامون جلد ۳ ص ۹
استیعاب ابن عبد البر حاشیہ بر اصابہ باب جعفر ص ۲۱۱

جنگِ موتہ تاریخ کی نظر میں

یہ سریہ ۸ ہجری کے سرایا میں مشہور تر ہے اور موتہ بہ ضم میم و واوِ معروف شام کے نزدیک ارض بلقامین ایک موضع کا نام ہے وہاں سے بیت المقدس تک دو مرحلے کا فاصلہ ہے اور یہ سریہ بہ سبب شدت و صعوبت جدال و قتال نہایت مشہور ہے اور یہ یوں ہوا کہ آنحضرتؐ نے ایک نامہ حاکم بصرہ کے نام لکھ کر حارث بن عمیر ازدی کے ہاتھ بھیجا وہ بموجب حکم روانہ ہو کر جب موضع موتہ میں پہنچا شرجیل بن عمرو غسانی کہ قیصر کے امیروں میں کا تھا اس سے ملا اور پوچھا کہ کہاں جاتا ہے کہا شام کو شرجیل نے کہا گویا محمد کا ایلچی ہے حارث نے کہا ہاں شرجیل نے حارث کو قتل کر ڈالا اور آنحضرتؐ کے ایلچیوں میں کوئی حارث کے سوا مارا نہیں گیا اور ظاہر ہے کہ ایلچیوں کا قتل کرنا خلاف دستور اور ان کی امان سلاطین میں معمول و مقرر ہے ایک بار مسیلمہ کذاب کا ایلچی آنحضرتؐ کی خدمت میں آیا اور باوجودیکہ گستاخی کے لفظ کہے اور کفر و شرک کے کلمات زبان پر لایا لیکن اس کو قتل نہ کیا اور فرمایا اگر تو ایلچی نہ ہوتا میں تجھ کو قتل کرتا۔ القصہ جب یہ خبر گوشِ ہمایونِ آنحضرتؐ تک پہونچی آنحضرتؐ کو یہ امر نہایت شاق گزرا اور حکم دیا کہ مسلمان کفار سے لڑنے کو تیار ہوں موضع جرف میں تین ہزار مسلمان جمع ہوئے پس آنحضرتؐ وہاں تشریف لے گئے اور فرمایا میں نے تم پر زید بن حارثہ کو امیر کیا اگر وہ مارا جائے جعفرؓ ابن طالب تمہارا سردار ہے اور اگر جعفرؓ بھی مارا جائے عبداللہ بن رواحہ تمہارا حاکم ہے اور اگر وہ بھی مارا جائے اہل اسلام جس کو چاہیں اپنا امیر بنائیں۔ اور روایت ہے کہ یہ لوگ اسی ترتیب سے شہید ہوئے اور یہ امر بھی آنحضرتؐ کے نبوت کی دلیل روشن ہے بعد ان سب کے شہادت کے مسلمانوں نے خالد بن

ولید کو امیر بنایا لیکن خود آنحضرتؐ نے حکم دیا کہ خالد سابقین و اولین مہاجرین پر امیر ہو۔ زیادہ تعجب کے قابل یہ امر ہے کہ اصحاب یعنی خلفائے معاویہ بن ابوسفیان کو مسلمانوں پر حاکم مقرر کیا حالانکہ مسلمانان مولفۃ القلوب میں سے تھا اور فتح مکہ کے بعد مسلمان ہوا ہے اور اس جماعت کا اسلام و ایمان قابل اعتبار نہیں ہے اور محدثین لکھتے ہیں کہ معاویہ کی صفت میں ایک حدیث بھی وارد نہیں ہے۔ اور خالد بن ولید اب عیوب سے مبرا تھے ——— لیکن چونکہ اسلام میں وہ متاخر اور پچھلے مسلمانوں میں سے ہیں۔ آنحضرتؐ نے ان کو مہاجرین و انصار پر مقدم و حاکم نہیں کیا۔ مدارج النبوت میں منقول ہے کہ حضرت جعفرؓ نے آنحضرتؐ سے عرض کیا آنحضرتؐ مجھے حضورؐ سے یہ امید نہ تھی کہ زید کو مجھ پر آپ حاکم کریں گے آنحضرتؐ نے فرمایا اے جعفرؓ تم روانہ ہو اور حکم رسولؐ خدا کی اطاعت کرو کہ تم خود نہیں جانتے کہ تمہارے حق میں کیا بہتر ہے (یعنی یہ زید کو جعفرؓ پر مقدم کرنا ایک ایسی مصلحت پر مبنی تھا کہ اس کو خدا اور رسول ہی جانتے تھے) محدثین نے یہاں ایک مثال بیان کی ہے کہ دوسرے سال اس کے بیٹے اسامہ کو ابوبکر و عمر پر حاکم کیا اور اس بحث میں زید اور اسامہ کی فضیلت ثابت کی ہے اور ایک روایت بیان کی ہے کہ رسولؐ خدا ان سے ایسی محبت کرتے تھے کہ حضرت امام حسینؑ اور اسامہ کو اپنے دوش مبارک پر بٹھاتے تھے اور فرماتے تھے کہ خداوندا میں ان دونوں کو دوست رکھتا ہوں۔ بندہ حقیر کہتا ہے کہ میری یہ مراد نہیں کہ زید اور اسامہ کے فضائل میں گفتگو کروں لیکن مجھ کو حیرت ہے کہ آنحضرتؐ اسامہ اور حسینؑ کو ایک زمانہ میں کیونکر کاندھے پر بٹھاتے تھے امام حسینؑ کے ولادت کے وقت اسامہ بالغ ہو چکے تھے اور جوان بالغ کو کوئی کاندھے پر نہیں بٹھاتا یہ روایت خالی از تصنع نہیں لیکن شیخین کے مقابلہ میں اسامہ کی فضیلت اور افضلیت

البتہ ثابت اور مسلم ہے بلاشبہ اسامہ ان دونوں سے افضل ہیں اگرچہ زید اور اسامہ جعفرؓ ابن ابی طالب علیہ السلام کے مقابلہ میں کوئی فضیلت نہ رکھتے تھے اور اسی سبب سے رسول خدا نے جعفرؓ کے عذر میں یہ لفظ فرمائے کہ اس باب میں ایک مصلحت ہے اور تمہارے حق میں یہی بہتر ہے اور جب ابوبکر و عمر نے اسامہ کی امارت سے عذر کیا اور رسولؐ خداؐ سے شکایت کی کہ حضورؐ نے ایک غلام کو ہم پر امیر کیا ہے آنحضرتؐ بہت آشفتہ ہوئے اور باعلان فرمایا کہ اسامہ تم سے افضل ہے اور اس کا باپ بھی تم سے افضل و اولیٰ تھا اور باوجود اس عذر کے جو آنحضرتؐ نے جعفرؓ سے کیا حضرت جعفرؓ نے آنحضرتؐ کے حکم کا بدل و جان اتباع کیا اور حضرات شیخین نے باوجود تنبیہ و تاکید نبوی و تہدید شدید "جہزوا جیش اسامہ لعن اللہ من تخلف عنھا" کے حکم آنحضرتؐ کی اطاعت نہ کی اور علانیہ جیش اسامہ سے تخلف کیا اور یہ جو تعیین خلافت کا عذر کرتے ہیں بالکل بے اصل ہے بلکہ یہ بھی حکایت ان کی خلافت کا بطلان کرتی ہے اور ظاہر ہے کہ اگر آنحضرتؐ صدیق کے خلافت پر راضی ہوتے تو ان کے باہر جانے کا حکم نہ دیتے اور ان کو اسامہ کے ماتحت رکھ کر نہ بھیجتے۔ القصہ آنحضرتؐ نے لوائے سفید تیار کیا اور زید بن حارثہ کو دیا اور ثنیۃ الوداع تک ان کی مشایعت کی اور وصیت فرمائی کہ جب تم حارث بن عمیر کے مقتل پر پہنچو جو لوگ وہاں ہوں ان کو اسلام کی دعوت دو اگر وہ مان لیں بہتر ورنہ خدا سے اعانت چاہو یہ فرما کر آپ نے زید کو وداع کیا اور جب لشکر روانہ ہوگیا آنحضرتؐ نے ان کے حق میں دعا کی جب زید بن حارثہ مع لشکر اسلام موتہ کی طرف روانہ ہوئے اور کفار کو ان کی خبر پہنچی شرجیل نے ایک لشکر عظیم جمع کیا اور مقدمۃ الجیش کو آگے روانہ کیا زید اپنا لشکر لے کر مقام معان (بفتح میم و عین مہملہ) میں کہ ملک شام میں ایک قصبہ ہے اترے اور کفار کے لشکر کی زیادتی اور جمعیت کا حال سنا اور

شرجیل نے اپنے بھائی شدوس کو پچاس سوار ساتھ کرکے آگے بھیجا کہ مسلمانوں کی جمعیت و لشکر کا حال مفصل معلوم کرے مسلمانوں نے اس گروہ سے مقابلہ کیا اور شدوس مارا گیا اور اس کے ہمراہی بھاگ گئے شرجیل کے پاس پہنچے شرجیل یہ حال سن کر ڈرا اور قلعہ نشین ہوکر بیٹھا اور دوسرے بھائی کو ہرقل کے پاس بھیج کر مدد کا طالب ہوا ہرقل نے ایک جماعت کثیر ان کی مدد کے واسطے بھیجی اور قبائل عرب کے مشرکین سے بھی ایک انبوہ ان کے ہمراہ ہوگیا چنانچہ ان کے لشکر کی تعداد لاکھ آدمی سے بڑھ گئی جب مسلمانوں کو یہ خبر پہونچی اسی مقام میں توقف کیا اور باہم مشورہ کیا بعض کی رائے ہوئی کہ ہم بھی اس حال سے آنحضرتؐ کو اطلاع دیں تاکہ وہ یا ہم کو بلالیں یا اور لشکر ہماری کمک کو بھیجیں لیکن عبداللہ رواحہ نے دلیران لشکر سے متوجہ ہوکر کہا اے قوم کیا تم ڈرتے ہو ایسے کام سے جس کی خواہش میں ہم نے گھربار چھوڑ کر سفر اختیار کیا ہے یعنی شہادت۔وہ شہادت کے بڑے طالب اور اس کے ساعی تھے اور کہا کہ ہم نے کبھی کسی لڑائی میں کثرت لشکر کی وجہ سے فتح نہیں پائی بلکہ ہمیشہ اس دین نے جس کے واسطے ہم جہاد کرتے ہیں فتح یاب کیا ہے تم نہیں جانتے بدر میں ہمارا لشکر کس قدر تھا اللہ تعالی نے محض اپنی قدرت و نصرت سے ہم کو مظفرو منصور کیا آج دو نیکیوں میں سے ایک نیکی ہم کو ضرور حاصل ہوگی یا ظفریا شہادت اگر ہم غالب آئے فھوالمراد ورنہ بہشت میں اپنے یاروں سے جو ہم سے پہلے شہادت حاصل کرچکے ہیں جاملیں گے مسلمان عبداللہ بن رواحہ کی تقریر سن کر جو بدل اور مستعد ہوئے اور مخالفین کی طرف متوجہ ہوئے اور منزل موتہ میں پہونچے ابوہریرہ کہتے ہیں کہ میں جنگ موتہ میں موجود تھا جب مشرکین کا لشکر دکھائی دیا ان کے سامان اور ہتھیاروں کی چمک دمک سے میری آنکھیں جھپکنے لگیں اور جب دونوں لشکر مقابل ہوئے اور صفیں جم گئیں زید بن

حارثہ نے سر اٹھا کر میدان میں آکر لڑنا شروع کیا کفار نے اتنے تیر برسائے کہ وہ شہید ہوئے۔ ان کے بعد حضرت جعفرؓ ابن ابی طالب نے علم اٹھایا گھوڑے سے اتر پڑے اور اس کے پاؤں کاٹ دیے اور لڑنا شروع کیا عین جنگ میں جب ان کا سیدھا ہاتھ کٹ کر گرا بائیں ہاتھ سے علم اٹھایا اور لڑتے رہے جب بایاں ہاتھ بھی کٹ گیا اس شیرِ میدانِ وغا اور نہنگِ دریائے عزا نے علم کو سینہ سے لگا کر اپنے کٹے ہوئے بازوں سے اس کو تھاما لیکن اسی اثنا میں کسی شقی نے ان کی کمر پر تلوار لگائی اس صدمہ سے حضرت جعفرؓ گرے۔عبداللہ بن عمر کا بیان ہے میں وہاں موجود تھا میں نے شہدا میں حضرت جعفرؓ کی لاش کو دیکھا کہ پچاس زخم ان کے بدن پر تھے اور سب زخم سامنے کے جانب تھے پیچھے ایک زخم نہ تھا صاحب مواہب لدنیہ لکھتے ہیں کہ ان کے نصف بدن پر اسی (۸۰) سے زیادہ زخم تھے اور سب سینہ ہی کی طرف تھے ان میں سے بہتر زخم تلوار اور برچھیوں کے تھے اور روایت بخاری میں ہے کہ راوی کہتا ہے کہ میں نے دیکھا ان کے بدن پر کچھ اوپر نوے زخم تیغ و نیزہ و تیر کے تھے پھر عبداللہ ابن رواحہ نے کہ مشتاق شہادت تھے علم اٹھا کر لڑنا شروع کیا اور رجز پڑھتے جاتے تھے اور شوق شہادت اور اشتیاق بہشت میں شعر پڑھتے جاتے تھے اور لکھا ہے کہ عبداللہ نے تین دن سے کچھ نہ کھایا تھا ان کے چچازاد بھائی نے لکھا ہے کہ عبداللہ نے تین دن سے کچھ نہ کھایا ان کے چچازاد بھائی نے تھوڑا سا گوشت ان کو دیا ابھی ایک لقمہ نہ کھایا تھا کہ حضرت جعفرؓ کی شہادت کی خبر سنی وہ گوشت منھ سے نکال کر پھینک دیا اور کہا اے نفس جعفرؓ علیہ السلام شہید ہوگئے اور تو ابھی دنیا میں مشغول ہے پھر کہا اے نفس اگر تجھ کو بی بی کے ساتھ تعلق ہے میں نے بی بی کو طلاق دیا اگر غلاموں کی طرف لگاؤ ہے میں نے سب کو آزاد کیا اگر جائداد و باغ و بوستان وغیرہ کا خیال ہے میں نے سب رسول خدا ﷺ پر نذر کردیا

اب تیرے پاس کچھ نہیں کیوں شہادت سے بھاگتا ہے پھر میدان میں آئے اور بعد جنگِ مردانہ شہید ہوئے چونکہ حکم یہ تھا کہ جب عبداللہ شہید ہوں مسلمان اپنے اتفاق سے کسی کو امیر بنالیں سب نے خالد بن ولید پر اتفاق کیا خالد نے علم اٹھایا بیان کرتے ہیں کہ جب خالد کی نوبت آئی مسلمانوں نے بھاگنا شروع کیا اور مشرکین آپڑے اور کئی مسلمان مارے گئے خالد نے مسلمانوں کو بہت روکا اور منع کیا لیکن کسی نے نہ سنا اسی اثناء میں قطبہ بن عامر نے باآواز بلند کہا کہ اے مسلمانوں میدان میں مارا جانا بہتر ہے یا بھاگنے میں اور حالت فرار و اضطرار میں اس آواز سے مسلمانوں کو تنبیہ ہوئی سب ٹھر گئے اور خالد نے حملہ کیا اور قتل عظیم واقع ہوا اس میں شام ہوگئی فریقین نے لڑائی موقوف کی جب صبح ہوئی خالد نے پھر علم اٹھایا اور جب صفیں جمائیں خالد نے پہلا رنگ بدل کر صف بندی کی آگے کا لشکر پیچھے پیچھے کا آگے داہنے کا بائیں اور بائیں کا داہنے کردیا مخالفوں نے جب لشکر کو نئے رنگ سے دیکھا ایسا سمجھے کہ ان کی مدد کے واسطے اور نئی فوجیں آئی ہیں اس سبب سے ان کے دل میں رعب و خوف پیدا ہوا اور بھاگنا شروع کیا خالد نے ان کا پیچھا بھی کیا اور کمال جرات و مردانگی سے ان کو بھگا دیا اخبار میں وارد ہوا ہے کہ جب سپاہ اسلام نے لشکر کفار سے لڑنا شروع کیا آنحضرتؐ مسجد مدینہ میں تشریف رکھتے تھے اور اس وقت آنحضرتؐ کی نظر سے حجاب اٹھائے گئے تھے کہ آپ ان کی لڑائیاں ملاحظہ فرماتے تھے اصحاب سے فرمایا کہ زید نے علم اٹھایا اور شہید ہوا پھر فرمایا جعفر علیہ السلام نے علم اٹھایا اور وہ بھی شہید ہوئے پھر فرمایا عبداللہ بن رواحہ نے علم اٹھایا شہید ہوئے یہ فرماتے تھے اور چشمان مبارک سے آنسو جاری تھے۔ بعد اس کے کہتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار نے علم اٹھایا اور اس کے ہاتھ سے لڑائی فتح ہوئی اور اسی دن سے خالد کو سیف اللہ کہتے ہیں مگر درد

حقیقت اس فتح میں اور پچھلی روایت میں گفتگو ہے اس لئے کہ صحیح روایتیں
اس کے برخلاف وارد ہوئی ہیں اول یہ کہ جب لشکر واپس آیا مدینہ والے
ان کو کہتے تھے کہ یہ ہزیمت پاکر شکست کھا کر آئے ہیں اور اس کے علاوہ بڑا
ثبوتِ ہزیمت اس سے ہے کہ آنحضرتؐ نے بہ سرداری اسامہ بن زید ایک
لشکر تیار کیا کہ زید کا انتقام رومیوں سے لیں اگر خالد فتح یاب ہوتے انتقام
لینے کی حاجت نہ رہتی۔ جو کچھ آنحضرتؐ نے زید اور جعفرؓ کے فضائل میں
فرمایا ہے کہ شیطان نے زید کی نظر میں دنیا کو آراستہ کر کے ظاہر کیا زید نے
شیطان سے کہا کہ یہ وہ وقت ہے کہ مومن کے دل میں ایمان کامل ہوتا ہے
تو اس وقت مجھ کو دھوکا دے کر دنیا پر مائل کرنا چاہتا ہے پھر میدان کی طرف
قدم بڑھایا اور لڑنا شروع کیا تاکہ شہید ہوں بعد اس کے جعفرؓ نے علم اٹھایا
شیطان اُن کے پاس بھی آیا اور اس طرح دنیا کی طرف ترغیب دینا چاہا جعفرؓ
نے اس کی طرف التفات نہ کیا اور معرکہ میں قدم رکھا اور جہاد کیا اور شہید
ہوئے اور ان کے حق میں دعائے خیر کی اور فرمایا وہ بہشت میں داخل ہوئے اور
حق تعالےٰ نے اُن کو دو بازو یاقوت کے یا موتی کے یا زمرد کے عنایت
فرمائے ان ہاتھوں کے عوض میں جو راہ خدا میں کاٹے گئے اور وہ یعنی جعفرؓ
ان بازوؤں سے بہشت میں پرواز کرتے ہیں اور ابو ہریرہ سے منقول ہے کہ
آنحضرتؐ نے فرمایا کہ میں نے جعفرؓ کو دیکھا کہ وہ بہشت میں فرشتوں کے
ساتھ پرواز کرتے ہیں اور نیز ابی ہریرہ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا
کہ میرے سامنے آئے جعفرؓ ملائکہ کے ایک گروہ میں اور وہ اس حال سے تھے
کہ ان کے دونوں بازو خون سے خضاب و رنگین تھے اور نیز منقول ہے
کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ میں کل رات بہشت میں داخل ہوا وہاں میں نے
جعفرؓ ابن ابی طالب کو جبرئیل و میکائیل کے ساتھ اڑتے دیکھا بیان کرتے ہیں
کہ آنحضرتؐ نے تین دن تک آل جعفرؓ کو تعزیت میں رکھا چوتھے دن آپ

ان کے گھر تشریف لے گئے اور فرمایا بس آج سے میرے بھائی پر رونا ترک کرو اور پسران جعفرؓ کی بہت دلداری کی اور فرمایا محمد بن جعفرؓ میرے چچا ابوطالبؑ سے صورت میں مشابہ ہے اور عبداللہ بن جعفرؓ ان کی سیرت و اخلاق میں مشابہ ہے اسماء بنت عمیس زوجۂ حضرت جعفرؓ سے روایت ہے کہ جب جعفرؓ کی شہادت کی خبر آنحضرتؐ کو پہونچی آپ میرے گھر تشریف لائے اور پوچھا کہ جعفرؓ کے بچے کہاں ہیں میں بچوں کو ان کے پاس لے گئی آنحضرتؐ نے ان کو سونگھا ان کے منھ چومے گلے سے لگایا اور آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے میں نے عرض کیا یا رسولؐ اللہ گویا آپ نے جعفرؓ کی کوئی خبر سنی ہے فرمایا ہاں ان کو شہید کیا گیا میں اٹھ کھڑی ہوئی اور بے تابی کے حالت میں میں نے ایک چیخ ماری فرمایا اے اسماء فریاد و فغاں نہ کرو اور ہاتھ سینہ و سر پر نہ مارو یہ فرما کر آپ اٹھ کھڑے ہوئے اور اس طرح باچشم پر آب حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کے گھر میں تشریف لے گئے دیکھا کہ وہ یا عماہ یا عماہ کہہ کر رو رہی ہیں آپ نے فرمایا "علیٰ مثل جعفرؓ فلیبک الباکیہ" یعنی زیبا ہے رونے والی آنکھ یا رونے والی عورت کو کہ جعفرؓ جیسے شخص پر روئے۔ یہ عجب بات ہے کہ اقوال و افعال اہل بیتؑ سے موت پر رونے کی اجازت ثابت ہوتی ہے اور اقوال صحابہ سے خصوصاً حضرت ابوبکر و عمرو عائشہ اور ان کے امثال سے اس کے برعکس ثابت ہوتا ہے یہاں تک کہ محض رونا بغیر آہ فریاد کے بھی ناجائز رکھتے ہیں۔ چنانچہ روایات معتمد سے ثابت ہوا ہے کہ حضرت ابوبکر آنحضرتؐ کی وفات کے بعد آئے اور چہرہ مبارک سے ردائے مبارک اٹھا کر بولے کہ اگر رونا جائز ہوتا میں ایسا روتا کہ میری آنکھوں سے دریا جاری ہو جاتے حقیر کی دانست میں اس اختلاف کی وجہ دلوں کی رقت اور غلظت ہے واللہ اعلم بالصواب رویائے صادقہ اور وحی کے رو سے رسول خداؐ پر منکشف ہوا ہے کہ حضرت جعفرؓ بہشت میں ملائکہ

کے ساتھ اڑتے ہیں اور حق تعالیٰ نے ان کے دو بازو یا شہپر یاقوت کے عطا فرمائے ہیں اور آنحضرتؐ نے حضرت جعفرؓ کو یہ لقب ذوالجناحین و طیار یاد فرمایا ہے چنانچہ صحیح بخاری میں عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ جب جعفرؓ کے بیٹے پر سلام فرماتے تھے تو کہتے تھے کہ "السلام علیک یا بن ذوالجناحین" روضۃ الاحباب میں ہے کہ آنحضرت نے زید اور جعفرؓ اور عبداللہ بن رواحہ کو تختوں پر بیٹھے دیکھا لیکن ابن رواحہ کا تخت ان کے تختوں سے نیچا تھا ایک اور روایت میں حضرت علی مرتضیٰؓ سے منقول ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ میں نے جعفر علیہ السلام کو بہشت میں اڑتے ہوئے دیکھا ہے کہ وہ فرشتوں کی طرح بہت اونچے درجہ میں اڑتے تھے اور زید کو میں نے ان سے نیچے کے مرتبہ میں دیکھا یعنی جعفرؓ سے زید کا مرتبہ بہشت میں نیچا دیکھا اور میرا یہ گمان نہ تھا کہ زید جعفرؓ سے اتنے نیچے مرتبہ میں ہوگا اتنے میں جبرئیل نازل ہوئے اور کہا کہ خداوند تعالیٰ نے جعفرؓ کو زید پر جو فضیلت و شرافت عنایت کی ہے وہ آپ کی قرابت کی تعظیم کے سبب سے ہے۔

(تمام تاریخ انبیاء جلد دوم)

جعفر طیار شبیہ رسولؐ تھے!

حضرت جعفرؓ نہایت حسین وجمیل اور وجیہ آدمی تھے۔ اربابِ سِیَر نے لکھا ہے کہ وہ صورت شکل میں سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کمال درجے کی مشابہت رکھتے تھے۔ صرف صورت ہی نہیں بلکہ سیرت وکردار کے اعتبار سے بھی وہ اخلاقِ پیمبری کا ایک مثالی پیکرِ جمیل بن گئے تھے۔ صحیح بخاری میں روایت ہے کہ خود رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُن سے فرمایا کرتے تھے:

"جعفرؓ تم صورت اور سیرت دونوں میں مجھ سے مشابہت رکھتے ہو۔"

حضرت جعفر طیارؑ کی شہادت پر ختمی مرتبتؐ اور حضرت علیؑ کے تاثرات

انسان کی عظمت و جلالت کے بے شمار پیمانوں میں ایک عظیم پیمانہ وہ تاثرات بھی ہیں جو اس کے مرنے کے بعد پیدا ہوا کرتے ہیں۔ حضرت جعفر طیارؑ کی جلالت و عظمت کا اندازہ اگر اس پیمانے سے کیا جائے تو ہم دیکھتے ہیں کہ آپ کی شہادت کے بعد آپ کے نہ رہنے کا احساس کس قدر اثر انگیز واقع ہوا، اور آپ کی کمی کو آل محمدؐ نے کس قدر شدت سے محسوس کیا۔

"کلینی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت بیان کی ہے کہ رسول خداؐ بروز جنگ موتہ مسجد میں تشریف فرما تھے ناگاہ پروردگار عالم نے ہر بلندی کو پست کیا یہاں تک کہ ختمی مرتبتؐ کی نگاہ حضرت جعفرؑ پر پڑی۔ آپؐ نے دیکھا کہ وہ کفار سے جنگ کر رہے ہیں۔ آخر وہ شہید ہو گئے تو حضرتؐ نے اصحاب سے فرمایا کہ جعفرؑ مارے گئے اور اندوہ و غم کے سبب آپ کے شکم میں درد پیدا ہو گیا۔" (حیات القلوب ۶۸۱)

پھر ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت ختمی مرتبتؐ جعفرؑ کے گھر جاتے ہیں اور عبداللہ بن جعفرؑ کو بلاتے ہیں اور اپنی گود میں بٹھا کر ان کے سر پا ہاتھ پھیر رہے ہیں۔ اسما بنت عمیس کہتی ہیں۔ حضورؐ اس طرح ہاتھ پھیر رہے ہیں گویا عبداللہ یتیم ہے۔ حضرت ختمی مرتبتؐ نے فرمایا ہاں جعفرؑ آج شہید ہو گئے یہ فرمایا تھا کہ آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ پھر فرمایا کہ شہید ہونے سے پہلے ان کے ہاتھ قطع ہو گئے ان کے عوض خدا نے زمرد کے دو پر عنایت

فرمائے ہیں جن سے اب وہ فرشتوں کے ساتھ بہشت میں پرواز کررہے ہیں۔
(حیات القلوب ۶۸۰)

مورخین لکھتے ہیں جس وقت حضرت علیؑ نے حضرت جعفرؑ کی شہادت کی خبر سنی فرمایا

الان انکسر ظهری و قلت حیلتی

"بھائی جعفرؑ! کمر ٹوٹ گئی --- تدبیر کی راہیں بند ہوگئیں۔"

---------- (منتاج الدموع ۳۰۳) -- (قمر بنی ہاشم ۳۹۳)

حضرت علیؑ کے اس غم انگیز فقرہ میں بے پناہ معنی و مطالب پوشیدہ ہیں۔ حضرت موسیٰؑ کی دعا کو قرآن میں خلاق عالم اس طرح بیان کرتا ہے۔

هٰرُوْنَ اَخِي ۝ اشْدُدْ بِهٖٓ اَزْرِيْ ۝ وَاَشْرِكْهُ فِيْٓ اَمْرِيْ ۝

"میرے بھائی ہارون کو میرا وزیر (بوجھ بٹانے والا) بنادے۔ اُس کے ذریعہ سے میری پشت مضبوط کردے' اور میرے کام میں اس کو شریک بنا۔" (سورۂ طٰہٰ آیت ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲)

ان آیات کو سامنے رکھ کر مولائے کائنات کے فقرہ کی اہمیت کو دیکھا جائے تو یہ فقرہ وہ حقیقت ہے جو موسیٰؑ کی دعا سے ثابت ہے۔

دوسری مرتبہ یہ فقرہ کربلا میں حضرت عباسؑ کی شہادت کے موقع پر امام حسینؑ کی زبان سے ادا ہوا تھا۔ دونوں کی شہادت کا انداز ایک ہے دونوں شہید علمدار ہیں دونوں کے بازو قطع ہوئے' دونوں کو زمرد کے پر قدرت نے عطا کئے۔ تاریخ میں اس فقرہ کی قدر و قیمت شخصیات کی جلالت قدر کے ساتھ اور زیادہ بڑھ جاتی ہے جب ہم دیکھتے ہیں کہ علیؑ جس طرح رسولؐ کے لئے تھے جعفرؑ اسی طرح علیؑ کے ناصر تھے اور عباسؑ بالکل اسی طرح حسینؑ کے لیے تھے۔

حضرت علیؑ نے حسرت و یاس کے عالم میں یہ درد انگیز فقرہ اس لئے

ارشاد فرمایا کہ حضرت حمزہؓ جنگ احد میں شہید ہو چکے تھے اور ختمی مرتبتؐ کے بعد حضرت علیؑ کے پاس کوئی وفادار اور جاں نثار، کمر کی طاقت اور بازو کا زور تھا تو وہ جعفرؓ طیار تھے۔ لیکن جعفرؓ کی شہادت نے تدبیر کی راہیں بند کر دیں۔ حضرت امام جعفرؑ صادق کے ارشاد کی روشنی میں حضرت علیؑ کے فقرہ کی وضاحت آسانی سے ہو جاتی ہے۔ آپ ارشاد فرماتے ہیں۔

"جناب رسولؐ خدا نے اپنی قوم سے بہت اذیتیں اٹھائیں۔ ایک روز سجدہ میں تھے کہ مشرکوں نے آپ کے اوپر بھیڑ کی اوجھڑیاں ڈال دیں۔ جناب فاطمہؑ تشریف لائیں حضورؐ ابھی سجدہ ہی میں تھے جناب معصومہؑ نے آپؐ کی پشت سے وہ نجاست دور کی۔ آخر خدا نے حضرتؐ جو چاہتے تھے اس مقصد کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا۔ جنگ بدر میں ایک گھوڑا بھی حضرت کے ساتھ سواری کے لئے نہ تھا لیکن فتح مکہ کے دن بارہ ہزار سوار آنحضرتؐ کے گرد تھے اور ابوسفیان اور تمام مشرکین حضرت سے امان طلب کر رہے تھے۔ پھر آنحضرتؐ کے بعد امیرالمومنینؑ کو منافقوں کے ہاتھوں آزار و بلائیں دیکھنا پڑیں کیونکہ قوم میں کوئی ان کا مددگار نہ تھا۔ حمزہؓ احد میں اور جعفرؓ جنگ موتہ میں شہید ہو چکے تھے۔" (حیات القلوب ۴۳۹)

حضرت موسیٰؑ نے ہارونؑ کو وزیر بنانے کی جو دعا مانگی تھی بالکل اسی طرح ختمی مرتبتؐ نے حج آخر کے موقع پر خانہ کعبہ میں دعا مانگی یہ دعا اسی وقت پوری ہو گئی اور ارشاد ہوا۔

وَوَضَعْنَا عَنكَ وِزْرَكَ الَّذِي أَنقَضَ ظَهْرَكَ ۝

اور تیرے اس بوجھ کو تیرے اوپر سے ہلکا کر دیا جس نے تیری کمر توڑ رکھی تھی۔ (سورۂ الم نشرح آیت ۲،۳)

"وزر" کے معنی ہیں بوجھ اور جو بوجھ بٹائے وہ وزیر کہلاتا ہے۔

حضرت ختمی مرتبت ؐ کو ہارونؑ جیسا مددگار اللہ نے عطا کر دیا۔ لیکن ختمی مرتبت ؐ کی وفات کے بعد حضرت علیؑ کو حضرت ہارونؑ جیسا بھائی ' مددگار ' وفادار وزیر ' بوجھ بٹانے والا نہ مل سکا۔

اگر جعفرؓ طیار زندہ ہوتے تو کیا اس حقیقت سے انکار کیا جاسکتا ہے کہ وہ آپ کے ناصر اور جلیل القدر وزیر ہوتے اور کسی کی مجال نہ ہوتی کہ آپ کے حق کو غصب کر سکتا۔

حضرت جعفرؓ سن میں حضرت علیؑ سے دس برس بڑے تھے ' کیا بڑا بھائی چھوٹے بھائی کا وزیر بن سکتا ہے ؟ اس کا جواب بھی قرآن کی متذکرہ بالا آیات سے مل جاتا ہے۔ حضرت ہارونؑ بھی موسیٰؑ سے عمر میں بڑے تھے لیکن حضرت موسیٰؑ کے وزیر قرار پائے اور حضرت موسیٰؑ کے سامنے وفات پا گئے ' حضرت موسیٰؑ کو بھائی کے مرنے کا اتنا غم ہوا کہ آپ نے اپنا گریبان چاک کر لیا۔

حضرت علیؑ کے لئے جعفرؓ کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے ہو جاتا ہے کہ اگر حیات رہتے تو حضرت علیؑ پر مصائب و آلام کے دروازے کبھی نہ کھلتے ' خلافت غصب ہونے کا سوال ہی نہ پیدا ہوتا اور اگر ایسا ہوتا تو تمام منافقین حضرت جعفرؓ کے ہاتھوں قتل کر دیے جاتے۔

ظاہر ہے جن خصوصیات کے حامل حضرت جعفرؓ تھے وہ خصوصیات حضرت عقیل یا حضرت عباس بن عبد المطلب میں موجود نہ تھیں۔ حضرت علیؑ کا فقرہ "تدبیر کی راہیں بند ہو گئیں" اور زیادہ اہمیت کا حامل ہو جاتا ہے جب ہم کلینی کی یہ روایت دیکھتے ہیں۔

اگر جعفرؓ طیار حیات ہوتے تو علیؑ سے حقِ خلافت غصب نہ کیا جاتا"

کلینی نے روایت کی ہے کہ

سدیر نے امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا کہ بنی ہاشم کی عزت و شوکت و کثرت کیا تھی کہ حضرت علیؑ، جناب رسول خداؐ کے بعد ابوبکر و عمر اور تمام منافقوں سے مغلوب ہو گئے؟

حضرت نے فرمایا کہ :۔

بنی ہاشم میں کون باقی تھا۔ جعفرؓ و حمزہؓ جو سابقین اولین میں انتہائی ایمان و یقین کے مالک تھے عالم بقا کی جانب رحلت فرما چکے تھے۔ اور صرف دو ضیعف اور بزرگ خاندان یعنی عباس اور عقیل موجود تھے۔ ان میں اتنی قوت نہ تھی۔ خدا کی قسم اگر حمزہؓ اور جعفرؓ زندہ ہوتے اس فتنہ میں ابوبکر و عمر کی مجال نہ تھی کہ حضرت امیر المومنینؑ کا حق غصب کر لیتے۔ اور اگر اس کی کوشش کرتے تو یقیناً حمزہؓ اور جعفرؓ ان کو قتل کر دیتے۔

(حیات القلوب ۱۱) اور "احتجاج"

زمرد کے دو پر

حضرت جعفر طیار کی شہادت کے بعد سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دن لوگوں کو بتایا کہ جبریل نے مجھے خبر دی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جعفرؓ کو ان کے کٹے ہوئے بازوؤں کے عوض دو نئے بازو عطا کئے ہیں جن سے وہ جنت میں فرشتوں کے ساتھ اڑتے پھرتے ہیں۔ ایک اور روایت میں ہے کہ حضورؐ نے فرمایا، میں نے جعفرؓ کو بہشت میں فرشتوں کی طرح اڑتے ہوئے دیکھا۔

حضورؐ کے اسی ارشاد کی بنا پر حضرت جعفرؓ کا لقب طیار مشہور ہو گیا۔ بعض روایتوں میں ان کا لقب طیار کے علاوہ "ذوالجناحین" بھی بتایا گیا ہے۔

میر انیس کے مرثیوں میں حضرت جعفرؑ طیار کی مدح

میر انیس نے حضرت جعفر طیار کے حال کا مرثیہ تو نہیں لکھا لیکن مختلف موقعوں پر وہ نہایت پُر وقار انداز میں حضرت جعفر طیار کا تذکرہ کرتے ہیں خصوصاً حضرت جعفر طیار کی علمداری، شجاعت، جرأت و ہمت، وجاہت، وفاداری، دلیرانہ حملوں کی مدح دلآویز طریقے سے کرتے ہیں۔

حضرت عباسؑ، حضرت علی اکبرؑ اور حضرت عونؑ و محمدؑ کے مرثیوں میں حضرت جعفر طیار کا تذکرہ میر انیس اس طرح کرتے ہیں کہ قاری پر ایک ہیبت اور ہاتھ پاؤں میں لرزہ طاری ہو جاتا ہے، میر انیس کے مطالعہ کرنے والوں کے دل میں حضرت جعفر طیار کی محبت گھر کر لیتی ہے۔

حضرت عونؑ و محمدؑ کے حال کے مرثیوں میں میر انیس نے حضرت جعفر طیار کا تذکرہ علمی و ادبی اُسلوب سے خوبصورت صنعتوں کے ساتھ کیا ہے، حضرت عونؑ و محمدؑ کربلا میں خاندانِ جعفر طیار کی نمائندگی کر رہے ہیں وہی وارثِ جعفر طیار ہیں، حضرت جعفر طیار کے پوتے ہیں، علمداری اُن کا موروثی حق ہے لیکن علم کربلا میں حضرت عباسؑ کو عطا کیا گیا کہ حضرت علیؑ کی یہی وصیت تھی، میر انیس نے حضرت عباسؑ کے کردار کو نمایاں کرنے کے لیئے یہ شاعرانہ انداز اپنایا کہ عونؑ و محمدؑ کی موجودگی میں یہ منصب حضرت عباسؑ کو

گویا اس بات سے علمدار کی شان دوبالا ہو جاتی ہے،

میر انیسؔ بتاتے ہیں تاریخ اسلام میں کتنے علمدار گزرے ہیں اور عباسؑ منصبِ جعفرؓ و حیدرؑ کے وارث کس طرح بنائے گئے:۔

عالم میں ہوئے چار اولوالعزم علمدار — اک حضرت حمزہؓ تھے تو اک جعفرؓ طیار
بعد ان کے ہوئے زیبِ علم حیدرِ کرار — عباسؑ اب اس منصبِ والا کا ہے مختار

کرسی کے بھی پلے سے سوا پایا ہے رتبہ
کیا دست بدست اس کو یہ ہاتھ آیا ہے رتبہ

حضرت زینبؑ اپنے دونوں بیٹوں عونؑ و محمدؑ سے فرماتی ہیں شجاعت انسان کا جوہر ہے۔ صرف منصبِ علمداری سے کچھ نہیں ہوتا:۔

جوہر وہ ہیں جو تیغ کرے آپ آشکار
دکھلا دو آج حیدرؑ و جعفرؓ کی کارزار

آپ فرماتی ہیں کہ تمہارے دادا کا نام صرف علم سے نہیں ہے بلکہ علم انہیں اس لیئے ملا کہ وہ بے پناہ شجاعت کے مالک تھے:۔

کیا کچھ علم سے جعفرؓ طیار کا تھا نام — یہ بھی تھی اک عطائے رسولؐ فلک مقام
بگڑی لڑائیوں میں بن آئے انھیں کے کام — جب کھینچتے تھے تیغ تو ہلتا تھا روم و شام

بے جاں ہوئے تو نخلِ وغا نے ثمر دیئے
ہاتھوں کے بدلے حق نے جواہر کے پر دیئے

حضرت زینبؑ دونوں بیٹوں سے کہتی ہیں میدان میں جا کر دادا جعفرؓ طیار کو شان دکھاؤ:۔

فوجوں کو مرے دودھ کی تاثیر دکھانا
دادا کی طرح جوہرِ شمشیر دکھانا

حضرت امام حسینؑ نے عاشور کو علم حضرت عباسؑ کو عطا کیا اور اس وقت اپنے چچا جعفرؓ طیار کو یاد کیا یہ کہہ کر علم دیا کہ یہ منصبِ جعفرؓ ہے:۔

عباسؑ کو حضرت نے کیا پیار بُلا کر   اور کاندھے پہ رکھا علمِ شافعِ محشر
فرمایا مبارک ہو تمہیں منصبِ جعفرؑ   اس غازی نے منہ رکھ دیا سرورؑ کے قدم پر

کی عرض کہ خادم پہ یہ الطاف و کرم ہے
مولا کی غلامی کا شرف کیا مجھے کم ہے

میر انیسؔ منصبِ علمداری کے وقت ہر موقع سے حضرت جعفرؑ طیار کو یاد رکھتے ہیں، حضرت امام حسینؑ نے جب عباسؑ بن علیؑ کو علم عطا کیا تو فرمایا:۔

بھائی کو علم فوج کا دے کر یہ سنایا
لو پایۂ جعفرؑ کی تمنا تھی سو پایا

میر انیسؔ کی نظر میں حضرت جعفرؑ طیار کی بے پناہ عظمت ہے۔ حضرت عباسؑ نے علمدار کا رُتبہ پایا ہے:۔

اعلیٰ نہ ہو کیوں ایسے علمدار کا رُتبہ
خالق جسے دے جعفرؑ طیار کا رُتبہ

وہ علمدار کہ جو شیرِ الٰہی کا خلف
فخرِ حمزہؑ سے نمودار تھا جعفرؑ کا شرف

حضرت عباسؑ میں جعفری شان دیکھ کر میر انیسؔ کا ذہن بار بار جعفر طیار کو یاد کرتا ہے:۔

حمزہؑ کا رعب صولتِ جعفرؑ علیؑ کی شان
ہاشم کا دل حسینؑ کا بازو حسنؑ کی جان

حضرت عباسؑ میں "صولتِ جعفرؑ" بھی ہے اور ولولۂ جنگ بھی وہی ہے:۔

جعفرؑ کی طرح ولولۂ تیغ زنی ہے
ہم شوکتِ حمزہ یہ شجاعت کا دھنی ہے

حضرت عباسؑ کو ورثے میں بزرگی کے ہتھیار ملے تھے حضرت جعفر طیار کے دستانے ہاتھ میں پہنے تھے:۔

ورثے میں بزرگوں کے ملے ہیں انہیں ہتھیار

ھاشمؑ کی سپر خود ابو طالبؑ سردار

دستانے پہنتے تھے یہی جعفر طیار

حضرت عباسؑ میں وہی وفاداری ہے جو جعفر طیار کو قدرت نے عطا کی تھی :۔

بچھڑے ہیں پیمبرؐ سے کبھی حضرت جعفرؑ — حمزہؑ کبھی دشمن کی طرف مل گئے جا کر

حیدرؑ کو کبھی چھوڑ گئے مالکِ اشتر — مشہور ہے جنگِ جمل و خندق و خیبر

حیدرؑ تھے کہ سب فوج کے آگے تھے اُحد میں

نامرد تھے وہ لوگ جو بھاگے تھے اُحد میں

حضرت عباسؑ میدانِ جنگ میں ہم صورتِ جعفرؑ طیار نظر آرہے تھے :۔

لو حملہ کناں ہوتے ہیں عباسؑ علمدار

لو جعفرؑ طیار ہوئے جنگ پہ تیار

میر انیس نے حضرت علی اکبرؑ کی جنگ میں امام حسینؑ کی زبانی حضرت جعفر طیار کی مدح اس طرح کی ہے، حضرت علی اکبرؑ کی جنگ دیکھ کر امام حسینؑ صدا دیتے ہیں :۔

جعفرؑ اسی کس بل سے اسی ڈھب سے لڑے تھے

خیبر میں علیؑ بھی یوں ہی مرحب سے لڑے تھے

حضرت عونؑ و محمدؑ کا حال لکھتے ہوئے میر انیس ہر رُخ سے جعفر طیار کو کربلا میں موجود پاتے ہیں :۔

حضرت زینبؑ بیٹوں کو دادا کی شان یاد دلاتی ہیں تاکہ ان میں ولولۂ جنگ بڑھتا جائے فرماتی ہیں :

دادا کو جو پوچھو تو علمدارِ پیمبرؐ

ہاتھوں کے عوض جن کو خدا نے دیئے دو پر

دونوں بیٹے ماں کو یقین دلاتے ہیں کہ ہم نہایت شجاعت سے لڑیں گے اور ہم اپنے نانا اور دادا کی طرح شہادت کا رتبہ حاصل کریں گے ۔

نانا بھی جو کرار تو جرار ہیں ، ہم بھی
دادا کی طرح مرنے پہ طیار ہیں ، ہم بھی

حضرت عونؑ و محمدؑ میدانِ جہاد میں جانے کے لیئے بے قرار ہیں ۔

نانا تو علیؑ ، جعفرؑ طیار سے دادا
ہم ڈھونڈھتے ہیں صبح سے فردوس کا جادہ

حضرت عونؑ و محمدؑ نے جب ہتھیار سجے تو دادا کی شباہت پوتوں میں نظر آنے لگی ۔

ڈھالیں شانوں پہ ہیں اور ہاتھوں میں شمشیریں ہیں
جعفرؑ و حیدرِ کرار کی تصویریں ہیں

صورتِ جعفرِ طیار ہیں شانے طیار
نور کو حسن کے نہ پہنچے یدِ بیضا زنہار

وقت آئے تو دکھائیں گے تلواروں کے جوہر
جرأت میں وہ جعفرؑ ہیں شجاعت میں ہیں حیدرؑ

میر انیس حضرت عونؑ و محمدؑ کی آمد میدانِ جنگ میں دکھاتے ہیں ، یہاں بھی وہ جعفرِ طیار کا تذکرہ نہیں بھولتے ۔

کیا اُڑاتے ہوئے رہوار چلے آتے ہیں
جعفرؑ و حیدرِ کرار چلے آتے ہیں

دونوں میں صاف حیدرؑ و جعفرؑ کے طَور ہیں
اللہ کی پناہ یہ تیور ہی اور ہیں

لشکرِ یزید بچّوں کی شان دیکھ کر اُن کے دادا جعفرِ طیار کی ہیبت کو یاد کر رہا ہے:۔

کس طرح ان سے بھلا ہووے گا سر بر کوئی
پوتے جعفر کے ہیں یہ اور ہیں سبطینِ علیؑ

حضرت عونؑ و محمدؑ رجز میں اپنے دادا جعفر طیار کا ذکر کرتے ہیں، تذکرۂ جعفر کا اثر دیکھئے:۔

جعفرؑ کا جو کچھ ذکر کیا بعد علیؑ کے
مُجرے کو علم جھک گئے سب فوجِ شقی کے

رجز میں جعفر طیار کی شان نمایاں ہے:۔

دادا ہے جعفرؑ طیارِ سافرِ خامِ وغا
تھا جو دنیا میں علمدارِ رسولؐ دوسرا

دادا ہے شہنشاہِ دو عالم کا مددگار
سردارِ جہاں فخرِ عرب جعفرِ طیار
وہ شقہ طرازِ علم احمدِ مختار
آلودہ رہی خون میں جس شیر کی تلوار

ہاتھوں کے عوض حق سے پرِ دست لیے ہیں
اللہ نے پر اُن کو زمرد کے دیے ہیں

میر انیس حضرت عونؑ و محمدؑ کی جنگ لکھنے کے لیئے دعا میں جعفر طیار کو نہیں بھولتے:۔

تصویرِ پریشانیِ کفار دکھا دوں
غیظ و غضب حیدرِ کرار دکھا دوں
جعفرؑ کو ابھی جنگ پہ تیار دکھا دوں
ہر بند پہ چلتی ہوئی تلوار دکھا دوں

رُخ سب قدر اندازوں کے پھٹتے نظر آئیں
سرداروں کے سر خاک پہ گرتے نظر آئیں

لشکرِ یزید پر حضرت عونؑ و محمدؑ کی ہیبت طاری ہے دونوں جعفر طیار کے پوتے ہیں:۔

جد ان کا اٹھاتا تھا پیمبر کے علم کو
یہ چھین کے لے جائیں گے لشکر کے علم کو

یہ وقت کے ہیں جعفر طیار جوانو
لشکر کے نشانوں سے خبردار جوانو

حضرت عونؑ و محمدؑ نے جعفر طیار کی شان سے لشکر پر حملہ کیا ؛-

جاں بازیاں دیکھیں کہ جگر داری کو دیکھیں
جعفر ہوں تو ان ہاتھوں کی چالاکی کو دیکھیں

دونوں بھائی نانا اور دادا کا رتبہ پا گئے ، شہادت ہاتھ آئی ؛-

اِس کو تو ملا حیدر کرار کا رتبہ
ہاتھ آیا اُسے جعفر طیار کا رتبہ

میر انیس نے مختصر مختصر تذکرے میں حضرت جعفر طیار کی مکمل سوانح حیات لکھ دی ہے ، حضرت عباسؑ کی شہادت اور جعفر طیار کی شہادت میں مماثلت تھی ؛-

جس وقت لگے دونوں طرف بازوؤں پہ تبر
عباسؑ بنے جعفر طیار کی تصویر

جنت کے دریچوں کو ملک باز کریں گے
اب سوئے جناں تیر سے پرواز کریں گے

میر انیس نے حضرت جعفرؑ طیار کو روزِ عاشورہ کربلا میں موجود دکھایا ہے ، حضرت حبیب ابن مظاہر امام حسینؑ سے کہتے ہیں ؛-

میں یاں سے کہاں جاؤں کہ حیدر بھی یہیں ہیں
حمزہؓ بھی یہیں آئے ہیں جعفرؓ بھی یہیں ہیں

حضرت عباسؑ کے سگے چچا تھے جعفرؓ طیار ۔

عمِ جعفرِ طیار ہژبر برِ صفِ جنگ گاہ
اور والدِ ماجد کو جو پوچھو اسد اللہ

حضرت عباسؑ کو بزرگوں کی سپر اور جوشن ملے تھے، میر انیسؔ نے حضرت جعفرؓ طیار کی سپر کا ذکر اس طرح کیا ہے :۔

الکٹر یہ سپر باندھتے تھے جعفرؓ طیار
اور جسم میں ہے جوشنِ بوطالبؑ سردار

میر انیسؔ نے حضرت جعفرؓ طیار کے نیزہ کا ذکر بھی کیا ہے یہ نیزہ روزِ عاشورہ امام حسینؑ کے پاس تھا۔

بجلی سا تہہ ران فرسِ خاصِ پیمبرؐ
حمزہ کی سپر تیغِ علیؑ نیزۂ جعفرؓ

روزِ عاشورہ امام حسینؑ کے پاس بزرگوں کے تبرکات میں حضرت حمزہؓ کی سپر حضرت علیؑ کی تلوار، حضرت ابوطالبؑ کے دستانے، حضرت موسیٰؑ کی کمر کا پٹکا، حضرت داؤد کی زرہ تھی، میر انیسؔ نے ان تبرکات کے ساتھ حضرت جعفرؓ طیار کی کمان کا بھی ذکر کیا ہے :۔

تھی قبضے میں تیغِ کمرِ حیدرِ کرار
حمزہ کی سپر باندھے تھے اس دن شۂ ابرار
جعفرؓ کی کماں دوش پہ تھی غیرتِ گلزار
تھے ہاتھوں میں دستانۂ بوطالبؑ سردار

تھا موسیٰؑ عمراں کا کمربند کمر میں
پہنے تھے زرہ حضرتِ داؤدؑ کی بر میں

جنگِ موتہ میں حضرت جعفرؑ طیار علمدارِ لشکر تھے، علمدارِ حسینؑ حضرتِ عباس تھے، کربلا میں میرانیسؔ جب علم کا ذکر کرتے ہیں، جعفرؑ طیار کی فضیلت ہمیشہ ان کے پیشِ نظر رہتی ہے:۔

اللہ رے شکوہِ علم و شانِ علمدار
حمزہؑ کوئی کہتا تھا کوئی جعفرؑ طیار

ہے افتخارِ حضرت جعفرؑ یہی علم
خود دوش پر اٹھاتے تھے حیدرؑ یہی علم

حضرتِ عباسؑ میں تمام خوبیاں موجود تھیں جو جعفرؑ طیار کو قدرت نے عطا کی تھیں، اس لیے میرانیسؔ حضرت عباسؑ کو "ثانیٔ جعفر" کے خطاب سے یاد کرتے ہیں:۔

پیدا تھی شانِ شیرِ خدا سر سے تا قدم
حمزہؑ کا رُعب جعفرِؑ طیار کا حشم

آنکھ اس سے ملائے یہ نہیں شیر کا مقدور
آفاق میں ہے ثانیٔ جعفرؑ یہی مشہور

کہتے تھے شاہؑ، شوکتِ عباسؑ دیکھ کر
گویا علم ہیں دوش پہ جعفرؑ لئے ہوئے

اولادِ جعفرطیارؑ

صاحبِ عمدۃ الطالب کی تحریر کے مطابق حضرت جعفرطیارؑ کے تین فرزند تھے جو تمام کے تمام اسمار بنتِ عمیس سے تھے۔ حضرت جعفرؑ کا سلسلہ نسب عون عبداللہ بن جعفر سے چلا آپ جناب زینب بنتِ علی کے شوھر ہیں۔ جناب عبداللہ نے مدینہ (یاالبوا) میں ۸۰ھ یا ۹۰ھ میں وفات پائی۔ جنت البقیع میں مدفون ہوئے۔ عبداللہ ابن جعفر کے آٹھ بیٹے تھے۔

عبداللہ بن جعفر کی اولاد

۱۔ علی زینبی ۲۔ عون ۳۔ محمد الاکبر ۴۔ عبید اللہ ۵۔ حمید ۔ ۶ حسین

۷۔ عبداللہ اصغر ۸۔ محمد الاصغر۔

حضرت عبداللہ ابن جعفرؑ کے تین بیٹے کربلا میں شہید ہوئے عونؑ، محمدؑ، عبید اللہؑ اور چار فرزندوں سے اُن کی نسل چلی۔ علی زینبی، اسحاق، اور اسمٰعیل، حسین العرضی۔

حضرت ام کلثوم کے شوہر عون بن جعفرؑ بن ابی طالب

حوالہ :۔ "تنقیح المقال" جلد ۲ (صفحہ ۲۵۵)

تالیف :۔ علامہ الحاج شیخ عبداللہ مام قانی

طبع :۔ مطبع مرتضویہ نجف اشرف۔ سن طباعت ۱۳۵۰ھ

جناب زینبؑ اور حضرت ام کلثومؑ کی شادی ساتھ ساتھ ہوئی۔ حضرت زینبؑ کی شادی عبداللہ ابن جعفرطیار سے ہوئی اور حضرت ام کلثومؑ کی عمر اس وقت ۳ برس تھی۔

عبداللہ بن جعفرؑ کی طرح عون بن جعفرؑ بھی حضرت امیر المومنینؑ علی مرتضیٰؑ کے بھتیجے اور داماد تھے۔ وہ بھی اپنی زوجہ ام کلثومؑ بنت علی کے ساتھ حضرت امیرالمومنینؑ کے ساتھ رہتے تھے اور امیرالمومنینؑ کی شہادت کے بعد امام حسنؑ کے ساتھ رہنے لگے تھے۔ اور امام حسنؑ کی شہادت کے بعد امام حسینؑ کے ساتھ رہے۔ اور امام حسینؑ کے ساتھ کربلا آئے۔ حضرت عون بن جعفرؑ کربلا میں شہادت کا آب حیات پی کر زندہ جاوید ہوگئے۔ (تنقیح المقال۔ ۲۵۵)

عون بن جعفرؑ طیار کی ولادت بھی حبشہ میں ہوئی تھی۔ اور جب جعفرؑ طیار کی حبشہ سے واپسی ہوئی تو عونؑ کو اپنے ہمراہ خیبر میں لے آئے تھے اور جعفرؑ طیار کی شہادت کے بعد عونؑ ہمیشہ اپنے چچا (عم بزرگوار) حضرت علیؑ کے ہمرکاب رہے۔ ان کی والدہ ماجدہ اسماءبنت عمیس تھیں۔

حضرت جعفر طیارؑ کے دو فرزند حضرت عونؑ اور محمدؑ اصغر دونوں بھائی حضرت امام حسینؑ کے ہمراہ کربلا میں شہید ہوئے۔ (عمدۃ الطالب)

عبداللہ بن جعفرؑ فرماتے ہیں کہ جب ہمارے والد جنگ موتہ میں مرتبۂ شہادت پر فائز ہوئے تو حضرت رسالت مابؐ ہمارے گھر بنفس نفیس تشریف لائے اور ہماری والدہ سے دریافت کیا کہ جعفرؑ کے بچے کہاں ہیں تو ہماری ماں نے ہم کو بارگاہ اقدس میں حاضر کیا۔ اس وقت ہم چھوٹے تھے۔ پس آپ نے فرمایا کہ محمدؑ میرے چچا حضرت ابوطالبؑ کی شبیہ ہے اور عونؑ سیرت وصورت میں حضرت جعفرؑ کی شبیہ ہے۔ (اصابہ)

حضرت ام کلثومؑ (زینب صغریٰ) کا عقد حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے عون بن جعفرؑ سے کیا تھا۔ (ان کی اولاد کا کہیں ذکر نہیں ملتا) (عمدۃ الطالب)

ماممقانی تنقیح المقال میں لکھتے ہیں کہ عون بن جعفرؑ مدینہ سے مکہ اور مکہ سے کربلا تک امام حسینؑ کے ہمرکاب تھے۔ اور ان کی زوجہ جناب ام کلثومؑ بھی ان کے ہمراہ تھیں۔

حضرت عبداللہ بن مسلم کی شہادت کے بعد حضرت عون بن جعفر طیارؑ میدان میں گئے اور رجز پڑھتے ہوئے نہایت جرات مندانہ لڑائی کی یہاں تک کہ سیکڑوں سوار اور ہزاروں پیادوں کو اپنی تیغ بے دریغ سے واصل جہنم کیا اور درجۂ شہادت پر فائز ہوئے۔ اس وقت ان کی عمر ۵۶ یا ۵۷ برس تھی۔

نماز حضرت جعفر طیار علیہ السلام

یہ نماز اکسیر اعظم اور کبریت احمر کا حکم رکھتی ہے اور کثیر و معتبر روایات سے اس کی بے حد فضیلت و عظمت بیان ہوئی ہے۔ آئمہ معصومین علیہم السلام سے منقول ہے کہ جو شخص اس نماز کو بجا لائے۔ خداوند عالم اس کے گناہوں کو بخش دیتا ہے۔ اس نماز کے بجا لانے کا افضل وقت روز جمعۃ المبارک ہے۔

یہ نماز چار رکعت بہ دو سلام ہے۔ اس کی ترکیب یہ ہے کہ پہلی رکعت میں سورۃ الحمد کے بعد ایک مرتبہ سورۃ **اذا زلزلت الارض** اور دوسری رکعت میں سورۃ الحمد کے بعد ایک مرتبہ سورۃ والعادیات اور تیسری رکعت میں سورۃ الحمد کے بعد سورۃ **اذا جاء نصر اللہ** ایک مرتبہ اور چوتھی رکعت میں سورۃ الحمد کے بعد سورۃ توحید ایک دفعہ پڑھنے کے بعد پندرہ مرتبہ تسبیحات اربعہ یعنی **سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر** پڑھے۔ پھر یہی تسبیحات دس مرتبہ رکوع میں پھر رکوع سے سر اٹھانے کے بعد دس مرتبہ سجدہ اولیٰ میں۔ دس مرتبہ، سجدہ سے سر اٹھانے کے بعد دس مرتبہ پڑھے اس طرح ہر رکعت میں ان تسبیحات کا مجموعہ پچہتر ہوگا۔

حضرت مفضل بن عمر سے روایت کی گئی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے ایک روز حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو دیکھا کہ حضرت نے نماز جعفر طیار ادا فرمائی اپنے دست مبارک بلند کیے۔ اور یوں کہنا شروع کیا۔ یارب یارب بقدر ایک سانس کے۔ پھر یا ربّاہ جس قدر سانس نے اجازت دی۔ پھر اسی طرح ربّ ربّ پھر اسی روش سے یا رحمٰن پھر اس کے بعد سات مرتبہ یا ارحم الرّاحمین کہہ کر آپ نے یہ دعا پڑھی۔

اللھمہ انی افتتح القول بحمدک وانطق بالثناء علیک وامجدک ولا غلیتہ لمدحک و اثنی علیک ومن یبلغ غلیتہ ثنائک و امد مجدک وانی لخلیقتک کنہ معرفتہ مجدک وای زمن لم تکن ممدوحا بفضلک موصوفا بمجدک عوادا علی المذنبین بحلمک تخلف سکان ارضک عن طاعتک فکنت علیھم عطوفا بجودک جوادا بفضلک عوادا بکرمک یالا الہ الاانت المنان ذوالجلال والاکرام

نمازِ حضرتِ جعفرؑ طیار کی ترکیب

یہ نماز ہر حاجت کے لئے تیر بہدف ہے۔ خاص کر امتحان کی کامیابی، ترقی، ہر مراد آنے کے لئے مفید ہے۔

وقتِ نمازِ جعفرِ طیار

روزِ جمعہ قبلِ زوالِ آفتاب پڑھے موسمِ گرما میں ساڑھے گیارہ بجے دن میں موسمِ سرما میں بارہ بجے دن کو پڑھیں

ترکیبِ نماز

نیت چار رکعت نمازِ جعفرِ طیار پڑھتا ہوں۔ قُرْبَةً اِلَی اللّٰہِ۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔

پہلی رکعت سورۂ حمد پڑھ کر اذا زلزلت الارض پڑھے۔ اگر یاد نہ ہو تو انا انزلنا پڑھے پھر پندرہ بار

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ۔

یہ تسبیحاتِ اربعہ پڑھ کر رکوع میں جائے پھر دس بار یہی تسبیحات پڑھے۔ پھر رکوع سے سر اٹھا کر یہی پڑھے۔ پھر سجدے میں دس مرتبہ۔ سجدے سے سر اٹھا کر دس مرتبہ۔ پھر سجدہ دیگر میں دس مرتبہ پھر سر اٹھا کر دس مرتبہ پڑھے۔ پھر دوسری رکعت کیلئے کھڑے ہو جائیں

دوسری رکعت	بعد سورۂ حمد سورۂ والعادیات پڑھیں اگر یہ سورہ یاد نہ ہو تو اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ نو بار پڑھیں پھر تسبیحات اربعہ پندرہ بار پڑھیں رکوع میں دس بار، رکوع سے اُٹھ کر دس بار، سجدے میں دس بار، سجدے سے اٹھ کر دس بار پھر سجدے میں دس بار پھر سجدے سے اُٹھ کر دس بار پڑھ کر تشہد وسلام پڑھ کر اُٹھ کر کھڑے ہو جائیں۔
تیسری رکعت	سورۂ حمد پڑھ کر سورۂ نصر پڑھ کر مثل سابق تسبیحاتِ اربعہ پڑھ کر رکوع وسجود بجالا کر کھڑے ہو جائیں۔
چوتھی رکعت	سورۂ حمد پڑھ کر قل ھو اللہ پڑھ کر پندرہ بار پھر رکوع میں دس بار، رکوع سے اُٹھ کر پھر سجدہ میں، سجدہ سے سر اٹھا کر پھر سجدہ میں، پھر سجدہ سے سر اٹھا کر تسبیحاتِ اربعہ دس دس بار پڑھیں پھر تشہد وسلام پڑھ کر نماز ختم کر دیں۔
بعد سلام	یا ربِّ۔ یا ربّاہُ۔ یا حیُّ۔ یا قیّومُ۔ یا رحمٰنُ۔ یا رحیمُ یا اللہُ۔ بقدر ایک ایک سانس پڑھ کر سات بار کہیں یا اَرحم الرّاحمین پھر دعا مانگ کر سجدے میں شُکْرًا لِلّٰہِ سو بار کہہ کر دعا مانگیں۔

حبش کے دورانِ قیام میں حضرت اسماءؓ بنتِ عمیس کے بطن سے حضرت جعفرؓ کے تین بچے ہوئے تھے۔ عبداللہؓ، محمدؓ اور عونؓ۔

حضرت جعفرؓ حبش سے واپس آئے تو اپنے نو عمر فرزند عبداللہؓ کو حضورؐ کی خدمت میں پیش کیا، حضورؐ نے مسکرا کر ان سے بیعت لی اور دعا دی۔ حضرت جعفرؓ کی شہادت کے بعد حضورؐ حضرت عبداللہ پر غیر معمولی شفقت فرماتے تھے۔

شاعروں کا خراج عقیدت

حضرت جعفرؑ طیار کی بارگاہ میں

مولانا جلال الدین رومی (مولانا روم)

جعفر	طیار	را	پر	بار یہ	است
جعفر	طرار	را	پر	عاریہ	است

مولانا روم کہتے ہیں

اللہ تعالیٰ نے حضرت جعفرؑ طیار کو جنت میں دو بازو زمرد کے ایسے عنایت کر دیے ہیں جن کے ذریعہ وہ جہاں چاہتے ہیں اڑ کر چلے جاتے ہیں' ان کا لقب طیار "بہت اڑنے والا" اور ذوالجناحین دو بازوؤں والا ہے۔ وہ ہر وقت محو پرواز ہیں۔

عرب کے ایک جیب تراش جس کا نام جعفر تھا اسے لوگ جعفر طرّار کہتے تھے' وہ عرب کا بہت چالاک شخص تھا اس نے دو نقلی و فرضی پر و بازو لگا رکھے تھے۔

مولانا روم کہتے ہیں :۔

نقلی بازو لگا کر دنیا میں کوئی بھی جعفر طیار نہیں بن سکتا اور نہ ہر جعفر نام کا شخص جعفر طیار کا رتبہ پا سکتا ہے۔

مولانا روم "جنگ موتہ" میں حضرت جعفرؑ طیار کی شجاعت بیان کرتے ہیں :۔

حضرت جعفر طیار جنگ کرتے ہوئے رومی بادشاہ کے قلعہ تک تنہا پہنچ گئے ۔ بادشاہ نے اپنے وزیر سے مشورہ کیا کہ اب کیا ہوگا ؟ وزیر نے کہا جعفرؑ

ابن ابی طالب کو اللہ کی پشت پناہی حاصل ہے اس لئے وہ دو لاکھ کے لشکر سے خوفزدہ نہیں ہیں' اے بادشاہ اس کے مقابل تیرا جانا عبث ہے یہ شخص اپنی ذات میں ایک عظیم لشکر ہے :-

چونکہ جعفرؓ رفت سوئے قلعۂ
قلعہ پیش کام خشکش جرعۂ

ترجمہ :- جب حضرت جعفرؓ طیار نے رومی بادشاہ کے قلعہ پر حملہ کیا اس وقت وہ شاہی قلعہ جعفرؓ کے خشک گلے کے لئے ایک گھونٹ تھا۔ ان کے لئے قلعہ کو تسخیر کرنا کوئی مشکل امر نہیں تھا۔

یک سوارہ تاخت تا قلعہ بکر
تا در قلعہ بہ بستند از حذر

ترجمہ :- حضرت جعفرؓ طیار تنہا حملہ کر کے قلعہ کی طرف دوڑے' یہاں تک کہ رومیوں نے ان کی ہیبت دیکھ کر خوف سے قلعہ کا دروازہ بند کر لیا اور قلعہ بند ہو گئے۔

زہرہ نے کس را کہ پیش آید بجنگ
اہل کشتی راچہ زہرہ با نہنگ

ترجمہ :- کسی کا پتہ نہ تھا کہ حضرت جعفرؓ طیار سے جنگ کرنے کے لئے ان کے سامنے آئے۔ کشتی والے تیرنا بھی نہیں جانتے اب کشتی کے سامنے نہنگ (مگر مچھ) آجائے تو کشتی والے کیا کر سکتے ہیں' ان میں مقابلے کی ہمت و جرات کہاں سے آسکتی ہے۔ شغال جعفرؓ جیسے شیر کے مقابل بے بس ہیں۔

روئی آورد آں مَلِکْ سوئے وزیر
کہ چہ چارہ است اندریں وقت اے مشیر

ترجمہ :- اس بادشاہ نے وزیر کی طرف رخ کیا اور کہا کہ اے مشیر اس

وقت کیا تدبیر ہے؟

گفت آں کہ ترک گوئی کبرو فن
پیش او آئی بشمشیر و کفن

ترجمہ :۔ وزیر نے کہا اے بادشاہ ! تو تکبر اور تدبیر کو چھوڑ دے اور اس وقت تلوار اور کفن لے کر جعفرؓ کے سامنے چلا جا ---------

(تلوار اور کفن میں اشارہ ہوتا تھا کہ ہم اپنی تلوار لائے ہیں کہ اس سے ہمیں قتل کردو اور کفن بھی ساتھ لائے ہیں کہ ہمیں دفن کردو۔)

گفت آخر نے یکے مرد یست فرد
گفت منگر خوار در فردیِ مرد

ترجمہ :۔ بادشاہ نے کہا ' اے وزیر ! کیا جعفرؓ ایک تنہا انسان نہیں ہے وزیر نے کہا ' اے بادشاہ شجاع مرد کے اکیلے پن کو حقارت سے نہ دیکھ

چشم بکشا قلعہ را بنگر نکو
ہمچو سیماب است لرزاں پیشِ او

ترجمہ :۔ وزیر نے کہا ' اے بادشاہ آنکھ کھول کر غور سے قلعہ کو دیکھ جعفرؓ کے سامنے تیرا قلعہ پارے (سیماب) کی طرح تھرا رہا ہے۔

شستہ در زیں آنچناں محکم پے ست
گوئیا شرقی و غربی باد یست

ترجمہ :۔ اے بادشاہ دیکھ ! جعفرؓ کس شان سے گھوڑے کی زین پر بیٹھے ہیں رکاب میں ان کے قدم استوار و ثابت ہیں ' اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مشرق و مغرب کے لشکر ان کے ساتھ ہیں۔

چند کس ہمچوں فدائی تاختند
خویشتن را پیش او انداختند

ترجمہ :۔ پہلے تو چند لوگ قربانی کے بکروں کی طرح حضرت جعفرؓ کی

طرف دوڑے اور انہوں نے اپنے آپ کو حضرت جعفرؑ کے سامنے لے جاکر اپنے آپ کو ان کے گھوڑوں کے سموں کے نیچے گرا دیا۔

ہر یکے را او بگرزے می فگند
سرنگوں سار اندر اقدام سمند

ترجمہ :۔ پہلے تو حضرت جعفرؑ نے ان کافروں کو گرز سے اٹھا کر اوپر پھینکا پھر ان کو مردہ حالت میں سرنگوں کر کے گھوڑے کے قدموں میں گرا دیا

چشم من چوں دید روی آں قباد
کثرت اعداد از چشمم فتاد

ترجمہ :۔ وزیر نے کہا ' اے بادشاہ ! میری نظر جب اس شاہ معظم حضرت جعفرؑ پر پڑی تو مجھے یقین ہوگیا کہ ایسے بہادر کے سامنے دشمنوں کی تعداد کی کثرت وقعت نہیں رکھتی۔

اختراں بسیار خورشید ار یکست
پیش او بنیاد ایشاں ممند کیست

ترجمہ :۔ ایک کے مقابلے میں کثرت کوئی چیز نہیں ہے ' سورج کے مقابلے میں کروڑوں ستاروں کی کثرت بے معنی ہے۔

دلگیر لکھنوی

دلگیر لکھنوی ' قوم کائستھ سکسینہ تھے ' ابتدا میں ان کا نام چھنو لال تھا ۔ جب مسلمان ہوئے اپنا نام غلام حسین رکھا لیکن میاں دلگیر کے نام سے مشہور ہوئے ۔ ۱۷۸۰ء میں ولادت ہوئی ۔ شعر و شاعری میں شیخ امام بخش ناسخ کے شاگرد تھے۔

دلگیر کو ائمہ معصومین علیہم السلام سے بہت زیادہ عقیدت تھی اس

لئے اپنے آبائی مذہب کو ترک کر کے اسلام قبول کرلیا تھا اور زیادہ تر مرثیہ کہتے تھے اور اسی مناسبت سے دلگیر تخلص اختیار کیا تھا۔ لکھنؤ میں ۱۸۴۶ء میں وفات پائی۔ مرثیوں کی سات ضخیم جلدیں ان کی یادگار ہیں۔ نہایت پرگو اور قادر الکلام شاعر تھے۔ مرثیہ گو کی حیثیت سے شہرۂ آفاق ہوئے۔

ایک مرثیے میں حضرت جعفرؓ طیار کی شہادت بیان فرماتے ہیں:۔

یوں روایت کرتے ہیں سب راویان معتبر
جب کہ قتل جعفرؓ طیار کی پہنچی خبر
ہوکے غمگین احمدؐ مختار روئے اس قدر
ہوگئی ریش مبارک موبہ مو اشکوں سے تر

کہتے تھے ہر دم علم بردار میرا مرگیا
میرا مونس مرگیا غمخوار میرا مرگیا

بے تامل گھر میں جعفرؓ کے گئے خیرالانام
زوجۂ جعفرؓ جو تھی ' اسما لکھا ہے اس کا نام
کہتے ہیں بنت عمیس اس نیک زن کو خاص و عام
حد سے افزوں شفقت آمیز اس سے فرمائے کلام

جبکہ شکل آئی نظر اس بیکس و ناچار کی
پھر گئی آنکھوں میں صورت جعفرؓ طیار کی

اشک بھر کر دیدۂ حق بیں میں حضرت نے کہا
بیکس و تنہا علم بردار مجھکو کرگیا
جعفرؓ طیار کو رتبہ شہادت کا ملا
ہوگیا شوہر ترا اب عازمِ ملک بقا

بیکس و نا چار دنیا میں پیمبر ہوگیا
بے علم بردار اعدا میں پیمبر ہوگیا

تھی علم بردار کے دم سے فقط لشکر کی شاں
آج بے حال ہوا دنیا میں احمدؐ کا نشاں
آج ٹوٹا مصطفےٰ پر بیکسی کا آسماں
جعفرؓ طیار کا ثانی نہیں کوئی جواں

کیوں نہ میں رووں الم سے جعفرؓ طیار کے
ہاتھ شانوں سے کٹے میرے علمبر دار کے

(بحوالہ کلیات مرثیہ دلگیر جلد چہارم ۵۰۳ نو لکشور لکھنؤ طبع ۱۸۸۵ء)

نواب باقر علی خاں تشفیؔ لکھنوی

تشفیؔ لکھنوی ' نواب شجاع الدولہ بادشاہ اودھ کے پروتے تھے ۔ نواب سعادت علی خاں بادشاہ اودھ کے عہد سلطنت میں تشفیؔ لکھنوی کی ولادت لکھنؤ میں ہوئی ۔ تشفیؔ لکھنوی بڑے متقی و پرہیز گار عابد و زاہد تھے ۔ شعرو شاعری میں امام بخش ناسخ کے شاگرد تھے ۔ تین ہزار مرثیے تصنیف کئے ہیں

تقریباً نوے (۹۰) سال کی عمر میں ۱۹ محرم ۱۳۰۳ھ (۱۸۸۵ء) میں لکھنؤ میں وفات پائی۔

مسدس فتح خیبر میں سے چند بند حضرت جعفرؓ طیار کی مدح میں مندرجہ ذیل ہیں:-

خیبر میں حضرت جعفرؓ طیار کی آمد

اے مومنو ہوا ہے روایت سے آشکار
جعفرؓ بوقت دعوتِ محبوبِ کردگار
بیت الحرم سے گئے جو تھے سوئے زنگبار
حکم نبی کا رہتا تھا واں ان کو انتظار
کہتے تھے جب رسولؐ دو عالم بلائیں گے
آنکھوں سے اپنی خدمت اقدس میں جائیں گے

خیبر کو جب چلے تھے مدینے سے مصطفےٰؐ
حاکم کو زنگبار کے نامہ یہ تھا لکھا
راضی کمال تجھ سے ہوں اے یارِ باوفا
توفیق دے خدا عملِ خیر میں سوا
برسوں ہوئے کہ ہم سے اور ان سے فراق ہے
جعفرؓ کے دیکھنے کا بڑا اشتیاق ہے

پہنچے تمہیں جو خط نبیؐ اے امیر زنگ
جعفرؓ کو جلد بھیجو میرے پاس بے درنگ
ان روزوں ہجرِ دوست کے غم نے کیا ہے تنگ
جاتا ہوں سوئے قلعۂ خیبر برائے جنگ
شرحِ الم میں حرف وحکایات ہے کمال
محبوبِ حق کو شوقِ ملاقات ہے کمال

پہنچا خط نبیؐ جو شہِ زنگ کے قریب
اس دم ہوئی برائے نجاشی خوشی عجیب
آنکھوں کو مَل کے اس پہ یہ بولا زہے نصیب
غافل غلام ہے نہیں اللہ کا حبیبؐ

نامہ کھُلا جو غنچہ دل اس کا کھِل گیا
جو مطلبِ دلی تھا وہ خط پڑھ کے مِل گیا

جعفرؓ طلب سے اپنی جو آگاہ ہوگئے
چلنے کو جلد رخ بہ سرِ راہ ہوگئے
مطلوبِ شہؐ جو عاشقِ اللہ ہوگئے
رخصت طلب امیر سے ناگاہ ہوگئے

کہنے لگا نجاشی تکلف ضرور ہے
ایک روز میرے پاس توقف ضرور ہے

مہمان ایک دن جو رہیں گے یہاں جناب
کچھ اور ہوں گا آپ کی خدمت سے کامیاب
منظور ہے رسولؐ کے خط کا لکھوں جواب
اور ان کے واسطے کروں تحفہ بھی انتخاب

خادم کو اپنے شہؐ کی مدارات چاہیئے
نذرِ نبیؐ کے واسطے سوغات چاہیئے

جعفرؓ نے اس کے کہنے کو دل سے کیا قبول
تاطبع غمگسار نہ ہو عذر سے ملول
مہمانِ بادشاہ ہوا عاشقِ رسولؐ
اسبابِ راہ سے جو فراغت ہوئی حصول

سامان نذر پاک سراسر کئے درست
کچھ تحفے اس نے بہر پیمبرؐ کئے درست

القصہ دن گزر کے ہوئی رات جب تمام
جعفرؓ ہوئے روانہ سوئے سیّد الانام
جُز شب کے راہ میں نہ کسی دن کیا مقام
طے منزلیں تمام کیں لیکر خدا کا نام

خیبر پہ جب رسولؐ کی فتح و ظفر ہوئی
جعفرؓ کے آنے کی شہؐ دیں کو خبر ہوئی

باغِ نبیؐ میں ازسر نو آگئی بہار
پایا دلِ منیر شگفتہ شگوفہ وار
لینے کو پیشوا چلے سلطانِ ذوالفقار
ہمراہ نبیؐ سے ساتھ گئے سارے جاں نثار

تھی راہ بند فوج خدا کے ہجوم سے
فرمایا مصطفےٰؐ نے انہیں لاؤ دھوم سے

دیکھا علیؓ نے ان کو جو آتے میانِ راہ
گھوڑے سے اپنے کود پڑے عاشقِ الٰہ
اس واسطے کہ بھائی بڑے تھے وہ دیں پناہ
تعظیم ان کی مدِ نظر تھی بہ عزّو جاہ

جس دم فرس سے یاں شہؐ عالم اتر پڑے
جعفرؓ بھی اپنے گھوڑے سے اس دم اتر پڑے

یہ اس طرف سے اور وہ ادھر سے ہوئے رواں
تا دیر واں گلے ملے ہو ہو کے شادماں
اور دوڑے ہاتھ چومنے کو فوج کے جواں
القصہ لے کے آئے جو نزدِ شہِؑ زماں
جعفرؓ ادھر کو خم ہوئے تسلیم کے لئے
اور مصطفیٰؐ اُدھر اٹھے تعظیم کے لئے

جعفرؓ کو اپنے پاس نبیؐ نے بُلا لیا
بڑھ کے گلے لگا کے برابر بٹھا لیا
بوسہ جبین و رخ کا بہ لطف و عطا لیا
پیش آیا وہ جو راہِ خدا میں دیا لیا
غم تھا جو پائمال تو عشرت کا روز تھا
چاروں طرف کو اہلا و سہلا کا شور تھا

کہتے تھے مصطفیٰؐ کہ میں کیا کیا خوشی کروں
فتح و ظفر کے ہونے کی اس جا خوشی کروں
یا آج بہر جعفرؓ یکتا خوشی کروں
دنیا میں کیوں نہ میں پئے عقبیٰ خوشی کروں
فضل خدائے پاک سے روز سعید ہے
کیوں کر خوشی دو چند نہ ہو دوہری عید ہے

حاضر تھے گرچہ اس گھڑی واں سارے خاص و عام
جعفرؓ سے ملتفت تھے مگر سیّدُ الانام
ان کے سوا کسی سے نہ اس دم کیا کلام
جب حال ان کا پوچھ چکے شاہؐ دیں تمام

سامانِ خوشی و عیش کے ہر سو بڑے ہوئے
جعفرؑ ادب سے پیشِ نبیؐ اٹھ کھڑے ہوئے

جھک کر ادب سے نامہ دیا شاہ زنگ کا
اور نذر لاکے تحفہ و ہدیہ ہر ایک دیا
پڑھ پڑھ کے خط کو شاد ہوئے ختم انبیاء
اور تحفے سب وہ بانٹے ہر اک کو جدا جدا

درپیش کوئی بات نہ تھی عار و ننگ کی
تحسین و آفریں ہے سلطان زنگ کی

ثابتؔ لکھنوی

سید افضل حسین ثابتؔ لکھنوی ۱۵ رجب ۱۲۷۸ھ (۱۸۶۲ء) کو لکھنؤ کے ایک ممتاز گھرانے میں پیدا ہوئے ان کے حقیقی نانا میر محمد رضا ظہیرؔ لکھنوی مرزا دبیرؔ کے شاگردِ رشید بچپن کے دوست تھے۔ ثابتؔ لکھنوی ایک اچھے نثر نگار اور بڑے پُرگو شاعر تھے۔ نثر میں ان کی دو مشہور کتابیں "حیاتِ دبیر" اور "دربار حسینؑ" بہت مشہور ہیں۔ شاعری میں مرثیوں کی ایک جلد "صبرِ جمیل" ۱۹۳۴ء میں شائع ہو چکی ہے۔ ثابتؔ لکھنوی نے ۱۹۴۱ء میں ۷۹ سال کی عمر پاکر کوٹہ (راجستھان) میں وفات پائی۔

ان کے ایک مرثیے کا عنوان "آلِ ہاشمؑ" ہے۔ اس مرثیے سے حضرت جعفرؑ طیار کی مدح میں چند بند مندرجہ ذیل ہیں:-

رتبۂ جعفرؑ طیار بھی ہے سب پہ عیاں
ساتھ بچپن سے نبیؐ کے رہے باشوکت و شاں

ایسے جاں باز جری ہوتے ہیں عالم میں کہاں
خون کے ساتھ رگ و پے میں تھا جوشِ ایماں

رات دن دیکھتے تھے خیرِ بشر کی صورت
تھے حفاظت کے لئے ہاتھ سپر کی صورت

اہل باطل تھے بہت ، حق کے طرفدار قلیل
تھے ابو طالبؓ دیندار پیمبرؐ کے کفیل
تابعِ حکم تھے سب ان کے جگر بند جلیل
حیدرِ شیر دل و جعفرؓ طیار و عقیل

سب پہ تاکید تھی غافل نہ کسی آن رہو
دل سے محبوبؐ الٰہی کے نگہبان رہو

کی تھی بیٹوں کو نصیحت جو بتاکید تمام
عمر بھر اس کو نہ بھولے کبھی وہ خوش انجام
دل سے نکلے تھے نہ کیوں دل پہ اثر کرتے کلام
رہتے تھے جعفرؓ طیار فدائے اسلام

واقعی عاشقِ جانباز تھے پیغمبرؐ کے
جنگِ موتہ میں علمدار بنے لشکر کے

داہنے ہاتھ میں شمشیرِ شرر دم تھی علم

کی وہ تلوار کہ ادھیا گئی فوجِ اظلم
کیا وفادار تھا بازوئے رسولؐ اکرم
کٹ گئے ہاتھ مگر ہاتھ سے چھوٹا نہ علم

دھوم شمشیر زنی کی تہ افلاک رہی
جان جاتی رہی پر ساکھ رہی دھاک رہی

جو ہیں اچھے وہ برے وقت میں کام آتے ہیں
جنگ سر کرتے ہیں یا جی سے گزر جاتے ہیں
شانے کٹنے پہ سرِ دست شرف پاتے ہیں
حق کے محبوبؐ یہ تعریف میں فرماتے ہیں

پر زبر جد کے دیئے حق نے عوض شانوں کے
ہیں فرشتوں سے فزوں رتبے ان انسانوں کے

خلد میں ساتھ ملائک کے ہیں گرمِ پرواز
قدرداں ایسے کہاں جیسے رسولؐ مختار
تعزیت بھائی کی فرما کے بڑھایا اعزاز
اس خوش اخلاقیِ حضرتؐ پہ ہے ایمان کو ناز

حاضری بھیجی یتیمانِ برادر کے لئے
گھر اشک بھی ہدیہ کئے جعفرؓ کے لئے

شیخ امام بخش ناسخ

عندلیبِ روحِ ناسخ اڑ کے پہنچی خلد میں
ہو پر پروانہ الفت جعفرؑ طیار کی

منیر شکوہ آبادی

دامادِ پیمبرؐ کے برادر ہیں یہ
رتبے میں ملائک سے بہتر ہیں یہ
کیا مرتبۂ جعفرؑ طیار کہوں
بازوئے پیمبرؐ ہیں یہ

قدیم لکھنوی

تیز پروازی ہے کس میں چل کے دیکھا چاہیئے
خلد میں عباسؑ بھی ہیں ، جعفرؑ طیار بھی

حامد جونپوری

جنگ میں جسدم قلم بازوئے جعفرؑ ہوگئے
لفظ احمدؐ کی دعا کے ان کو شہپر ہوگئے

جمیل مظہری

جد وہ سرخیل وفا فخر شجاعانِ زمن
جو کہ دربارِ حبش میں ہوا سرگرمِ سخن
شاہِ حبشہ کو دیا تحفۂ اخلاقِ حسن
جنگِ موتہ میں عمل جس کا بالفاظ کفن

حرفِ آخر تھا شجاعت کی کہانی کے لئے
ایک بھی زخم نہ تھا پشت پہ گنتی کے لئے

نسیم امروہوی

اگرچہ کفر پہ ہیبت انھیں کی تھی غالب
مگر نہ تھا ابھی ماحول جنگ کا طالب
جہاد کا تھا نہ ڈھانچا نہ عسکری قالب
پڑا یہ وقت تو کام آئے پھر ابو طالبؑ
بہ قصد ہجرتِ حبشہ جو قافلہ نکلا
تو اس کی تہ میں بھی ان کا ہی مشورہ نکلا
نہ مشورہ ہی فقط بلکہ اس قدر ایثار
کہ پہلے نذر کیا اپنے قلب وجاں کا قرار
قرارِ قلب وہ بازوئے حیدرؑ کرار
خوشی سے مرنے پہ تیار جعفرؑ طیار
وہ آج بھی جسے ہمدردیاں ہوں دین کے ساتھ
پسر کو بھیج تو دے موت کے یقین کے ساتھ

---

maablib.org

مرزا دبیرؔ کے مرثیوں میں حضرت جعفرِ طیارؑ کا تذکرہ

مرزا دبیرؔ دہلی کے محلہ بلّی ماران میں ۱۱ جمادی الاول ۱۲۱۸ھ مطابق ۱۸۰۳ء کو پیدا ہوئے۔ والد مرزا غلام حسین نے ان کا نام "سلامت علی" رکھا۔ گیارہ برس کی عمر میں شاعری شروع کی اور میر ضمیرؔ کے شاگرد ہوئے، استاد نے تخلص دبیر رکھا۔ مرزا دبیرؔ نے اردو مرثیہ کے لیے بہت بڑا کام سر انجام دیا ہے وہ بہت بڑے شاعر اور نہایت اعلیٰ فن کار ہیں۔ مرزا دبیرؔ نے ۲۹ ر محرم ۱۲۹۲ھ کو لکھنؤ میں انتقال کیا اور اپنے گھر میں دفن ہوئے۔ مرزا دبیرؔ کے مرثیوں اور سلاموں، مثنویات وغیرہ کا مجموعہ "دفترِ ماتم" کے نام سے ۲۰ جلدوں میں شائع ہوا تھا۔

مرزا دبیرؔ کے ایک مرثیے سے حضرت جعفرؑ طیار کی شہادت کے بند مندرجہ ذیل ہیں:۔

جو عزّ و شرف جعفرؑ طیار نے پائے
کس جنسِ شہادت کے خریدار نے پائے
حاشانہ مہاجر نے نہ انصار نے پائے
پر شاہِ شہیداں کے علمدار نے پائے

دنیا سے یہ عازم جو ہوئے اوجِ شرف کے
یاقوت کے پر لگ گئے موتی میں صدف کے

یوں تبصرہ میں کلکِ صداقت سے ہے مسطور
جس دشت میں جعفرؓ کی شہادت ہوئی منظور
فردوس سے نزدیک تھا یثرب سے تھا وہ دور
اک جا شجرِ نور تھا اک جا چمنِ نور

مسجد میں تجلی تھی پیمبرؐ کی ضیا سے
آنکھوں سے حجاب اٹھ گئے تھے حکم خدا سے

آئینے کے مانند تھا رن پیشِ پیمبرؐ
اس آئینے میں دیکھتے تھے تیغ کے جوہر
تھی مثلِ پلک آنکھ کے اندر صفِ لشکر
جنگاہ کی رو داد بیاں کرتے تھے فرفر

پیدا لب جاں بخش سے اسرارِ خفی تھے
اس دم ہمہ تن گوش سب اصحابِ نبیؐ تھے

رو رو کے کہا احمدِ مرسل نے قضارا
لو زیدؓ علمدار کو کفار نے مارا
جعفرؓ نے اٹھایا علم اس وقت ہمارا
رونے لگے اصحاب گریباں کیا پارا

آہوں کا دھواں جمع جو ہر ایک جگہ تھا
کعبہ کی طرح جامۂ مسجد بھی سیہ تھا

ناگاہ پیمبرؐ نے کہا ہائے برادر
مسجد میں اٹھا شور کہ مارے گئے جعفرؑ
یہ غل تھا کہ وارد ہوئے جبریلؑ کھلے سر
آتے ہی پڑھا فاتحہ اور بولے یہ رو کر

یہ ہاتھ کٹے جعفرؑ طیار کے شانے
پَر اس کے لئے قدسی کو بھیجا ہے خدا نے

اس دم سوئے میدانِ ستم دیکھئے مولا
آلودۂ خوں اپنا علم دیکھئے مولا
جعفرؑ کا حشم حق کا کرم دیکھئے مولا
مشتاقِ حورانِ ارم دیکھئے مولا

بھائی کی ترے قدر بلند آج ہوئی ہے
سو نیزوں پہ اک لاش کو معراج ہوئی ہے

کیا دیکھتے ہیں رن کی طرف مڑ کے پیمبرؐ
ہے نیزوں کی نوکوں پہ علم لاشہ جعفرؑ
کہتے تھے عدو برچھیوں کو گردشیں دیکر
الفتح کہ مارا گیا حیدرؑ کا برادر

تابوت ذرا جعفرؑ طیار کا دیکھو
انجام پیمبرؐ کے علمدار کا دیکھو

پر لاش کے چوگرد فرشتوں کے پرے ہیں
یاقوت کے پر جعفرؑ کے ہاتھوں پہ دھرے ہیں
شہبالِ زمرد کہیں طوبیٰ سے ہرے ہیں
شہپر کہیں موتی کی تجلی سے بھرے ہیں

مضمون یہ ہے ہاتف غیبی کی ندا کا
لو جعفرؑ طیار یہ ہدیہ ہے خدا کا

جعفرؑ کی شہادت سے نبیؐ کو تھا بہت غم
پر دیکھ کے یہ رتبہ وہ اندوہ ہوا کم
حیدرؑ کو خبر دی یہ پیمبرؐ نے اسی دم
مل کر کفِ حسرت یہ علیؑ نے کہا پیہم

بھائی کی طرح رتبۂ برتر مجھے ملتے
اللہ کی سرکار سے شہپر مجھے ملتے

سن کر یہ تمنا شہ لولاک پکارے
بس بس کہ یہ حصہ ہے بھتیجے کا ہمارے
جو عاشق شبیرؑ ہے بیٹوں میں تمہارے
شانوں کو کٹائے گا جو دریا کے کنارے

رتبہ کی بلندی میں فلک پست ملیں گے
یاقوت کے پر اس کو سرِدست ملیں گے

نجم آفندی

"جعفرؓ طیار، نجاشی کے دربار میں"

مکّہ میں ہوئے تھوڑے سے بے تھوڑ مسلماں
دن رات ستائے گئے اب اور مسلماں
فرمایا پیمبرؐ نے کہ کچھ روز کو تم جاؤ
چھوڑو یہ جنم بھوم، حبش دیش نکل جاؤ
یوں اور تھی پر سند ہوئی بات یہ سب میں
بیوپار کا رشتہ تھا حبش اور عرب میں
جو رہ گئے مکّہ میں وہ ناچار سوا تھے
حبشہ جو گئے سو سے وہ دو چار سوا تھے
ان سب کے تھے سردار، سگے بھائی علیؑ کے
بھائی ہوئے رشتہ میں چچیرے جو نبیؐ کے
کم عمر تھے ان سب میں مگر سب سے کڑے تھے
نام ان کا تھا جعفرؓ کہ یہ بدھی میں بڑے تھے
پہنچے جو حبش میں تو کوئی رنج نہ دکھ تھا
راجہ کے بھی اُپکار تھے پرجا سے بھی سکھ تھا
راجہ ہو کہ پرجا وہ کلیسائی تھے سارے
اس دیس میں بستے تھے جو عیسائی تھے سارے
پہلے ہی تھے بیٹھے ہوئے سرد مَن کے قریش
جھلا گئے یہ خبر سُن کے قریش

پردیس میں بادل جو اودھر پریم سے برسے
کچھ لوگ چلے آگ لگانے کو ادھر سے
سینہ میں دہکتا ہوا شمشان لیے تھے
راجہ کے لیے بھینٹ کا سامان لیے تھے
ان سب میں منش تھا یہی اس کام کے ڈھب کا
اس ٹولی میں مکھیا عمر عاص تھا سب کا
مل کر کہا راجہ سے اُدھر ہی ہیں یہ سارے
دیدیں ہمیں سرکار گناہ گار ہمارے
اس کام کی رشوت سے جو ہر جیب تھی بھاری
کہنے لگے سب ان کی سی گرجے کے پجاری
راجہ نے سنے جب یہ مسلمانوں کے لچھن
دربار میں بلوایا انہیں نیائے کے کارن
پوچھا یہ نیا دھرم ہے کیا تم نے نکالا
عیسائیت اور مورتی پوجا سے نرالا
سامنے تھا بت ان کو جو مذہب کی طرف سے
جعفرؓ نے جواب اس کو دیا سب کی طرف سے
ہم وہ ہیں کہ تھی ہم میں برائی ہی برائی
سونے پہ سہاگہ تھا برائی پہ ڈھٹائی
سیدھی تھی نہ سچی تھی کوئی بات ہماری
ہم جھوٹ کے سیوک تھے تو پتھر کے پجاری
ہم نے انہی باتوں میں سدا عمر گنوائی
بھائی سے رہا بیر پڑوسی سے لڑائی

نردھن کی اور تھا کا نہ تھا کوئی اپائے
بلوان کا کارج تھا کہ نربل کو ستائے
پیدا ہوا اتنے میں منش ایک مہاست
نیکی کا جو دریا ہے بڑائی کا ہے پربت
بے مانگی ملی اس سے ہمیں دھرم کی بھکشا
جو بات ہے اس کی وہ بڑائی کی ہے شکشا
سکھلائی ہمیں ایک نرنکار کی پوجا
اس نے کہا اللہ نہیں ہو کوئی دوجا
بھگوان کی صورت نہیں؛ سورج کو نہ پوجو
اپنی ہی بنائی ہوئی مورت کو نہ پوجو
ودھوا کا اناتھوں کا کبھی مال نہ کھاؤ
بھولے سے کبھی نہ کسی ابلا کو ستاؤ
آپس میں کبھی ڈھنگ لڑائی کا نہ ڈالو
جو بات برائی کی ہے سب بات کو ٹالو
اس نے ہمیں سچائی کے ڈھرّے پہ لگایا
اک جھوٹ میں سو پاپ چھپے ہیں یہ بتایا
ہم نے جو کیا اس کے ہر اُپدیش کا پالن
مکہ میں جو ہٹ دھرم تھے سب ہوگئے دشمن
راجہ نے کہا اس کے بچن کیا ہیں بتاؤ
آکاش سے اتری ہے جو پستک وہ سناؤ
جعفرؓ نے بچن سورۂ مریمؑ کے سنائے
سُن کر اسے آنسو بہت آنکھوں سے بہائے

کہنے لگے ست دھرم کی ہے یہ بھی نشانی
انجیل کی قرآن کی ہے ایک ہی بانی
فریاد جو لائے تھے کہا، ان سے کہ جاؤ
ویدوں کا انہیں تم کو یہ آشا نہ لگاؤ
بولا عمر عاص خبر ہے تجھے سلطاں
کیا حضرت عیسیٰؑ کو سمجھتے ہیں مسلماں
تھا سب کو ہی معلوم یہ بھید انکے دھرم کا
عیسیٰ کو سمجھتے ہیں یہ اللہ کا بیٹا
سب کو تھا یہ دھڑکا کہ بگڑ جائے گا راجا
کچھ اور سنے کا تو اکڑ جائے گا راجا
جعفرؓ نے کہا پھر بھی مگر آنکھ ملا کے
بندہ بھی ہیں وہ اور پیمبرؑ بھی خدا کے
راجہ نے کہا سب سے یہ اپدیش ہے سچا
اک تنکے برابر وہ نہیں اس سے زیادہ
اسلام کے دشمن ہوئے یہ سن کے نراسے
مکہ کو پیاسے ہی گئے خون کے پیاسے

ذکر اولاد حضرت جعفر طیار ابن ابی طالبؑ

کتاب "شجرۃ المبارکہ"

فی

انساب الطالبیہ

امام فخر الرازی

"نسب اولاد حضرت جعفر طیار بن ابیطالب"

حضرت جعفرؑ طیار کی اولاد میں صرف ایک فرزند یعنی حضرت عبداللہ (۱) بن جعفرؑ طیار ہیں جن کی کنیت ابو جعفر اور لقب جواد ہے۔ آپ چار اسخیائے بنی ھاشم میں سے ایک ہیں اور وہ چار سخی یہ ہیں حضرت امام حسنؑ مجتبیٰ حضرت امام حسینؑ حضرت عبداللہؑ ابن جعفرؑ طیار اور عبداللہ ابن عباس ابن عبدالمطلب

پہلی نسل

حضرت عبداللہ بن جعفرؑ طیار حبشہ میں پیدا ہوئے مدینہ میں انتقال فرمایا آپ کا سن مبارک ۹۰ نوّے برس ہے۔

دوسری نسل

آپ کے چار فرزند ہیں علی ابو محمد زینبی آپ کی مادر گرامی جناب زینب کبریٰ سلام اللہ علیھا بنت امیر المومنینؑ اور آپ کی والدہ گرامی قدر حضرت معصومہ عالم فاطمہ زہرا سلام اللہ علیھا ہیں۔

دوسرے فرزند اسحاق ابو جعفر الاطرف المعروف بہ العرضی اور عرض

تماء اور خیبر کے درمیان ایک خطہ ہے
تیسرے فرزند اسماعیل اور چوتھے فرزند معاویہ۔

تیسری نسل

علی زینبی کے دو بیٹے۔ ایک محمد ابو جعفر الجواد ذوالشرفین
(اور دوسرے اسحاق اشرف جن کی اولاد کا ذکر آگے آئیگا)

آپ یعنی محمد بن علی زینبی بہت زیادہ حسین و جمیل تھے آپ کی والدہ لبابہ بنت عبداللہ ابن عباس ابن عبدالمطلب تھیں بعض تاریخ نگار اور نساب حضرات نے کہا ہے کہ ۔

۳ تین چچازاد ایسے ہیں جو ایک ہی زمانے میں ایک مقام پر تھے۔ اور اپنے آبا کی نسبت سے قریب تھے۔

ان تینوں کا نام علی ہے

یعنی،

۱، علی ابن الحسین ابن علی ابن ابیطالب
۲، علی ابن عبداللہ ابن عباس ابن عبدالمطلب
۳، علی ابن عبداللہ ابن جعفر طیار

اور ان میں سے ہر ایک کے فرزند کا نام محمد ہے۔
اور اسحاق اشرف کی والدہ بھی لبابہ ہیں۔

چوتھی نسل

محمد جواد ابن علی زینبی کے چار فرزند ہیں

۱، ابراہیم اعرابی ۲ جو ہارون رشید کی قید میں شہید ہوئے
۲، عیسیٰ
۳، یحییٰ

۴' عبداللہ کنیت ابو لکرام الاکبر السیلقی الرئیس

پانچویں نسل

ابراہیم اعرابی کے پانچ بیٹے

۱' جعفر الامیر بالحجاز

۲' عبداللہ بالبادیہ یعنی صحرا نشین تھے

۳' یحییٰ، آپ کی اولاد میں اختلاف ہے

۴' عبدالرحمان کہا گیا ہے کہ لاولد تھے یعنی قول ضعیف ہے

۵' محمد کنیت ابو ھاشم

چھٹی نسل

جعفر الامیر ابن ابراہیم اعرابی کے ۹ فرزند تھے

۱' محمد ابوالحسن

۲' عبداللہ الحلسی خفافی

۳' اسماعیل بالبادیہ

۴' عیسیٰ الحلسی التکلیسی

۵' موسیٰ خفاجی

۶' یعقوب

۷' داؤد

۸' ابراہیم

۹' یوسف الامیر

ساتویں نسل

ابوالحسن محمد بن جعفر الامیر بن ابراہیم اعرابی کے پانچ فرزند تھے

۱' داود

۲' ادریس

۳' عیسیٰ

۴' ابراہیم

ان چاروں کی والدہ زینب بنت موسیٰ الجون (ابن عبداللہ ابن حسن ابن امام حسن مجتبی سلام اللہ علیہم موسیٰ الجون یعنی برادر نفس زکیہ)

۵' صالح ایک فرزند اور آخری ہے موسیٰ المراج اور کہا گیا ہے کہ بنی مرار کے نام سے آپ کی ہی اولاد معروف ہے۔

آٹھویں نسل

داود بن محمد بن جعفر بن ابراہیم اعرابی کے چھ ۶ فرزند تھے

۱' عبداللہ

۲' محمد الجیلی

۳' جعفر

۴' سلیمان

۵' احمد

۶' محمد الطویل الاکبر البتہ صرف عبداللہ اور احمد کی اولادوں کا ذکر ہے۔

نویں نسل

عبداللہ بن داؤد کے تیرہ بیٹے تھے

۱' ابراہیم ۔ آپ کی کثیر اولاد بلدان شتی میں ہے

۲' یوسف ۔ آپ کی اولاد بھی کثیر ہے۔

۳' احمد ۔ آپ کی اولاد حجاز میں ہے

۴' محمد کنیت ابوالفضل طویل ۔ آپ کی اولاد کم ہے

۵' اسحاق ۔ آپ کی نسل موجود ہے۔

۶، داود ۔ آپ کی اولاد کم ہے
۷، ادریس ۔ آپ کی اولاد کثیر ہے اور حجاز میں ہے
۸، سلیمان ۔ آپ کی نسل ؟؟ ہے
۹، موسیٰ ۔ اولاد کثیر ہے اور حجاز میں ہے
۱۰،(یحییٰ اولاد ہے۔ نسل ہے۔)
۱، علی
۲، صالح
۳، عیسیٰ
۴، تینوں کی اولاد حجاز میں ہے۔ اور احمد بن داود کے چار فرزند تھے
۱، محمد جن کا لقب معتوق اور آپ کی نسل آگے بڑھی
۲، ابراہیم
۳، داود کنیت ابو سلیمان
۴، محمد

یوں داود بن محمد بن جعفر بن ابراہیم اعرابی کی اولاد کا ذکر تمام ہوا

پھر ساتویں نسل

اب ادریس بن محمد بن جعفر الامیر بن ابراہیم اعرابی کا ذکر ہے۔ آپ کی کنیت ابو زرقان اور لقب کلب الفرس تھا آپ کے چھ فرزند تھے۔

۱، عباس جن کی اولاد موصل میں ہے
۲، احمد الحجازی
۳، حمزہ
۴، حسن
۵، داود
۶، یوسف المحدث

یوں محمد بن جعفر الامیر کی اولاد کا ذکر تمام ہوا
پھر چھٹی نسل
یعنی جعفر الامیر ابن ابراہیم اعرابی کے دوسرے بیٹے عبداللہ الخلعی خفافی
آپ کے دو بیٹے تھے
۱، علی الشاعر المتوکلی
۲، محمد القرشی
ایک بیٹا اور تھا جس کا نام حمزہ ہے قول ضعیف ہے کہ ان کی اولاد طبرستان میں ہے۔
ان دو بیٹوں سے زیادہ اولاد نہیں اور یہ نسل القرشیین کے نام سے معروف ہے
جعفر الامیر کے تیسرے بیٹے اسماعیل کے چار فرزند ہیں۔
۱، عیسیٰ
۲، محمد العالم الاکبر الشعرانی
۳، ابراہیم
۴، احمد
اور عیسیٰ کے ۳ بیٹے تھے
۱، احمد جو وادی القریٰ میں تھے اور جن کی اولاد ھمدان میں ہے۔
۲، یعقوب مصر میں اولاد بھی مصر میں۔ آپ کا لقب الخارج تھا۔
۳، اسماعیل آپ کی اولاد کم ہے۔
محمد شعرانی کے پانچ بیٹے تھے۔
۱، عبداللہ۔ جن کی کثیر اولاد موصل میں ہے
۲، عبدالعزیز مصر میں
۳، احمد بصرہ میں

۴' موسیٰ، کثیر اولاد موصل میں

۵' عبداللہ قول ضعیف ہے کہ عبیداللہ نام تھا اور ان کی اولاد کم ہے

اور ابراہیم کے پانچ بیٹے

۱' موسیٰ ابن الخزاعیہ

۲' اسحاق

۳' یعقوب

۴' ادریس

۵' محمد

ان کے چار بیٹے تھے۔ صالح - داؤد - یوسف ' عیسیٰ یہ سب اولاد والے تھے۔

موسیٰ خزاعیہ کے ۱۳ فرزند تھے۔

۱' داود الاوسط طریثیث میں اور آپ کی نسل زیادہ ہے جو نیشاپور اور مرو میں ہے۔ اور آپ کی مرو والی اولاد منسوب ہے اسحاق بن حضرت موسیٰ کاظم علیہ السّلام سے۔

۲' ادریس

۳' زید

۴' عبداللہ

۵' قاسم

۶' یعقوب

۷' جعفر

۸' قاسم اصغر

۹' محمد ابو عبداللہ الاکبر

۱۰' علی

۱، رحمت

۲، صالح آپ کی اولاد کم ہے۔

۳، محمد اصغر

اور احمد کی اولاد کم ہے جو بصرہ میں ہے

یوں اسماعیل ابن جعفر الامیر ابن ابراہیم اعرابی کی اولاد کا ذکر تمام ہوا

جعفر الامیر کے چوتھے فرزند عیسیٰ خلعی کے دو بیٹے

۱۔ عبداللہ ، ۲۔ احمد

جو بردعہ میں پیدا ہوئے صرف عبداللہ کی اولاد کا ذکر ملتا ہے اور ان کی اولادیں برنجان میں ہیں مگر کم ہیں عبداللہ کے ۲ بیٹے تھے)

محمد اور عیسیٰ

محمد کے آٹھ ۸ بیٹے تھے

۱، عبداللہ العالم الرئیس ابو الطلیہ

۲، احمد ۳، علی ۴، موسیٰ ۵، داود ۶، یوسف جو عباد کے نام سے مشہور ہیں ۷، حسن ۸، عیسی اور عیسیٰ کے ایک بیٹے ابو عبداللہ بن طباطبا کے علاوہ کوئی ثابت نہیں۔

اور عبیداللہ ابو طلیہ کے بھی آٹھ ۸ فرزند تھے

۱، عبداللہ ۲، محمد الطویل لقب ممرور آپ کی اولاد کثیر ہے ۳، حسن کثیر العیال ۴، عبدالرحمان ۵، جعفر ۶، علی ۷، صالح ۸، عیسیٰ

عیسیٰ خلعی بن جعفر الامیر بن ابراہیم اعرابی کی اولاد کا ذکر تمام ہوا۔

پانچویں فرزند موسیٰ خفاجی بن جعفر الامیر بن ابراہیم اعرابی

موسیٰ خفاجی کے ۶ بیٹے

۱، حسین جن کی اولاد مصر اور مغرب میں ہے۔

۲، حسن جن کی اولاد قیروان اور مغرب میں ہے مگر ان کی اولاد میں کلام ہے

۳' حمزہ ۴' جعفر ۵' علی ۶' احمد ان کی اولادیں کم ہیں البتہ احمد کے ایک فرزند کی اولادیں کثیر ہیں جو "بنی زینب" سے معروف ہیں

جعفر الامیر کے چھٹے بیٹے یعقوب کے ایک بیٹا تھا قاسم اور قاسم کے تین ۳ بیٹے علی' محمد' جعفر صرف علی کی اولاد کا ذکر ملتا ہے

اور علی کے ۷ سات فرزند تھے

۱' اسحاق جن کی اولاد بصرہ اور طبریہ میں ہے۔ ۲' سلیمان الاعسر ۳' میمون ۴' حمزہ ۵' محمد ابو عبداللہ ۶' داود ۷' عبداللہ۔ سب اولاد والے تھے۔

جعفر الامیر کے ساتویں فرزند داود کے ایک بیٹا تھا جس کا نام محمد ہے اور محمد کے ایک بیٹا ابراہیم جو "جبیتی" کے نام سے معروف تھے اور ان کی اولاد کم ہے جو بغداد میں ہے۔

جعفر الامیر کے آٹھویں فرزند ابراہیم کے ایک بیٹا جعفر جن کی اولاد بغداد' موصل اور جرجان میں ہے۔

جعفر الامیر کے نویں فرزند یوسف کے دو بیٹے ایک محمد ابو علی الامیر خیبر میں دوسرے ابراہیم قلیل النسل۔

البتہ

محمد الامیر بخیبر کے ۱۲ بارہ بیٹے۔ ۱' سلیمان الامیر بوادی القریٰ کثیر النسل اور وہ سب امراء قوم۔ ۲' ادریس قلیل النسل ۳' جعفر الاصغر ۴' عیسٰی ۵' احمد ۶' العباس ۷' یعقوب ۸' حسین ۹' صالح ۱۰' عبداللہ ۱۱' عبدالصمد ۱۲' ھارون اس کے ساتھ ہی جعفر الامیر ابن ابراہیم اعرابی کی اولاد کا ذکر تمام ہوا

پھر پانچویں نسل

ابراہیم اعرابی کے دوسرے بیٹے عبداللہ کے صرف ایک بیٹے نے نسل چلی جن کا نام ابراہیم تھا البتہ ایک بیٹا اور تھا جس کا نام محمد تھا جو صاحب

اولاد تھا۔ لیکن سید ابو الغنائم نے کہا ہے کہ ان (دونوں) کی نسل کے بارے میں خبر نہیں اور یہ بھی پتہ نہیں کہ نسل آگے بڑھی یا نہیں۔

لیکن ابراہیم کی اولاد کا ذکر ہے یعنی ابراہیم بن عبداللہ بن ابراہیم اعرابی کے دو بیٹے تھے ایک علی المعروف ابن الخزاعیہ اور دوسرے حسین جن کی اولاد طبرستان میں ہے۔

علی المعروف ابن الخزاعیہ کے ایک بیٹا تھا محمد، یہ رئیس دمشق تھے ان کی نسل ایک بیٹے سے آگے بڑھی یعنی عبیداللہ ابوطالب سے اور ان کے اولاد کثیر ہے جو دمشق اور اس کے علاوہ دوسرے مقامات پر پائی جاتی ہے۔

(انہی میں سے ابوالحسن جعفری رئیس دمشق ہیں)

ابراہیم اعرابی کے باقی تین بیٹے یحییٰ، عبدالرحمان اور محمد قلیل النسل تھے۔

پھر چوتھی نسل

ابراہیم اعرابی کے بھائی اور محمد جواد ابن علی زینبی کے دوسرے بیٹے عیسیٰ کی اولاد کا ذکر۔

عیسیٰ کے ایک بیٹا تھا محمد المطبقی(۳)

محمد مطبقی کے چار بیٹے تھے۔ ۱، عباس جو زید النار سے پہلے بصرہ کے میر تھے ۲، احمد قلیل النسل ۳، ابراہیم کثیرالنسل فی بغداد و موصل ۴، یحییٰ قلیل النسل اور ان کی نسل میں کلام ہے۔

محمد جواد ابن علی زینبی کے تیسرے بیٹے عبداللہ ابوالکرام کی اولاد کا ذکر آپ کے تین فرزند تھے ۱، داود کنیت ابوالحسن ۲، ابراہیم قلیل النسل ان کی ہی اولاد کے کچھ افراد قداوین کے نام سے معروف ہیں۔

۳، محمد جو قزوین میں تھے آپ کا لقب احمر عینہ آپ کو رے میں قتل کیا گیا مستعین کے دور میں واقعہ میکال کے دوران۔

آپ کو ابو لکرام اصغر بھی کہا جاتا تھا آپ کے ایک چار سالہ فرزند تھا جس کا نام سلیمان تھا بعض اھلِ رے جس کی ماں کا نام وے۔ بتاتے ہیں جو رے سے ہی تھی۔ (البتہ آپ کے باقی فرزندوں کا ذکر آگے ہے)

ہاں داود بن عبداللہ ابو لکرام کے تین بیٹے تھے۔

۱، علی کثیر النسل ۔ اور اولاد و نسل طبرستان، اھواز اور قزوین میں پائی جاتی ہے۔

۲، سلیمان کثیر النسل اور ۳، محمد ان کا ایک بیٹا ہے مکہ میں ابراہیم بن عبداللہ ابوالکرام کے ایک بیٹا تھا عبداللہ جن کے ایک بیٹا جعفر آپ کے بھی ایک بیٹا محمد جن کا لقب فداوین تھا آپ کے بھی ایک بیٹا تھا۔

محمد احرمینہ ابن عبداللہ ابی الکرام کے تین فرزند تھے جن کی اولادیں کثیر تھیں اور جن سے نسل چلی ۱، عبداللہ لقب فیلق ۲، داود ۳، ابراہیم سب کی اولادیں مصر، رے ، قزوین اور بادیہ کے علاقوں میں پائی جاتی ہیں۔

اولاد ابوا کرام کا ذکر تمام ہونے کے ساتھ ہی محمد الجواد ابن علی زینبی کی اولاد کا بھی تذکرہ مکمل ہوا۔

پھر تیسری نسل

اسحاق اشرف ۔ علی زینبی کے دوسرے بیٹے محمد الجواد کے بھائی آپ کے سات فرزند تھے۔

۱، محمد اصغر المعروف "الغنطوانی" (اپنے علاقے غنطوان کی نسبت سے) ۲، عبداللہ الاکبر ۳، حمزہ ۴، قاسم ۵، جعفر ابوالفضل ۶، حسن ۷، عبداللہ الاصغر۔

محمد اصغر غنطوانی کے دو بیٹے ۔ علی جن کی اولاد مصر اور کوفہ میں ہے اور حسن جن کی اولاد میں سے بعض نیشاپور میں ہیں۔

عبداللہ الاکبر ابن اسحاق اشرف کے دو بیٹے عبداللہ الاصغر کثیر النسل اور دوسرے عبیداللہ جن کی اولاد مصر اور رے میں ہے۔

حمزہ ابن اسحاق اشرف کے ایک بیٹا جس سے نسل چلی محمد اکبر المعروف صدوی اور محمد صدوی کے تین بیٹے حسن صدوی' عبداللہ الاکبر' داود

صدا مدینہ کے قریب ایک موضع ہے اور ابو یحییٰ نیشاپوری کے مطابق جس نے سب سے پہلے اپنے آپ کو اس علاقے سے نسبت دی وہ حسن صدوی ہیں۔ حسن صدوی کے ۱۰ دس فرزند تھے جن سے نسل چلی

۱' زید ابوالحسن المتوفی بہ رے ۲' حمزہ ابو محمد م بوادی القری ۳' محمد . بمصر ۴' ابراہیم ابو اسحاق ۵' طالب ابو طیب ۶' عبداللہ ابو جعفر م .بقزوین ۔ اولاد بھی قزوین میں ہے۔ ۷' جعفر ۸' داود ۹' قاسم ۱۰' اسحاق

اور آپ کے تین بیٹے اور بھی ہیں ۔ ابوالفوارس' احمد الاحمر' زبیر قول ضعیف ہے کہ ان سے بھی نسل چلی

زید ابوالحسن ابن حسن صدوی کی نسل بہت تھی اور ان کی اولاد رے' مصر' کوفہ اور قزوین میں پھیلی ہوئی تھی اولاد حسن صدوی کا ذکر تمام ہوا

حسن صدوی کے دوسرے بھائی اور محمد بن حمزہ بن اسحاق اشرف

کے دوسرے بیٹے عبداللہ کے دو فرزند جن سے نسل چلی محمد شیراز میں اور احمد عزل اور یہ نام اس لئے پڑا کہ اپنے مطالب کے حصول کی کوشش میں شدید تھے۔

البتہ ان دونوں کی نسل کم ہوئی

عبداللہ اور حسن صدوی کے تیسرے بھائی اور محمد بن حمزہ بن اسحاق اشرف

کے تیسرے فرزند داود کے دو بیٹے تھے اسماعیل اور اسحاق ۔ آپ سردار قوم تھے۔

اسماعیل کے پانچ بیٹے۔

۱' محمد ابوالحسن الوزوز آپ کے ایک فرزند تھا ۲' محمد ابو جعفر البطریق ان کی اولاد مصر میں ۳' محمد ابو عبداللہ آپ کو میمون بھی کہا جاتا ہے۔ اپ کے ایک فرزند تھا۔ ۴' محمد ابو طالب ۵' محمد ابو طاہر لقب "المعقور"

اور اسحاق کے تین بیٹے تھے ۱' یحییٰ ابوالحسین نقیب مصر ۲' علی ابو تراب ۳' ابو جعفر اور یحییٰ ابو الحسین نقیب مصر کی اولاد میں محمد ابو جعفر القاضی مصر ابن علی ابن الحسین ابن علی ابن یحییٰ النقیب ہے۔

یوں حمزہ بن اسحاق اشرف کی اولاد کا ذکر تمام ہوا

اور ان کے بھائی قاسم ابن اسحاق اشرف قلیل النسل تھے ان میں بھی ثابت نہیں سوائے سید ابو الغنائم کے نزدیک

ان کے تیسرے بھائی جعفر بن اسحاق اشرف

تین فرزندوں سے نسل چلی ۱' عبداللہ ۲' علی الاکبر المرجی کثیر النسل اولاد و نسل بنی مرجی کے نام سے پہچانی گئی ۳' محمد جن کی اولاد سمرقند میں ہے

ان کے چوتھے بھائی حسن بن اسحاق اشرف

تین بیٹوں سے نسل بڑھی حسین آپ کی اولاد میں سے اکثر مصر میں ہیں اور نسل بنی زقاق کے نام سے پہچانی گئی ۲' حسن قلیل النسل ۳' ابراہیم لقب دافن الکلب قول ضعیف ہے کہ بیٹا سمرقند میں ہے۔

پانچویں بھائی عبداللہ بن اسحاق اشرف

دو فرزند ۱' عبداللہ الاکبر اولاد رے اور نصیبین میں۔ دوسرے عبداللہ الاصغر اولاد فارس میں۔

اسحاق اشرف کی اولاد کے ذکر کے ساتھ ہی علی زینبی کی نسل کا ذکر تمام ہوا۔

پھر دوسری نسل

حضرت عبداللہ ابن جعفرؑ طیار کے دوسرے فرزند حضرت اسحاق ابو جعفر

اطرف عرصی کی اولاد کا ذکر۔ آپ کے فقط ایک فرزند تھا۔ قاسم۔ جن کی ماں' ام حکیم بنت قاسم بن محمد بن ابی بکر۔

جناب قاسم بنی ھاشم کے نمائندہ افراد میں سے تھے آپ دانا اور خرومند تھے آپ ایک ادیب اور عالم تھے۔ اور یمن کے امیر بھی تھے۔ آپ امام ششم کے خالہ زاد بھائی تھے آپ کے پانچ فرزند ہیں ۱' عبداللہ ۲' جعفر جو نسیسین میں تھے۔ ۳' حمزہ ۴' ابراہیم ۳' اسحاق قلیل النسل تھے۔

عبداللہ بن قاسم کے چار بیٹے تھے

۱' زید جن کی ماں رقیہ بنت قاسم بن الحسن بن زید تھی

۲' احمد آپ کے ایک بیٹا تھا ۳' محمد قلیل النسل

۴' جعفر کثیر الاولاد و نسل اور آپ کی اولاد دمشق میں ہے اور زید بن عبداللہ بن قاسم بن اسحاق اطرف کے ایک فرزند حسن قاضی جو استر آباد میں تھے

البتہ حسن قاضی کی نسل دو فرزندوں سے چلی ۱' احمد ابو علی کثیر النسل ۔ ۲' محمد۔

احمد ابو علی کثیر النسل اور محمد

احمد ابو علی کے دو بیٹے دونوں کا نام محمد ایک کی کنیت ابو طاہر دوسرے کی ابو طیب یہ دونوں قزوین کے رئیس تھے اور کہا گیا ہے کہ ابو طاہر قزوین کے سلطان تھے۔ ابو طاہر کے ایک فرزند' احمد نام تھا یہ نبی سعادات کے نام سے معروف تھے آپ بھی رئیس قزوین تھے

ابو طیب کے ایک فرزند احمد ابو علی اور ان کے ایک بیٹا جعفر کا ذکر ملتا ہے یہ سب رئیس قزوین تھے۔

یوں عبداللہ بن قاسم بن اسحاق الاطرف کی اولاد کا ذکر تمام ہوا۔

اور جعفر بن قاسم بن اسحاق اطرف کے ایک بیٹا تھا محمد اور محمد کے دو بیٹوں سے نسل چلی حسن بغداد میں اور ان کی نسل کے بیشتر افراد طالقان میں

سکونت پذیر تھے اور یہ "علویان دربھارک" کے نام سے معروف تھے۔ اور ان میں کلام ہے۔ اور دوسرے بیٹے ابراہیم قلیل النسل تھے۔

یوں جعفر کی اولاد کا ذکر بھی تمام ہوا

حمزہ بن قاسم بن اسحاق الاطرف

آپ کے تین بیٹوں سے نسل چلی

احمد ـ قم میں، محمد قلیل النسل، اور جعفر اور جعفر کی اولاد ہونا ثابت ہے جبکہ سید ابو الغنائم نے فرمایا یہ جعفر احمد بن حمزہ کا بیٹا ہے بھائی نہیں اور ان کی اولاد طبرستان میں ہے انہیں میں سے قاضی استرآباد حسن بن زید بن محمد بن جعفر ہیں

حمزہ بن قاسم کی اولاد کا ذکر تمام ہوا

اور ابراہیم بن قاسم بن اسحاق اطرف آپ کے دو فرزند علی القزوینی قلیل النسل اور دوسرے عیسیٰ جن کی صحیح اولاد میں سے ابو جعفر مسلم بن حسین بن موھوب بن عبداللہ بن عیسیٰ ہیں اور یہ اولادیں طبرستان میں تھیں۔

اور اسحاق بن قاسم بن اسحاق اطرف آپ کے ایک بیٹے سے نسل چلی مگر کم ہے بیٹے کا نام عبداللہ اور انہی کی اولاد میں سے بعض نیشاپور میں ہیں

یوں اسحاق اطرف بن حضرت عبداللہ بن جعفر طیار کا ذکر اور اولاد کا ذکر تمام ہوا باقی رہے حضرت عبداللہ بن جعفر طیار کے دو بیٹے ——————

ایک اسماعیل بن عبداللہ بن جعفر طیار

آپ اپنے زمانے کے زاھدوں میں سے ایک تھے اھل علم و فضل تھے

ابن ابی جعفر نے ذکر کیا کہ آپؑ اولاد تھے لیکن عبداللہ بن طبا طبا کے نزدیک آپ کی اولاد ثابت ہے اور صحیح یہ ہے کہ آپ کی اولاد صرف ایک بیٹا عبداللہ ہے اور عبداللہ کے ایک بیٹا حسن جن کا لقب کلب الجنۃ

اور کلب الجنتہ کے چار فرزند ۱' عبداللہ جو بغداد کے بڑے شاعر تھے
اور آپ کا بھی لقب کلب الجنتہ تھا ۲' حسین ۳' محمد ۴' عبداللہ اصغر

دوسرے معاویہ بن عبداللہ بن جعفر طیار
آپ کے ۶ فرزند تھے۔ ۱' عبداللہ آپ بھی شاعر تھے مروان حمار کے دور میں
کوفہ سے نکل گئے اور اس کے مقرر کردہ ایک امیر سے جنگ کی اس کو زیر
کیا پھر فارس کی طرف نکل گئے فتح کرتے ہوئے اصفہان پہنچے اور فارس میں
انتقال کیا
۲' حسن شاعر تھے ۳' یزید امیر شیراز تھے' ۴' علی ۵' محمد ۶' صالح کہا گیا کہ یہ
سب لاولد تھے لیکن
آذر بیجان کے قضات کی ایک قوم نے اپنے آپ کو صالح سے نسبت
دی ہے مگر اس کی کوئی اصل نہیں۔

نمبر۱۔ آپ کی والدہ اسماء بنت عمیس ہیں الخثعمیتہ۔ جب جعفر طیار قتل
ہوگئے اور رسول اللہ نے عبداللہ کو دیکھا تو فرمایا "خداوند جعفر کی نسل کو
عبداللہ کی اولاد سے آگے بڑھا۔" (اور دوسرے اسحاق اشرف جن کی اولاد کا
ذکر آگے آئیگا) (صفحہ اوّل کا حاشیہ)

نمبر۲۔ بالاصل ابراہیم الاعرج ہیں (صفحہ ۲ کا حاشیہ)
نمبر۳۔ کہا جاتا کہ مطبقی انہیں اس لئے کہتے ہیں کہ آپ کی وفات رشید کی
قید کے دوران رات کے وقت مطبق یعنی باورچی خانے میں ہوئی تھی۔
(صفحہ ۱۱ کا حاشیہ)

حضرت جعفر طیار علیہ السلام

کی

اولاد و نسل متبرکہ

کی تفصیل و تذکرہ

تہذیب الانساب نہایہ لاعقاب

مصنف۔ ابوالحسن محمد بن ابی جعفر شیخ الشرف
عبیدلی النسابہ م ۴۳۵ھ
محقق۔ ابن طباطبا الحسنی النسابہ
م ۴۴۹ھ

صفحہ ۳۰۵ تا ۳۵۶

طبع قم کتبخانہ مرعشی
۱۴۱۳ھ ۱۹۹۳ء
۴ شوال ۱۴۱۶ھ
۲۴ فروری ۱۹۹۶ء

اولاد حضرت جعفر طیارؑ علیہ السلام

حضرت جعفر طیارؑ ابن ابیطالب آپکی کنیت ابو عبداللہ بھی ہے اور ابوالساکین بھی آپکے فقط ایک فرزند تھا جس سے آپ کی نسل چلی اور وہ حضرت عبداللہ الجواد ابن جعفر طیارؑ حضرت عبداللہ ابن جعفر کے چار بیٹے تھے۔ پہلے ابو محمد علی بن عبداللہ الجواد آپ کی مادر گرامی جناب زینب بنت علی جن کی والدہ گرامی جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا تھیں۔ دوسرے اسحاق بن عبداللہ (ص ۵۳) الجواد اور یہ عرضی بھی کہلاتے تھے۔ تیسرے معاویہ (ص ۴۰) بن عبداللہ الجواد۔ ابن ابی جعفر نساب نے کہا کہ آپ لاولد تھے۔ لیکن آپکی اولاد تھی اور اسی اولاد میں سے افراد اصبہان وغیرہ میں پائے گئے پہاڑی علاقوں میں' اور میں نے دیکھا آپ کی اولاد میں سے فرد کو صوفیہ کے ساتھ اصبہان میں صوفیہ جو ایک مرد صوفی ہے۔ اور آپ کی اولاد کے سلسلے میں ذوالجنان نے ذکر کیا ہے محمد بن صالح بن معاویہ بن عبداللہ ابن جعفر طیارؑ کا۔ اور میرے اور اس گھر کے باقی رہ جانے والے فرد کے درمیان زیادہ فاصلہ نہیں (یہ قول مصنف تھا) چوتھے اسماعیل بن عبداللہ الجواد ان کی اولاد تھی مگر نسل کم ہے۔

اولاد علی زینبی ابن عبداللہ بن جعفر طیارؑ کا ذکر

آپ کے دو فرزند تھے۔ محمد ابن علی اور اسحاق ابن علی

محمد ابن علی کے چار فرزند چاروں اعرابی تھے

ابراہیم اعرابی' یحییٰ' عیسیٰ' ابوالکرام عبداللہ

ابراہیم اعرابی کے بیٹے جعفر ابن ابراہیم' عبدالرحمان' محمدؒ' یحییٰ' صالح'

عبیداللہ ' عبداللہ

جعفر ابن ابراہیم کے فرزند ۱۔ عبداللہ ابن جعفر ابن ابراہیم اعرابی ۲۔ اسماعیل ۳۔ عیسی ۴۔ موسی النخفاقی ۵۔ ابوالحسن محمد ۶۔ یوسف ۷۔ سلیمان ۸۔ داؤد ۹۔ ابراہیم ۱۰یعقوب

اور ان میں ابوالحسن محمد کی اولاد۔ داؤد ابن محمد' ابراہیم ابن محمد' ادریس ابن محمد' عیسی ابن محمد' صالح ابن محمد اور موسی المراج ابن محمد

اور ان میں داؤد ابن محمد کی اولاد۔ عبداللہ ابن داؤد' زید ابن داؤد' احمد بن داؤد' سلیمان ابن داؤد' محمد طویل ابن داؤد' محمد جبلی ابن داؤد' جعفر بن داؤد' محمد التصری بن داؤد' ابراہیم بن داؤد' ہارون بن داؤد اور محمد الصنعون بصری بن داؤد

عبداللہ بن داؤد بن محمد بن جعفر بن ابراہیم بن محمد بن علی بن عبداللہ ابن حضرت جعفر طیارؓ
کی
اولاد کا ذکر

آپ کے بڑے فرزند ابراہیم بن عبداللہ دوسرے موسی تیسرے یوسف چوتھے اسحاق پانچویں صالح چھٹے ادریس ساتویں یحیی آٹھویں عیسی نویں احمد دسویں سلیمان گیارہویں علی بارہویں ابوالفضل محمد تیرہویں داؤد چودھویں ذکری پندرہویں عباس سولھویں اسماعیل

پہلے ابراہیم بن عبداللہ کے بیٹے۔ اول یعقوب الاعمی آپ کی نسل چلی' حجاز اور دوسرے علاقوں میں ہے آپ ہی کی اولاد میں سے بغداد میں محمد بن صالح الاعمی بن یعقوب الاعمی ابن ابراہیم ہیں اور آپ کی اولاد بھی بغداد میں ہے۔

دوئم صالح بن ابراہیم بن عبداللہ۔ صاحب اولاد تھے۔
سوئم یحییٰ بن ابراہیم صاحب اولاد تھے
چہارم ادریس بن ابراہیم صاحب اولاد
پنجم احمد بن ابراہیم صاحب اولاد' اور حسین' علی' داؤد' ہارون' موسیٰ' محمد اصغر' عیسیٰ' جعفر' اسماعیل جن کا لقب ابن مکہ تھا' محمد اکبر آپ کے ایک بیٹا تھا' یوسف' سلیمان اور عبداللہ فرزندان ابراہیم سب صاحب اولاد تھے مگر اولادوں کا ذکر صاحب کتاب نے نہیں کیا۔
دوسرے موسیٰ بن عبداللہ کی اولاد۔ احمد المعروف بالغریب آپ کے ایک بیٹا تھا۔ عبداللہ' عیسیٰ' علی' داؤد' ابراہیم' محمد اکبر اور محمد اصغر۔ یہ سب صاحب اولاد تھے۔
تیسرے یوسف بن عبداللہ کی اولاد۔ عبداللہ' عیسیٰ' یعقوب' اسماعیل' ابراہیم' محمد' اسحاق۔ سب صاحب اولاد تھے صاحب کتاب نے اولاد کا تفصیلی ذکر نہیں کیا
چوتھے اسحاق بن عبداللہ کی اولاد۔ یوسف' ابراہیم' محمد' عبداللہ' عبیداللہ' حسن ابن اسحاق' یعسوب ابن اسحاق اور یعقوب ابن اسحاق یہ سب صاحب اولاد تھے۔
پانچویں صالح بن عبداللہ کی اولاد۔ محمد اور داؤد اور داؤد کے تین بیٹے عبداللہ' سلیمان اور احمد
چھٹے ادریس بن عبداللہ کی اولاد۔ صاحب کتاب کے نزدیک آپ کے صرف ایک بیٹا تھا لیکن ابن طباطبا نے ان بیٹوں کا ذکر کیا ہے۔ عقیل' داؤد' یعقوب' عبدالعزیز' محمد' ابراہیم' شفیع آپ صاحب اولاد تھے آپ کی اولادیں صاحب اولاد تھیں' ابوبکر' احمد' ابوسعید' ابوالدنیا' عبدالواحد' سب صاحب اولاد تھے

البتہ عقیل، محمد، ابراہیم، احمد، ابوالدنیا اور عبدالواحد کے ایک ایک بیٹا تھا علاوہ ازیں تین فرزند اور تھے جنکی اولاد کا پتہ نہیں سلیمان، اسحاق اور اسماعیل

ساتویں یحیی ابن عبداللہ کی اولاد۔ صاحب کتاب نے آپ کے کسی بیٹے کا ذکر نہیں کیا ہاں یہ تو لکھا ہے کہ آپ کی ایک قوم تھی۔ مگر ہم تمام بیٹوں کا ذکر کرتے اور قوم انکے تھی۔ یعنی اولادوں کے عبداللہ، عیسی، جعفر، محمد، موسی اور ابراہیم۔

سوائے ابراہیم کے سب صاحب اولاد تھے، محمد کے ایک بیٹا اور موسی کے کئی بیٹے ان دو کے علاوہ سب صاحب نسل بھی تھے۔

آٹھویں عیسی ابن عبداللہ کی اولاد۔ صاحب کتاب نے تو اولاد کا ذکر نہیں کیا مگر اولاد تھی۔ محمد، علی، قاسم، احمد سب صاحب اولاد تھے قاسم اور احمد کے ایک ایک بیٹا تھا محمد اور علی صاحب نسل تھے۔

دسویں سلیمان بن عبداللہ کی اولاد-------- ابن سلیمان، ادریس، احمد------ ابن سلیمان الافوہ، قاسم، موسی، محمد اصغر سب صاحب اولاد تھے۔

قاسم کے صرف ایک بیٹا تھا اور موسی و محمد اصغر کے بھی

چودھویں ذکری بن عبداللہ آپ صاحب اولاد تھے

یوں عبداللہ بن داؤد بن محمد بن جعفر بن ابراہیم بن محمد بن علی بن عبداللہ الجواد بن حضرت جعفر طیارؓ کی اولاد کا ذکر تمام ہوا

بقیہ اولاد

داؤد ابن محمد بن جعفر بن ابراہیم بن محمد بن علی بن حضرت عبداللہ الجواد ابن جعفر طیار علیہ السلام کا

ذکر تفصیل

احمد ابن داؤد کی اولاد۔ محمد ابن احمد' ابو عبداللہ محمد بن احمد' ابو طاہر محمد بن احمد تینوں صاحب نسل تھے۔ اور ادریس' اسحاق' عبداللہ' ابراہیم جو پکارے جاتے تھے ابوالرجال کے نام سے۔ ابو سلیمان داؤد' ابوالقاسم عیسیٰ اور احمد یہ سب صاحب اولاد تھے البتہ ادریس کے صرف ایک فرزند تھا۔

سلیمان ابن داؤد کی اولاد۔ ابو محمد اسماعیل' محمد' موسیٰ' ابو صقیر جعفری (النسابہ) نے کہا کہ نہیں باقی رہا سلیمان کی اولاد میں سے کوئی سوائے یحیٰی بن مسلم بن موسیٰ بن سلیمان کے جس کا ایک فرزند تھا۔

محمد جبلی بن داؤد کی اولاد۔ داؤد جن کے ایک بیٹا تھا عبداللہ' عبداللہ کے بھی ایک فرزند تھا۔ ابراہیم صیاج جو نہرشاوان کے علاقے میں مقیم تھا۔ ابراہیم کے ایک بیٹا تھا۔

محمد طویل بن داؤد کی اولاد کا ذکر۔ ابراہیم اور مطرف دو بیٹے جن کی اولاد اور اولاد کی اولاد تھی۔

محمد نصری بن داؤد کی اولاد۔ عبداللہ اور احمد دونوں صاحب اولاد تھے۔

جعفر ابن داؤد کی اولاد۔ عبداللہ الاغبر' قاسم صاحب اولاد' صبرو آپ کے ایک بیٹا تھا بصرے میں اور چوتھے علی۔

ابراہیم بن داؤد کی اولاد۔ محمد' داؤد دونوں صاحب اولاد تھے اور دونوں کی

اولادیں صاحب اولاد تھیں۔
ہارون ابن داؤد کی اولاد۔ محمد آپ صاحب اولاد و نسل تھے۔

اولاد ابراہیم بن محمد بن جعفر بن ابراہیم بن محمد بن علی بن عبداللہ الجواد بن جعفر طیارؓ

۱۔ ایوب بن ابراہیم۔ آپ کے بیٹے۔ موسیٰ جن کا ایک بیٹا تھا' ابراہیم جن کا ایک بیٹا تھا اور عیسیٰ جن کا ایک بیٹا تھا مگر یہ تینوں صاحب نسل تھے۔

۲۔ جعفر ابن ابراہیم ۔ آپ کے فرزند محمد آپ کے ایک بیٹا تھا' احمد صاحب نسل موسیٰ' عبداللہ بطین اور آپ ہی کی اولاد میں آخرین میں سے ایک علی ابن داؤد بن جعفر بن عبداللہ البطین تھے بغداد میں

یحیی ابن ابراہیم :۔ آپ کے بیٹے علی' ابراہیم ' محمد' عبداللہ سب صاحب اولاد و نسل تھے۔

اولاد صالح بن محمد بن جعفر بن ابراہیم بن محمد بن علی بن عبداللہ الجواد بن حضرت جعفر طیارؓ

۱' حمزہ بن صالح کی اولاد۔ عبداللہ بن حمزہ' قاسم بن حمزہ' علی بن حمزہ اور جعفر بن حمزہ یہ سب صاحب اولاد تھے۔

صاحب کتاب نے صالح کی باقی نسل کا ذکر نہیں کیا۔

۲ جعفر بن صالح۔ صاحب اولاد تھے

۳' عبداللہ بن صالح۔ صاحب اولاد تھے

۴' اسحاق بن صالح۔ آپ کے دو فرزند تھے۔ محمد بن اسحاق اور احمد بن

اسحاق دونوں کے ایک ایک بیٹا تھا۔

۵' داود الامیر بن صالح۔ آپ کے ایک فرزند تو جعفر نامی تھے جو صاحب اولاد بھی تھے اور آپ کے اور بھائی بھی تھے۔

۶' موسیٰ بن صالح۔ آپ کے دو بیٹے تھے۔ سلیمان صاحب نسل کثیر اور محمد جن کے ایک بیٹا تھا۔

۷' محمد بن صالح الاصغر۔ آپ کے فرزند ابو کندر ادریس صاحب اولاد تھے۔ اور عبداللہ بن محمد جن کے ایک بیٹا تھا اور ابو حماد بن محمد۔

۸' احمد بن صالح۔ آپ حمدان کے نام سے معروف تھے' آپ کی اولاد میں جعفر بن حمدان۔ علی بن حمدان' عثمان بن حمدان' عبیداللہ بن حمدان جبھو بن حمدان۔ یہ سب صاحب اولاد تھے۔

۹' عیسیٰ ابن صالح۔ آپ کے ایک بیٹا تھا محمد بن عیسیٰ جن کے ایک بیٹا تھا۔

موسیٰ هراج اور ادریس فرزندان محمد بن جعفر بن ابراہیم بن محمد بن علی بن عبداللہ الجواد بن جعفر طیار علیہ سلام

اول۔ موسیٰ هراج بن محمد صاحب اولاد تھے آپ کے ایک بیٹے کا نام عبداللہ تھا۔

دوئم۔ ادریس بن محمد کی اولاد

۱' عباس بن ادریس۔ آپ کے بیٹے حسن' احمد' قاسم کباش' علی الجلیل اور عبداللہ صاحب کتاب نے آپ کے کسی اولاد کا ذکر نہیں کیا۔

سب صاحب اولاد تھے۔

حسن بن عباس کی اولاد پہلے۔ عبدالصمد آپ کی اولاد موصل میں تھی جس میں ایک عباس بن عبدالصمد جو "قیب" سے معروف تھے بنت الجعد

کے شوہر تھے۔ آپ کے ایک بیٹا تھا۔ دوسرے یعقوب ابن الحسن جو ابن العامریہ سے معروف تھے جن کے ایک بیٹا تھا تیسرے ابو طیب عیسی چوتھے حسین پانچویں ابراہیم چھٹے قاسم کباش ساتویں حسن آٹھویں ابو العباس سب صاحب اولاد تھے۔ البتہ صاحب کتاب نے ان کی اولادوں کا ذکر نہیں کیا۔ فقط ابن طبا طبا نے ذکر کیا ہے۔

علی الجبلی بن عباس۔ صاحب اولاد تھے۔ احمد بن علی الامیر حجیفہ' ادریس بن علی' عباس بن علی اولاد کی بھی اولادیں تھیں۔

احمد بن عباس۔ آپ کے بیٹے عبداللہ بن احمد اور عبیداللہ بن احمد

قاسم کباش بن عباس۔ آپ کے فرزند مطاع بن قاسم تھے۔

عبداللہ بن عباس۔ آپ کے دو بیٹے تھے احمد بن عبداللہ' اور عباس بن عبداللہ

۲' احمد بن ادریس کی اولاد۔ ایک محمد بن احمد آپ کے اولاد اور اولاد کے اولادیں تھیں دوسرے ادریس بن احمد بن ادریس آپ کے ایک بیٹا تھا۔

۳' حمزہ بن ادریس کی اولاد۔ قاسم بن حمزہ اور قاسم کے وھب بن قاسم جو صاحب اولاد تھے اور آپ کے دوسرے بھائی بھی تھے (جن کا ذکر نہیں)۔

۴' حسن بن ادریس کی اولاد۔ ادریس بن حسن صاحب نسل' علی بن حسن صاحب نسل ــــــــــ ابن حسن صاحب نسل۔

۵' داؤد ابن ادریس کی اولاد۔ احمد بن داؤد اور آپ کے بھائی۔ آپ صاحب اولاد تھے۔

۶' یوسف المحدث بن ادریس کی اولاد۔ آپ بھی صاحب اولاد و نسل تھے۔

۷' ابراہیم بن ادریس ۸' محمد بن ادریس۔ دونوں کے ایک ایک بیٹا تھا۔

۹، علی بن ادریس کی اولاد۔ محمد بن علی اور آپ کے حسن ابن محمد جو صاحب اولاد بھی تھے۔

اولاد عیسیٰ بن محمد بن جعفر بن ابراہیم بن محمد بن علی ابن عبداللہ الجواد بن جعفر طیارؓ

۱، موسیٰ بن عیسیٰ صاحب اولاد ۲، محمد بن عیسیٰ صاحب ولد ۳، عبداللہ البطین ان کے بھی ایک بیٹا تھا جس کا صاحب کتاب نے ذکر کیا ہے قول جعفر۔

موسیٰ بن عیسیٰ کے بیٹے تھے جس میں ایک جعفر بن موسیٰ صاحب ولد تھے۔

محمد بن عیسیٰ کے ابراہیم بن محمد تھے جن کے دو بیٹے تھے۔ جعفر ابن ابراہیم اور احمد بن ابراہیم دونوں کے ایک ایک بیٹا تھا۔

یوں ابوالحسن محمد بن جعفر ابن ابراہیم اعرابی بن محمد بن علی زینبی بن عبداللہ الجواد ابن حضرت جعفر طیارؓ کی اولاد کا ذکر تمام ہوا۔

عیسیٰ بن جعفر بن ابرہیم بن محمد بن علی بن عبداللہ الجواد ابن جعفر طیارؓ ابن ابی طالب کی اولاد

آپ کو عیسیٰ خلصی بھی کہتے ہیں۔ اس لئے کہ آپ خلصین میں پیدا ہوئے تھے۔ آپ کے تین فرزند تھے عبداللہ بن عیسیٰ جن کی کنیت ابو محمد تھی۔ دوسرے احمد بن عیسیٰ جن کے ایک بیٹا تھا جو برذعۃ میں تھا۔ تیسرے حسین بن عیسیٰ آپ کے ایک بیٹا تھا

اب عبداللہ بن عیسیٰ کی اولاد کا ذکر سنئے۔

آپ کے فرزند۔ محمد بن عبداللہ۔ عیسیٰ بن عبداللہ۔ ابراہیم بن عبداللہ جن

کے ایک بیٹا تھا جو طبرستان میں پیدا ہوا تھا۔

محمد بن عبداللہ بن عیسی خلعی کے فرزند۔

۱' عبیداللہ جن کی کنیت ابن الطلیحہ تھی۔ ۲' یوسف جن کی اولاد عبآو کے نام سے پہچانی جاتی تھی۔ ۳' موسی جن کی کنیت ابن الملالیہ تھی۔ ۴' حسن ۵' احمد ۶' داود ۷' علی جن کے بھی ایک بیٹا تھا۔

عبیداللہ المعروف ابن الطلیحہ کی اولاد

۱' محمد طویل ۲' حسن ۳' عبدالرحمان جو جد ہیں ابو صارم محمد بن القاسم جو بغداد میں تھے ان کے۔ ۴' عبداللہ ۵' صالح ۶' علی ۷' جعفر

محمد طویل بن عبیداللہ المعروف ابن الطلیحہ کی اولاد

۱' عبداللہ طویل بن محمد طویل جن کی اولاد میں حذیل بن عبداللہ طویل' یوسف بن عبداللہ طویل' یعقوب بن عبداللہ طویل جن کی اولاد موصل میں تھی' احمد بن عبداللہ طویل' قاسم بن عبداللہ طویل جن کے فرزند حجاز میں تھے۔

۲' موسی بن محمد طویل جن کے دو بیٹے تھے۔

حسن بن عبیداللہ المعروف ابن الطلیحہ کی اولاد

۱' عبداللہ بن حسن ۲' زید بن حسن ۳' محمد بن حسن ۴' ابراہیم بن حسن ۵' میمون بن حسن ۶' احمد بن حسن

پہلے اور آخری دو بیٹوں کے نسل چلی باقی سب کے ایک ایک فرزند تھا

علی ابن عبیداللہ المعروف ابن الطلیحہ کی اولاد

یعقوب بن علی صاحب ولد' قاسم ابو سریہ صاحب ولد اور تیسرے جعفر بن علی

جعفر ابن عبیداللہ المعروف ابن الطلیحہ کی اولاد

حسین ابن جعفر' تغلب ابن جعفر دونوں صاحب اولاد تھے۔

عبداللہ ابن عبیداللہ المعروف ابن العلیحہ کی اولاد

محمد اور سلیمان

صالح بن عبیداللہ المعروف ابن العلیحہ کی اولاد

آپ کے ایک بیٹا میمون العابد تھا جن کے ایک بیٹا احمد الاعرج تھا۔

البتہ ابن طبا طبا نے ذکر کیا ہے کہ عبیداللہ المعروف ابن العلیحہ کے ایک بیٹا عیسی بھی تھا صاحب نسل۔

یوں عبیداللہ المعروف ابن علیحہ کی اولاد کا ذکر تمام ہوا۔

اب آپ کے بھائیوں کا تذکرہ ہے)

یوسف بن محمد بن عبداللہ بن عیسی خلعی۔

جن کے بیٹے عباد کے نام سے معروف تھے۔ان میں ایک محمد عابد صاحب اولاد و نسل تھے۔ دوسرے حسن ابن یوسف العابد تھے صاحب اولاد تیسرے عیسی بن یوسف صاحب اولاد تھے۔

احمد بن محمد بن عبداللہ بن عیسی خلعی۔

دو بیٹے محمد اور جعفر محمد کا بیٹا عباس اور عباس کا بیٹا علی تھا۔

موسی (ابن المھالیہ) بن محمد بن عبداللہ بن عیسی خلعی۔

صبرۃ بن موسی' علی بن موسی اور محمد بن موسی۔

حسن بن محمد بن عبداللہ بن عیسی خلعی۔

حسین بن الحسن صاحب اولاد' محمد بن حسن' عبداللہ بن حسن' علی ابن حسن' یعقوب بن حسن' میمون بن حسن۔ سب صاحب اولاد تھے۔

داود بن محمد بن عبداللہ بن عیسی خلعی۔ دو بیٹے عبداللہ اور سلیمان

علی بن محمد بن عبداللہ بن عیسی خلعی۔

ایک بیٹا حسین ابن علی لقب الکواکب۔ صاحب اولاد و نسل تھے۔

یوں محمد بن عبداللہ بن عیسی خلمی کی اولاد کا ذکر تمام ہوا

اب آپ کے بھائیوں کا ذکر ہے۔

عیسی بن عبداللہ ابن عیسی خلمی۔

۱۔ محمد ابن عیسی ۲۔ جعفر ابن عیسی ۳۔ عبداللہ ابن عیسی ۴۔ ابراہیم بن عیسی ۵۔ سلیمان ابن عیسی

ان کی بہنیں بھی تھیں۔ یہ سب صاحب اولاد تھے۔

یوں عیسی خلمی کی اولاد کا ذکر تمام ہوا۔

اولاد اسماعیل بن جعفر بن ابراہیم بن محمد بن علی بن عبداللہ الجواد بن حضرت جعفر طیارؓ علیہ اسلام

۱۔ ابراہیم بن اسماعیل ۲۔ محمد الاکبر العالم الشعرانی بن اسماعیل ۳۔ محمد اصغر ۴۔ احمد ۵۔ عیسی صاحب الجار

یہ سب صاحب اولاد تھے۔

ابراہیم بن اسماعیل کی اولاد۔

موسی بن ابراہیم یعقوب ابن ابراہیم عیسی ابن ابراہیم، یوسف ابن ابراہیم، اسحاق بن ابراہیم، ادریس بن ابراہیم، سلیمان ابن ابراہیم، داود ابن ابراہیم (اور ایک اور محمد ابن ابراہیم) (بمطابق محقق)

یہ سب صاحب اولاد تھے۔

موسی بن ابراہیم بن اسماعیل کی اولاد کا ذکر

۱۔ عبداللہ ۲۔ یعقوب جن کی کنیت ابولیل تھی آپ ہی کے بیٹوں میں سے ابو عبداللہ محمد بن یعقوب نہر بزازین میں رہتے تھے بغداد کرخ سے آکر آپ کی اولاد میں کوئی نہ بچا۔ ۳۔ علی الشاعر ابن موسی ۴۔ زید ۵۔ قاسم آپ

ایک بیٹا تھا عالم اور شاعر ۶' جعفر ۷' صالح ۸' رحمت ۹' محمد اکبر ۱۰' محمد اصغر ۱۱'
ادریس ۱۲' داود اور ابن طبا طبا نے ایک بیٹے کے نام کا اضافہ کیا ہے
یعنی احمد بھی تھا۔ سب صاحب اولاد تھے۔
پس داود بن موسیٰ بن ابراہیم بن اسماعیل کی اولاد کا ذکر۔
سلیمان - یحیی - محمد - علی - قاسم - حسین۔ عبیداللہ - احمد الرفاد سب
صاحب اولاد تھے۔
اور قاسم العالم الشاعر بن موسیٰ بن ابراہیم بن اسماعیل کی اولاد۔
مفرج محمد' میمون' محمد ابی ا لکیش' ابو جعفر محمد
اور رحمت بن موسیٰ بن ابراہیم بن اسماعیل کی اولاد۔
جعفر اور جعفر کے دو بیٹے تھے محمد بن جعفر اور یعقوب بن جعفر
اور ادریس بن موسیٰ بن ابراہیم بن اسماعیل کی اولاد۔
ایک بیٹا محمد بن ادریس طویل۔
اور زید بن موسیٰ بن ابراہیم بن اسماعیل کی اولاد۔
محمد بن زید صاحب نسل اور عبداللہ بن زید صاحب اولاد۔
اور علی بن موسیٰ بن ابراہیم بن اسماعیل کی اولاد۔
..... ابن علی صاحب نسل' حسین ابن علی صاحب نسل' احمد بن علی صاحب
نسل
اور عبداللہ بن موسیٰ بن ابراہیم بن اسماعیل کی اولاد۔
ادریس صاحب نسل' اسماعیل صاحب نسل' علی صاحب نسل
اور صالح بن موسیٰ بن ابراہیم بن اسماعیل کی اولاد۔
عبداللہ بن صالح اور محمد بن صالح دونوں صاحب نسل تھے۔
اور محمد اکبر بن موسیٰ بن ابراہیم بن اسماعیل کی اولاد۔
عبداللہ بن محمد اکبر اور آپ کے دو فرزند محمد بن عبداللہ اور حسن بن عبداللہ

محمد صاحب نسل تھے اور حسن صاحب اولاد۔

اور محمد اصغر بن موسیٰ بن ابراہیم بن اسماعیل کی اولاد۔

یعقوب بن محمد، علی بن محمد، داود بن محمد تینوں صاحب نسل تھے۔ یوں موسیٰ بن ابراہیم بن اسماعیل کی اولاد کا ذکر تمام ہوا۔

اولاد یعقوب و اسحاق فرزندان ابراہیم بن اسماعیل کا ذکر۔

پس یعقوب کی اولاد کا ذکر۔

۱، قاسم صاحب حائر بن یعقوب ۲، محمد ۳، عبداللہ ۴، حسن ۵، علی ۶، صالح صالح صاحب اولاد تھے باقی سب صاحب نسل۔

اور اسحاق کی اولاد کا ذکر

۱، ابراہیم بن اسحاق صاحب نسل کثیر اور ۲، محمد بن اسحاق صاحب اولاد

ابراہیم بن اسحاق کی اولاد

علی، ابو محمود محمد، جعفر بن کا بیٹا عبداللہ الافوہ تھا، داود جن کا لقب ابی البر غیث یا ابو البر غوثا تھا، احمد، اسماعیل، حسن اور ابوالحسن

یہ سب صاحب نسل تھے مگر ابوالحسن اور ابو محمود صاحب اولاد تھے۔

اور محمد بن اسحاق کا ایک بیٹا تھا عبیداللہ بن محمد۔

یوں ابراہیم بن اسماعیل کی اولاد کا ذکر مکمل ہوا۔

اب ہم بقیہ اولاد اسماعیل بن جعفر بن ابراہیم بن محمد بن علی بن عبداللہ بن جعفر طیارؑ یعنی ابراہیم کے بھائیوں کا تذکرہ کرتے ہیں

البتہ یہاں ابراہیم کے باقی چار بیٹوں کا ذکر مصنف نے کیا ہے یعنی

ادریس بن ابراہیم بن اسماعیل کا ایک بیٹا عباس بن ادریس صاحب اولاد

صالح بن ابراہیم بن اسماعیل کے بیٹے ابو طالب بن صالح صاحب اولاد

یوسف بن ابراہیم بن اسماعیل کے سلیمان بن یوسف صاحب اولاد اور اس کے بھائی
داود بن ابراہیم بن اسماعیل کے علی بن داود صاحب اولاد اور اس کے بھائی
اور دمشقی جعفری نے کہا کہ داود مصر میں رہے اور ان کی نسل ختم ہو گئی۔
(خیال یہ ہے کہ سلیمان بن ابراہیم یا عیسی بن ابراہیم میں سے ایک کو صالح کے نام سے یہاں ذکر کیا ہے کیونکہ گذشتہ صفحات پر صالح نام کا ابراہیم کا کوئی بیٹا نہیں۔ (مترجم)
یوں اب ابراہیم بن اسماعیل کی اولاد کا ذکر واقعتاً مکمل ہوا اور اب آیئے اسماعیل کی باقی اولاد کا ذکر کرتے ہیں۔

بقیہ اولاد اسماعیل بن جعفر بن ابراہیم بن محمد بن علی بن عبداللہ الجواد بن حضرت جعفر طیار علیہ السلام کا ذکر۔

۱۔ عیسی بن اسماعیل کی اولاد۔

۱۔ ابو محمد عبداللہ ۲۔ احمد ۳۔ اسماعیل ۴۔ محمد ۵۔ یعقوب۔ دمشقی نے کہا یعقوب کی نسل نہیں چلی باقی سب صاحب نسل تھے۔

۲۔ احمد بن اسماعیل کی اولاد۔

ایک بیٹا اسماعیل بن احمد۔ اور ان کے دو بیٹے احمد اور ابراہیم۔

۳۔ محمد اکبر عالم الشعرانی کی اولاد

۱۔ موسی ۲۔ عبداللہ ۳۔ عیسی ۴۔ احمد ۵۔ عبیداللہ ۶۔ عبدالعزیز عبدالعزیز اور عیسی صاحب اولاد تھے باقی سب صاحب نسل تھے۔

۴۔ محمد اصغر بن اسماعیل کی اولاد۔

عبداللہ صاحب نسل اور عیسی۔

یوں اسماعیل بن جعفر کی اولاد کا ذکر تمام ہوا۔

(اب اسماعیل کے تیسرے بھائی اور جعفر ابن ابراہیم اعرابی کے فرزند یوسف کا ذکر کرتے ہیں)

اولاد یوسف بن جعفر بن ابراہیم بن محمد بن علی بن عبداللہ بن جعفر الطیار کا ذکر۔

آپ کے دو بیٹے تھے

الامیر ابو علی محمد بن یوسف اور ابراہیم بن یوسف۔

الامیر ابو علی محمد بن یوسف کی اولاد۔

۱' امیر ابو حماد احمد بن محمد ۲' ادریس بن محمد ۳' جعفر ابن محمد ۴' احمد اصغر بن محمد ۵' عبدالملک بطلی بن محمد ۶' حمزہ بن محمد ۷' سلیمان الامیر بن محمد ۸' یعقوب ۹' عبداللہ ۱۰' ہارون ۱۱' یحیی ۱۲' عباس ۱۳' یوسف ۱۴' عبدالصمد ۱۵' عبداللہ ۱۶' اسحاق (مصنف نے ان کا ذکر نہیں کیا) ۱۷' صالح ۱۸' قاسم ۱۹' اسماعیل ۲۰' عیسی ۲۱' موسی ۲۲' علی (ابن طبا طبا کا قول ہے کہ مصنف نے ان سب کا ذکر نہیں کیا) ان میں اکثر صاحب نسل تھے۔

پس احمد الاکبر ابو حماد بن محمد الامیر کے تین بیٹے تھے

۱' محمد بن احمد امیر مدینہ ۲' اسحاق بن احمد ۳' علی ابن احمد تینوں صاحب نسل تھے۔

اور اسحاق بن محمد الامیر کی اولاد۔

محمد بن اسحاق' عبداللہ بن اسحاق' حسن بن اسحاق (قول ضعیف ہے کہ یہ حسن نہیں حسین ہیں)

محمد صاحب اولاد تھے اور باقی دونوں صاحب نسل۔

اور جعفر بن محمد الامیر کے دو بیٹے۔
ابو عبداللہ محمد الامیر بن جعفر اور یوسف بن جعفر دونوں صاحب نسل تھے۔
اور صالح بن محمد الامیر کے دو بیٹے۔
محمد بن صالح، اسحاق بن صالح دونوں صاحب اولاد تھے۔
اور قاسم بن محمد الامیر کے دو بیٹے۔
ابو احمد عبداللہ بن قاسم صاحب اولاد اور احمد بن قاسم امیرالمروہ صاحب نسل۔
اور سلیمان بن محمد الامیر کے دو بیٹے۔
محمد بن سلیمان اور احمد بن سلیمان صاحب نسل۔
اور یحیی بن محمد الامیر کے ایک بیٹا۔
یوسف بن یحیی صاحب اولاد۔
اور ادریس بن محمد الامیر کے۔
اسحاق بن ادریس صاحب نسل، محمد ابو عبداللہ اکبر بن ادریس صاحب اولاد، محمد القلنفی بن ادریس صاحب نسل، ابو جعفر محمد اصغر بن ادریس صاحب نسل، محمد رومی بن ادریس صاحب نسل۔
اور عبداللہ بن محمد الامیر کے
علی، اسماعیل، عبدالملک اور عبیداللہ البطل سب صاحب نسل تھے سوائے عبداللہ کے یہ صاحب اولاد تھے۔
اور ھارون بن محمد الامیر کے۔
محمد بن ھارون، علی ابن ھارون اور ـــــــــــبن ھارون تینوں صاحبان اولاد تھے۔
اور عباس بن محمد الامیر کے۔

یعقوب' یوسف' احمد' اسحاق' اسماعیل اور محمد۔ سب صاحب نسل تھے احمد اور اسحاق صاحب اولاد تھے۔

اور یعقوب بن محمد الامیر کے

علی بن یعقوب صاحب اولاد۔

اور عیسی بن محمد الامیر کے

علی بن عیسی صاحب اولاد۔

اور عبدالملک بن محمد الامیر کے۔

علی اور صالح۔ علی صاحب اولاد تھے۔

اور موسی بن محمد الامیر کے۔

عبدالصمد اور جعفر۔

اور اسماعیل بن محمد الامیر کے۔

احمد اور علی۔

اور احمد الاصغر بن محمد الامیر کے۔

یحیی صاحب اولاد۔

یوں محمد الامیر کی اولاد کا ذکر مکمل ہوا اب آپ کے بھائی۔

ابراہیم بن یوسف کی اولاد۔

۱' محمد صاحب نسل ۲' احمد صاحب اولاد ۳' علی

اور محمد بن ابراہیم بن یوسف کے بیٹے۔

تو وہ دو تھے علی الاعمش صاحب اولاد اور علی المعشوق صاحب اولاد۔

اور یوں یوسف بن جعفر بن ابراہیم اعرابی کی اولاد کا ذکر مکمل ہوا۔

اولاد ابراہیم اور عبداللہ فرزندان جعفر بن ابراہیم بن محمد بن علی بن عبداللہ الجواد بن حضرت جعفر طیارؓ

پس اولا ابراہیم کی اولاد۔
۱، جعفر جن کے بیٹے یہ تھے ابراہیم، موسیٰ، عبداللہ، ھارون، عبداللہ الاصغر، احمد،

ابراہیم کی اولاد میں ہی ابو ۔علی محمد بن الحسن بن حمزہ بن جعفر بن عباس بن ابراہیم تھے جو بغداد میں تھے اور مذہب امامیہ کے فقیہ تھے لقب الاطروش تھا۔ اور آپ کے چچا کا نام حسین بن حمزہ بن جعفر بن عباس بن ابراہیم تھا۔ جو صاحب اولاد تھے اور ایک اور چچا عقیل بن حمزہ تھے جو جرجان میں تھے۔

دو نمش عبداللہ بن جعفر ابن ابراہیم اعرابی بن محمد بن علی بن عبداللہ الجواد بن جعفر طیار کی اولاد۔

آپ کی اولاد قرشیون کہلاتی تھی ان کے نام یہ ہے۔
محمد، علی، حمزہ جو طبرستان میں پیدا ہوئے، اسحاق، جن کی نسل میں علی بن ابی الحدید الحسن بن محمد بن قاسم بن محمد بن اسحاق گزرے ہیں جن کا لقب القرشی تھا اور آپ نقیب موصل تھے مگر آپ کی اولاد میں بقیہ کوئی نہیں۔
محمد کا بیٹا جعفر ہے جس کی اولاد مصر میں تھی۔ جن کے نام یہ ہیں عبداللہ ساطورہ، محمد جن کی نسل مصر میں چلی اور حسن۔
علی بن عبداللہ کی اولاد۔ حمزہ کمفوف آپ کے پوتے تھے اور محمد آپ کے بیٹے حمزہ کے والد۔

اور حمزہ کمفوف کے دو بیٹے تھے۔ محمد المعروف ابن محمدیہ، اور قاسم جن کی آخری اولاد مصر میں تھی۔
حمزہ بن عبداللہ کے دو بیٹے طبرستان میں پیدا ہوئے تھے محمد اور حمزہ
یوں عبداللہ کی اولاد کا ذکر مکمل ہوا۔

اولاد موسیٰ و داود فرزندان جعفر ابن ابراہیم بن

محمد بن علی بن عبداللہ بن جعفر طیارؓ کا ذکر

پہلے موسیٰ خفافی کی اولاد۔

حسین ابن موسیٰ ان کی اولاد مصر میں تھی' حسن ابن موسیٰ ان کی اولاد مغرب اور مدینے میں' علی ابن موسیٰ صاحب اولاد۔

ان میں سے حسین ابن موسیٰ کے عبداللہ الحسین جن کی اولاد مصر میں' علی ابن الحسین اور عبیداللہ ابن الحسین۔

اور حسن ابن موسیٰ کے یوسف' محمد' علی

یوسف کے ایک بیٹا علی تھا جن کا لقب قطات تھا جن کی اولاد قیروان میں تھی۔ اور حسن کی اولاد مغرب میں بھی اور نسل آگے نہیں چلی۔

اور علی ابن موسیٰ کے دو بیٹے احمد ابن علی صاحب اولاد اور حسن ابن علی اور دوسرے داود بن جعفر کی اولاد۔ محمد بن داود جن سے ابراہیم بن محمد صاحب اولاد اور انہی میں سے حبشی محمد ابن ابراہیم تھے۔

اولاد یعقوب بن جعفر بن ابراہیم بن محمد بن علی بن عبداللہ الجواد بن حضرت جعفر طیارؓ

ا' قاسم ابن یعقوب جن کی اولاد قاسمون کہلائی۔

اور قاسم کے بیٹے۔ علی ابن قاسم' محمد ابن قاسم' جعفر ابن قاسم۔

پس علی ابن قاسم کی اولاد۔ سلیمان بن علی' ابو عبداللہ محمد بن علی' عبداللہ بن علی حمزہ بن علی' میمون بن علی' داود بن علی' عیسیٰ بن علی' اسحاق بن علی' حسین ابن علی'

ان میں سب صاحب اولاد تھے۔ حمزہ' داود اور اسحاق صاحب نسل بھی تھے۔

سلیمان ابن علی بن قاسم کے علی صاحب نسل' محمد صاحب اولاد' میمون

صاحب نسل احمد صاحب اولاد نسل۔
اور ابو عبداللہ محمد بن علی ابن قاسم کے عباس صاحب اولاد و نسل، قاسم صاحب اولاد، یعقوب صاحب اولاد۔
اور عبداللہ بن علی بن قاسم کے حنظلہ اور صبرۃ
اور اسحاق بن علی بن قاسم کے علی صاحب نسل۔ اور محمد صاحب اولاد۔
اور حمزہ بن علی بن قاسم کے سلیمان ابن حمزہ صاحب اولاد
اور داود بن علی بن قاسم کے محمد صاحب اولاد، ادریس، قاسم، اور زبیق
علی ابن قاسم کی اولاد کا ذکر مکمل ہوا۔
اور محمد ابن قاسم کی اولاد۔ ۱، ابو القاسم یحیی آپ کی اولاد میں۔
محمد بن یحیی، سلیمان ابن یحیی، ابوالحسن حنظلہ بن یحیی
سب صاحب اولاد تھے حنظہ صاحب نسل تھے۔
۲، یعقوب بن محمد بن قاسم۔
آپ کے ابوجدّیہ، یوسف اور سلیمان تینوں صاحب اولاد تھے ابوجدّیہ صاحب نسل تھے۔
اور جعفر ابن قاسم کی اولاد۔
۱، سلیمان ۔ جن کے ------------ ابن سلیمان ۲، قاسم ابن جعفر جن کے مسلم بن قاسم صاحب اولاد ۳، یعقوب بن جعفر صاحب۔اولاد ۴، حسین ابن جعفر صاحب اولاد۔ ۵، یوسف بن جعفر صاحب اولاد
اور ادریس ذکر کے ساتھ ہی جعفر ابن ابراہیم اعرابی کی اولاد کا ذکر مکمل ہوا اب جعفر کے دوسرے بھائیوں یعنی ابراہیم اعرابی کے باقی بیٹوں کا ذکر کرتے ہیں۔

اولاد عبیداللہ اور یحیی فرزندان ابراہیم اعرابی بن محمد

بن علی زینبی بن عبداللہ بن جعفر طیارؓ

پہلے عبیداللہ بن ابراہیم۔

۱‘ ابراہیم ۲‘ محمد صاحب کتاب نے ان کا ذکر نہیں کیا ۳‘ علی

ابراہیم بن عبیداللہ کی اولاد۔ حسین‘ اور علی

پس حسین ابن ابراہیم کے محمد اور جعفر

پس محمد بن حسین کے ابوالحسین احمد بن محمد‘ اور علی ابن محمد

پس ابوالحسین احمد بن محمد کے رضا‘ حمزہ‘ حسین‘ محمد

اور علی ابن محمد کے حسین جو ساریہ میں پیدا ہوئے‘ -------- ابن علی صاحب اولاد‘ زید صاحب اولاد‘ ابو جعفر محمد صاحب اولاد۔

علی بن ابراہیم بن عبیداللہ کے محمد بن علی اور عبیداللہ بن علی

پس محمد بن علی ریاست دمشق کے مالک تھے اور علویوں میں سے ایک لڑکی سے آپ کا عقد ہوا جو حال و مال میں احسن تھیں۔ اور آپ کے فرزند عبیداللہ جن کی کنیت ابو طالب تھی‘ تھے‘ اور ابو القاسم تھے بیٹیوں والے

پس عبیداللہ بن محمد بن علی کے حسن مصر میں صاحب اولاد‘ ابو عبداللہ محمد صاحب اولاد ابوالفضل جعفر‘ ابو جعفر محمد اور ابوالقاسم حسین

ابراہیم بن عبیداللہ بن ابراہیم اعرابی کا ذکر مکمل ہوا۔

محمد بن عبیداللہ بن ابراہیم اعرابی کے ابراہیم بن محمد تھے جن کی نسل مغرب میں چلی

یوں عبیداللہ ابن ابراہیم کی اولاد کا بھی ذکر ختم ہوا

باقی رہے یحیی بن ابراہیم۔

تو آپ کے ۔ ابراہیم بن یحیی‘ جعفر بن یحیی‘ یحیی بن یحیی سب صاحب اولاد تھے اور دمشقی جعفری نے کہا کہ یحیی بن ابراہیم کی اولاد طبرستان میں رہی جو آل ابی عصیاج کے نام سے پہچانی گئی۔

اس کے ساتھ ہی ابراہیم اعرابی کی اولاد کا ذکر مکمل ہوا
اب ابراہیم کے باقی تین بھائیوں یعنی محمد بن علی زینبی کے باقی فرزندوں کا ذکر کرتے ہیں۔

اولاد عیسیٰ بن محمد بن علی بن عبداللہ الجواد ابن جعفر طیارؓ

محمد بن عیسیٰ مطبقی اور آپ کی اولاد یہ ہے

ابراہیم' عباس' احمد' اسحاق' علی اور یحیٰی اور ابراہیم مذکور کی اولاد
جعفر ابن ابراہیم جو مستجاب الدعوت کہلاتے تھے
اور احمد بن ابراہیم اور علی ابن ابراہیم

جعفر ابن ابراہیم مستجاب الدعوت کی اولاد۔

ابو محمد حمزہ' ابوالفضل عباس' ابوالقاسم حسین' ابواسحاق محمد

پس ابو احمد حمزہ کی اولاد

ابو محمد علی الشیخ آپ کی نسل باقی ہے آپ بغداد میں پیدا ہوئے
اور حسن جن کی نسل ختم ہو گئی آپ بھی بغداد میں پیدا ہوئے

اور ابوالفضل عباس

آپ کی اولاد میں گزرے ہیں ابولفضل احمد القصیر بن الحسین الاحول بن علی بن عباس' آپ بھی لاولد تھے۔
بہرالحال علاوہ ازیں نسل آگے نہیں بڑھی۔

اور ابوالقاسم حسین

پہلے ابوالحسین علی آپ کے صرف ایک فرزند تھا زید اور زید کے بھی ایک بیٹا تھا۔ ابن ابی العلا محمد الاعور۔
دوسرے ابو عبداللہ محمد آپ کے ایک بیٹا تھا ابو تغلب علی جو صاحب نسل ہے۔

اور ابو اسحاق محمد۔

ابو محمد حسن' ابوالحسین علی جن کی بغداد میں ایک دختر تھی۔

البتہ ابو محمد حسن کی اولاد تھی اور ان کے نام یہ ہیں۔

پہلے ابواسحاق احمد جن کا لقب ابو دوید تھا صاحب نسل تھے

دوسرے حسین جو ابو خلسہ سے معروف تھے۔ اور آپ کے دو بیٹے تھے

پس ابودوید احمد کی اولاد میں۔

ابو طالب محسن المعروف قتارہ صاحب اولاد تھے۔ اغلب یہ ہے کہ یہ لفظ قتارہ نہیں قتادہ ہے۔

اور ابوالحسن علی' حاشیہ کے نام سے معروف تھے۔

اور ابو تغلب محمد صاحب اولاد تھے

اور ابو خلسہ حسین کے دو بیٹے تھے ایک ابو علی حمزہ اور دوسرے ابوالعباس عبداللہ

یوں مستجاب الدعوت کی اولاد کا ذکر مکمل ہوا۔

اب آپ کے دو بھائیوں کا ذکر کرتے ہیں۔

احمد اور علی فرزندان ابراہیم بن محمد بن عیسی بن محمد بن علی زینبی بن عبداللہ الجواد بن حضرت جعفر طیارؑ کی اولاد کا ذکر

اولا احمد بن ابراہیم بن محمد بن عیسی

آپ کی ہی نسل میں جو باقی رہے اور جن سے نسل چلی وہ ابوالخطاب زید بن قاسم بن محمد بن احمد ہیں اور آپ کے بیٹے حسن بن ابوالخطاب تھے جو بغداد میں پیدا ہوئے اور صاحب اولاد تھے۔

باقی رہے علی بن ابراہیم بن محمد بن عیسی۔

تو آپ کی اولاد میں۔
ابوالفضل محمد اور ابو عبداللہ محمد تھے۔
ابوالفضل کی اولاد میں ہی تھے۔ علی ضریر بن ابو ھاشم عیسی بن
ابوالفضل محمد جو صاحب اولاد تھے اور ابو عبداللہ کا ایک بیٹا تھا علی۔
یوں ابراہیم بن محمد مطبقی بن عیسی کی اولاد کا ذکر تمام ہوا۔
اب آپ کے باقی بھائیوں کا ذکر کرتے ہیں جس میں سب سے پہلے
عباس پھر احمد کی اولاد کا ذکر ہوگا۔

اولاد عباس بن محمد بن عیسی بن محمد بن علی بن عبداللہ الجواد بن حضرت جعفر طیار علیہم اسلام کا ذکر۔

فقط ایک بیٹا محمد بن عباس اور آپ کی اولاد۔
احمد، جعفر، علی اور عباس اور عیسی
پس احمد بن محمد بن عباس کی اولاد۔
حمزہ بن احمد اور عیسی بن احمد
اور ان کی ہی نسل میں گزرے ہیں ابوالعباس محمد بن حمزہ بن احمد۔
آپ بغداد باب اشعیر میں تھے فقیہ تھے اور ابن میمونہ سے معروف تھے۔
اور علی ابن محمد بن عباس کی اولاد میں تھے۔
حمزہ بن احمد بن محمد بن علی۔
اور جعفر بن محمد بن عباس کی اولاد میں ایک بیٹا تھا عبداللہ جو صاحب
اولاد تھا۔
اور عیسی بن محمد بن عباس کے بھی ایک بیٹا تھا محمد صاحب اولاد
اور عباس بن محمد بن عباس کی اولاد
احمد بن عباس ۔ جن کی اولاد میں محمد ابوالحسین بن احمد ہیں اور محمد ابو علی

اصغر بن احمد ہیں اور محمد ابوالحسن اوسط بن احمد ہیں۔ اور محمد ابو جعفر بن احمد ہیں صاحب اولاد

پس محمد ابوالحسین ۔ آپ کی اولاد میں تھے میمون بن جعفر بن محمد ابوالحسین کوفے میں۔ صاحب نسل تھے اور صاحب برادر تھے۔

اور ابو علی محمد اصغر کے بیٹے احمد الجزر تھے جن کے بیٹے ابو طیب محمد تھے اور ابو علی محمد کے دوسرے بیٹے علی بن محمد تھے جن کی نسل میں علی بن حمزہ بن علی بن ابو علی محمد ہیں۔

یوں عباس بن محمد مطبقی بن عیسٰی کی اولاد کا ذکر تمام ہوا۔

اب تیسرے بھائی احمد بن محمد مطبقی بن عیسی کا ذکر کرتے ہیں:

آپ کی اولاد یہ ہے۔

حمزہ بن احمد ۔ جن کی اولاد

قاسم بن حمزہ' احمد بن حمزہ اور محمد بن حمزہ۔

پس احمد بن حمزہ کی اولاد۔

حمزہ بن احمد' قاسم بن احمد' محمد بن احمد

اور اب ان مذکورہ بلا حمزہ بن احمد بن حمزہ بن احمد کی اولاد

علی ابن حمزہ' جعفر ابن حمزہ' حسن ابن حمزہ' اور ان میں سے جعفر کے بیٹے کا نام بھی حمزہ تھا جن کا لقب الزھر تھا۔ جو صاحب اولاد تھے کوفے میں اور ان میں سے علی بن حمزہ کا ایک بیٹا ابوالحسن احمد جن کا لقب دویک تھا۔

پس قاسم بن حمزہ کی اولاد۔

۱' حمزہ بن قاسم ۔ اور آپ کی نسل میں تھے حمزہ بن علی بن الحسین بن حمزہ بن قاسم جن کی نسل بغداد میں ہے۔

۲' اور ابو طاہر احمد بن قاسم ۔ آپ کے فرزند ابن البصریہ محمد بن احمد تھے صاحب اولاد تھے۔

۳' ابو طالب محمد بن قاسم ۔ آپ کے فرزند حسن تھے جن کے بیٹے ابو علی احمد الناتج تھے بصرہ میں۔ آپ بھی صاحب اولاد تھے آپ کے بیٹے کا نام زنقلحہ تھا۔

یوں عیسیٰ بن محمد بن علی زینبی بن عبداللہ الجواد بن حضرت جعفر طیار کی اولاد کا ذکر تمام ہوا۔

اب باقی رہے آپ کے بھائی ابو لکرام عبداللہ بن محمد بن علی زینبی تو اب ہم ان کی اولاد کا تذکرہ کرتے ہیں۔

اولاد ابو لکرام عبداللہ بن محمد بن علی بن عبداللہ الجواد بن حضرت جعفر طیار کا ذکر۔

۱' ابوالحسن داود بن ابی الکرام ۲' ابراہیم بن ابی الکرام ۳' محمد ابی الکرام اصغر بن ابی الکرام اور یہ تیسرے فرزند احمر عینہ کے لقب سے پکارے جاتے۔ تینوں صاحب اولاد کثیر تھے۔

پہلے داود ابوالحسن کی اولاد کا ذکر

علی المحدث' سلیمان' محمد' اور عبداللہ ۔ چاروں صاحب نسل تھے۔

علی المحدث کی لولاد۔ ابو عبداللہ الحسین الثائر قزوین میں اور آپ کی نسل باقی ہے۔

اور محمد صاحب نسل

پس حسین الثائر کی اولاد۔ احمد المعروف باالقاہی صاحب نسل۔

اور حسین ابن حسین الثائر لاولد۔ اور حمزہ بن الحسین جو شاش میں پیدا ہوئے اور محمد بن الحسین جو مراغہ میں پیدا ہوئے۔

ابن طبا طبا نسابہ کے قول کے مطابق۔

احمد قاہی کی اولاد میں عبیداللہ (قزوین)' حسین (اھواز)' ابو جعفر عبداللہ

(فارس)، طاہر صاحب نسل اور جعفر صاحب نسل۔
علی المحدث کی اولاد کا ذکر ختم ہوا۔
سلیمان ابن داود ابن ابی الکرام کی اولاد۔ جعفر اور احمد صاحب اولاد۔ اور جعفر کے ایک بیٹا تھا احمد جس کی اولاد طبرستان میں تھی۔
محمد بن داود ابن ابی الکرام کی اولاد میں صرف عبداللہ تھا۔ صاحب نسل۔

اور ابو نصر بخاری نے ذکر کیا ہے کہ جرجان میں جو ایک مرد کے سبب فتنہ اٹھا تھا وہ مرد یہی عبداللہ تھا۔ اور طالبین کی ایک جماعت اسکی صحت نسب کی گواہی دیتی ہے جب کہ دوسری رد کرتی ہے۔ اور ابھی تک اس مرد کے لئے کچھ اصل و حقیقت نہیں لیکن محمد بن داود کی نسل میں صرف یہی عبداللہ تھا اور کوئی نہیں۔
عبداللہ بن داود بن ابی الکرام کا صرف ایک بیٹا تھا۔ جن کا نام داود تھا اور وہ صاحب نسل تھا۔
اب ذکر ہے۔
ابی الکرام اصغر محمد احمر عینہ کی اولاد کا۔ آپ کے بیٹے یہ تھے
ابراہیم، عبداللہ، داود اور علی جس کا بیٹا سمرقند میں قاسم تھا۔
۱، پس ابراہیم کی اولاد۔
۱، احمد جس کی اولاد بنی ساطورہ کہلائی۔ اور جرجان وغیرہ میں اس کی نسل پھیلی۔
۲، محمد صاحب نسل ۳، اسماعیل صاحب نسل
۲، عبداللہ بن ابوالکرام اصغر کی اولاد۔ سلیمان جو معروف تھے شاشان صاحب نسل تھے اور بھی آپ کی نسل صعدہ یمن میں بڑھی اور محمد جن کی اولاد بنی شاشان کہلائی۔

قول محقق۔ شاشان عبداللہ کا لقب تھا اور یہ تینوں بیٹے اور ان کی اولاد بنی شاشان کہلاتی تھی۔

اب ذکر ہے۔ تیسرے بیٹے۔

ابراہیم بن ابوالکرام عبداللہ بن محمد بن علی زینبی کی اولاد کا

آپ کا بیٹا ا۔ عبداللہ تھا صاحب نسل جس کا بیٹا جعفر تھا مصر میں

۲۔ جعفر صاحب اولاد

۳۔ اسماعیل جس کا بیٹا عبداللہ تھارے میں

۴۔ ابو علی محمد صاحب اولاد اور محمد اصغر صاحب اولاد

اس کے ساتھ ہی ابوالکرام عبداللہ بن محمد بن علی زینبی کا ذکر مکمل ہوا اب آپ کے آخری بھائی یحییٰ کی اولاد کا ذکر ہوگا۔

اولاد یحیی بن محمد بن علی زینبی بن عبداللہ الجواد بن حضرت جعفر طیار کی اولاد کا ذکر

ا۔ جعفر ۲۔ ابراہیم ۳۔ عباس

پس جعفر کی اولاد۔ محمد ابن جعفر جن کے دو بیٹے تھے دونوں صاحب اولاد تھے عبداللہ اور قاسم۔

اور ابراہیم کی اولاد۔ احمد، محمد، اور عون تینوں صاحب اولاد تھے۔

اور عباس کی اولاد۔ احمد بن عباس فقط

اس کا ذکر شبل بن تسکین نے جو غلام ہے احمد البصری النسابہ کا نے کیا ہے۔

احمد بن عباس نے مصر میں ۲۰۷ میں وفات پائی اور کوئی اولاد نہیں چھوڑی سوائے زینب بنت احمد کے۔

اس کے ساتھ ہی محمد بن علی زینبی کی اولاد کا ذکر مکمل ہوا اب آپ

کے بھائی اسحاق اشرف بن علی زینبی کا ذکر کرتے ہیں۔

اسحاق اشرف بن علی زینبی کی اولاد کا ذکر

آپ کے سات فرزند تھے۔

۱۔ محمد اصغر المعروف بالعنوان ۲۔ محمد الاکبر ۳۔ عبداللہ الاصغر جن کی اولاد مصر اور نصیبین وغیرہ میں پھیلی۔ ۴۔ عبیداللہ صاحب نسل اور عبید اللہ ہی عبداللہ الاکبر ہیں ۵۔ حسن ۶۔ ابو الفضل جعفر صاحب اولاد اولاد کثیر اور

۷۔ حمزہ صاحب اولاد و صاحب ثروت

اب ان کی تفصیل

جعفر ابن اسحاق اشرف کی اولاد

عبداللہ الاکبر۔ عبداللہ الاصغر۔ علی المرجا اور محمد

پس

عبداللہ الاکبر کی اولاد۔ محمد عمشلیق

محمد عمشلیق کی اولاد۔ علی' احمد' حسن صاحب نسل اور حسین صاحب نسل تھے۔ حسن کی نسل سمرقند و بخارا میں پھیلی۔

علی ابن محمد عمشلیق کی اولاد۔ ابو عیسیٰ محمد الشاحد (کوفہ' ابو طیب محمد' ابو عبداللہ محمد اور ابو محمد حسن' سب صاحب اولاد تھے۔

پس ابو عیسیٰ محمد الشاحد کی اولاد۔ ابوالقاسم جعفر جن کا لقب ذرق البط اور احمد ابوالحسن دونوں صاحب نسل تھے۔

ابو طیب محمد بن علی کی اولاد میں سے ایک علی ابن ابو طیب ہے جس کے بھائی بھی تھے اور اولاد بھی

ابو عبداللہ محمد بن علی کی اولاد میں سے ابوطالب احمد ہے جس کے بھائی بھی تھے اور اولاد بھی

ابو محمد حسن بن علی کی اولاد میں سے ایک علی ہیں جن کے بھائی بھی تھے اور اولاد بھی۔

اب

حسین ابن محمد عمشلیق کی اولاد۔ قاسم الافطس صاحب نسل انہی قاسم کی اولاد میں سے حمزہ بن ابوالعباس محمد بن قاسم ہیں آخرین میں۔

۲۔ جعفر ابن حسین ان کے بیٹے محمد بن جعفر

۳۔ ابوہاشم طاہر بن حسین ان کے بیٹے ابن طاہر صاحب اولاد اور احمد بن طاہر صاحب اولاد

یہ اولاد جعفر ابن اسحاق اشرف کی تھی جسے صاحب کتاب نے ذکر کیا ہے۔ لیکن یہاں ابن طباطبا نے باقی اور ذکر کیا ہے وہ یہ ہے۔

محمد ابن جعفر ابن اسحاق اشرف کی اولاد۔ حسین، حسن، ابراہیم تینوں صاحب اولاد تھے۔

اور علی المرجا بن جعفر بن اسحاق اشرف۔ ۱۔ اسماعیل بن علی۔ جن کے بیٹے محمد کباش تھے ۲۔ حسن ابن علی المرجا صاحب نسل ۳۔ محمد بن علی المرجا جن کی اولاد مصر اور سمرقند میں پھیلی ۴۔ حسین ابن علی المرجا صاحب اولاد، ۵ ابراہیم بن علی المرجا صاحب اولاد، ۶۔ عبیداللہ بن علی المرجا اور ۷ جعفر بن علی المرجا صاحب نسل۔

یوں جعفر ابن اسحاق اشرف کی اولاد کا ذکر تمام ہوا۔

اولاد محمد الاصغر العنطوان بن اسحاق اشرف کا ذکر

۱۔ حسن ۲۔ علی

۱۔ پس حسن کی اولاد۔ محمد ان کا بیٹا علی، انکا بیٹا محمد ان کے دو بیٹے احمد اور حسین

اور یہ دو بیٹے اور انکی اولاد بنی ام عبداللہ کے نام سے کوفہ میں اور نواح

میں پہچانی جاتی تھی۔

۲۔ پس علی کی اولاد میں تھے ابن محمد بن حسین بن علی جو مصر میں تھے۔

اب اولاد عبداللہ الاکبر بن اسحاق اشرف کا ذکر

۱۔ عبداللہ الاکبر ۲۔ عبداللہ الاصغر

پس عبداللہ الاکبر بن عبداللہ الاکبر کی اولاد۔ حسین مصر میں تھے اور انکی اولاد مصر اور نصیبین میں تھی

۲۔ اور عبداللہ الاصغر بن عبداللہ الاکبر کی اولاد۔ علی السیف، آپ کا ایک بیٹا احمد فارس میں جس کی اولاد رہی اور دوسرا بیٹا سلیمان دونوں صاحب نسل تھے۔ اور ایک اور علی ابن احمد بن علی السیف صاحب نسل تھا۔

حسن ابن اسحاق اشرف کی اولاد

۱۔ حسین جن کی عرفیت زقاق تھی اور آپ کی اولاد کوفے میں بنی زقاق کے نام سے معروف تھی۔

۲۔ ابراہیم بن حسن جن کی اولاد سمرقند میں تھی صاحب نسل تھے۔

۳۔ جعفر بن حسن۔

پس حسین زقاق کی اولاد میں ایک محمد تھے جن کی اولاد و نسل مصیصہ اور مصر میں پھیلی اور دوسرے احمد تھے جن کی اولاد خراسان میں رہی اور تیسرے حسن تھے اولاد مصیصہ میں تھی۔

عبداللہ الاصغر بن اسحاق اشرف کی اولاد

ابن طباطبا نے کہا کہ آپ کی اولاد میں ایک عبیداللہ جن کا بیٹا حسین تھا جو صاحب اولاد تھا۔

باقی رہا یہاں پر اسحاق اشرف کے ایک اور بیٹے حمزہ کی اولاد اور نسل کا بیان جو تفصیلی ہے وہ ہم یہاں کرتے ہیں۔

حمزہ بن اسحاق اشرف کی اولاد کا ذکر

آپ کے صرف ایک بیٹا تھا۔

محمد بن حمزہ۔ آپ کی اولاد یہ ہے۔

۱۔ حسن صدری ۲۔ عبداللہ ۳۔ داؤد ۴۔ ابراہیم ۵۔ صالح

دمشقی نے ذکر کیا کہ صالح لاولد تھے نسل نہیں چلی

۱۔ پس حسن صدری بن محمد بن حمزہ بن اسحاق اشرف کی اولاد۔

۱۔ زید ۲۔ قاسم ۳۔ جعفر ۴۔ محمد ۵۔ عبداللہ ۶۔ داؤد ۷۔ ابو علی محمد ۸۔ احمد ۹۔ طاہر ۱۰۔ اسحاق ۱۱۔ ابو اسحاق ابراہیم ۱۲۔ یحیی ۱۳۔ حمزہ جن کی کنیت ابو محمد تھی آپ کی نسل وادی و مصورے میں پھیلی۔ ۱۴۔ بلیق ۱۵۔ ابوالفوارس محمد

پس زید بن حسن صدری کی اولاد۔

۱۔ حسن ابن زید صاحب نسل تھے اور ابوعبداللہ محمد المعروف المملات بن عبداللہ بن الحسن ابن زید آپ کی اولاد میں ہیں آپ کی اولاد بغداد میں پھیلی

۲۔ علی ابن زید صاحب نسل ۳۔ حسین صاحب اولاد ۴۔ جعفر صاحب اولاد اور ۵۔ احمد ابوالعباس صاحب اولاد

البتہ حسن ابن زید کے ابوعبداللہ محمد کے علاوہ ایک بیٹے ابوطیب محمد تھے مصر میں اور آپ کی ہی نسل میں تھے۔ ابوبرکات طاہر بن الحسن بن ابو جعفر احمد بن ابوطیب محمد جو بیٹیوں والے تھے۔

۲۔ پس قاسم کے۔

محمد الفافاء صاحب نسل' ابو جعفر عبداللہ صاحب نسل اور احمد صاحب اولاد

۳۔ پس جعفر کے

یوسف' محمد' ابوالقاسم محمد' یحییٰ' ابو جعفر محمد یہ سب صاحب نسل تھے۔

۴۔ پس داؤد کے۔

حسین صاحب نسل' ابوعبداللہ محمد' ابو جعفر احمد تینوں صاحب نسل

۵۔ ابو علی محمد صوفی کے۔

اولاد تھی۔ آپ نے حمص میں وفات پائی۔

۶۔ عبداللہ ابو جعفر کے۔

جعفر صاحب نسل' ابوالفوارس محمد صاحب نسل' ابو علی محمد صاحب نسل اور ابراہیم صاحب نسل۔ عبداللہ ابو جعفر نے حران میں وفات پائی

۷۔ محمد کے اولاد۔

ابوالعباس احمد رئیس رے' صاحب مال و ثروت ریاست و عزت تھے۔

۸۔ احمد کے اولاد۔

آپ کی اولاد میں سے ایک جماعت مصر میں تھی۔ جن میں سے عبدالوہاب بن موسیٰ بن احمد تھے علاوہ ازیں دو بیٹے اور تھے ابوالفضل بن احمد' اور عباس بن احمد یہ سب صاحب اولاد تھے۔

۹۔ پس ابو طیب طاہر کے۔

جعفر بن طاہر قاضی طبرستان' علی ابن طاہر بلاد جبل میں آپ کی نسل چلی' ابو محمد عبداللہ بن طاہر' حسن ابن طاہر سب صاحب اولاد تھے۔

۱۰۔ پس اسحاق کے اولاد۔

ابی الھیاج محمدؒ صاحب نسل (مصر) اور یحیی صاحب اولاد

۱۔ پس ابراہیم کے اولاد۔

ابوالعباس احمد لاسود الاحول اور ابوطاہر محمد دونوں صاحب اولاد تھے۔

۲۔ پس حمزہ کے اولاد۔

محمد ابوعبداللہ صاحب نسل کثیر (رے) حسین، حسن دونوں صاحب نسل، ابوتراب محمدؒ، جعفراور رادعؒ۔

پس ابو عبداللہ محمد بن حمزہ کے۔ ابوالعباس احمد الاغنز صاحب نسل اور آپ کے بھائی

پس حسین بن حمزہ کے۔ حمزہ بن حسین اور آپ کے بھائی (رے)

پس حسن بن حمزہ کے۔ جعفر بن حسن اور انکے بھائی (بصرہ) صاحب اولاد

ابوتراب محمد بن حمزہ کے۔ احمدؒ، حسن اور احمد بن ابوتراب کے ابو عمارہ بن احمد صاحب نسل و اولاد یہ سب تھے اور ابو عمارہ کے اور بھی بھائی تھے۔

پس بلیغ کے اولاد۔

عیسی آپ اور آپ کی اولاد قزوین میں رہی

یوں حسن صدری کی اولاد کا ذکر تمام ہوا اب حسن صدری کے باقی بھائیوں کا ذکر کیا جائے گا۔

عبداللہ بن محمد بن حمزہ بن اسحاق اشرف کی اولاد کا ذکر

عبداللہ کے فرزند محمد تھے اور محمد کے تین بیٹے

۱۔ یحیی ۲۔ احمد۔ ۳۔ اور علی

۱۔ پس یحیی بن محمد بن عبداللہ بن محمد بن حمزہ کی اولاد میں۔

آپ کے فرزند جعفر تھے۔ اور جعفر کی اولاد میں قاسم بن جعفر صاحب اولاد تھے۔

۲۔ پس احمد بن محمد کی اولاد

محمد بن احمد بن محمد اور ابو طالب حمزہ دونوں صاحب نسل تھے

۳۔ پس علی ابن محمد کی اولاد۔ عبد الوھاب بن علی

ابراہیم بن محمد بن حمزہ بن اسحاق اشرف کی اولاد

۱۔ زیادۃ اللہ بن ابراہیم (مغرب)' مطہربن ابراہیم اور محمد بن ابراہیم صاحب اولاد۔ لیکن قول صحیح یہ ہے کہ ان کا نسب قطع ہوگیا

اولاد صالح بن محمد بن حمزہ بن اسحاق اشرف

لاولد تھے نسل نہ بڑھی

باقی رہے ایک، آخری بیٹے داؤد بن محمد بن حمزہ بن اسحاق اشرف تو انکی اولاد کا ذکر کرتے ہیں۔

اولاد داؤد بن محمد بن حمزہ بن اسحاق اشرف کا ذکر

دو بیٹے تھے۔ اسحاق بن داؤد اور اسماعیل بن داؤد دونوں صاحب نسل تھے۔

پس اسحاق بن داؤد کی اولاد۔

۱۔ ابوالحسین یحیٰی اور ۲۔ علی

۱۔ پس ابوالحسین یحیی کی اولاد۔

ابولقاسم علی صاحب نسل' جعفر بن یحیٰی صاحب اولاد' محمد اصغر بن یحیٰی صاحب اولاد' ابو جعفر محمد الاکبر بن یحیٰی صاحب اولاد اور ابو جعفر عبداللہ بن یحیی صاحب اولاد

۲۔ پس علی بن اسحاق کی اولاد۔
ایک بیٹا حمزہ صاحب اولاد یہ تھا اسحاق بن داؤد کی اولاد کا ذکر اور
اسماعیل بن داؤد کی اولاد۔
ابو عبداللہ میمون صاحب نسل۔ ابو طاہر محمد صاحب اولاد ابو طالب محمد صاحب نسل' ابو جعفر محمد البطریق صاحب نسل۔
اس کے ساتھ ہی اسحاق الاشرف بن علی زینبی بن عبداللہ الجواد بن حضرت جعفر طیار بن حضرت ابوطالب علیہ السلام کی اولاد کا ذکر اور بایں ہمہ علی زینبی کی بھی اولاد کا ذکر مکمل ہوا۔

اولاد اسحاق العرضی بن عبداللہ الجواد کا ذکر

اب ہم علی زینبی کے باقی بھائیوں اور حضرت عبداللہ الجواد بن جعفر طیار کے فرزندوں کا ذکر کریں گے۔ جن میں سب سے پہلے اسحاق العرضی۔
جناب اسحاق عرضی کی اولاد۔
فقط ایک قاسم تھے۔
اور قاسم بن اسحاق عرضی کی اولاد۔
۱۔ جعفر ابن قاسم ۲ اسحاق بن قاسم ۳' عبدالرحمان بن قاسم ۴' عبداللہ بن قاسم ۵' احمد بن قاسم ۶' زید بن قاسم ۷' حمزہ بن قاسم اب تفصیل سے ان سب کی اولادوں کا ذکر کرتے ہیں۔

اولاد جعفر ابن قاسم بن اسحاق عرضی بن عبداللہ الجواد بن جعفر طیار کا ذکر

۱۔ محمد بن جعفر ۲۔ اسحاق بن جعفر ۳۔ قاسم بن جعفر ۴۔ عبداللہ بن جعفر
پس محمد ابن جعفر کی اولاد۔ (آپ کی زوجہ فاطمہؑ بنت امام رضا علیہ السلام تھیں) مترجم

ابراہیم بن محمد' حسن بن محمد' علی بن محمد

پس ابراہیم بن محمد کی اولاد۔

عیسیٰ' یحییٰ اور احمد

یہ عیسیٰ نقیب بطیحہ ایام عمران بن شاہین الامیر تھے جن کی کنیت ابو علی اور لقب العرضی تھا

مرد فاضل تھے سیاہی مائل رنگ تھا۔ آپ کے بیٹے کا نام قاسم تھا۔ اور دوسرے بیٹے کا حسن اور تیسرے بیٹے کا عباس نام تھا جن کے فرزند کا نام عبداللہ اور جن کے بیٹے کا نام موہوب تھا جو صاحب اولاد تھے (حجاز) جب کہ حسن بھی صاحب نسل تھے۔

اور ابراہیم بن محمد کے دوسرے بیٹے یحییٰ کے دو بیٹے تھے۔ جعفر (بخارا) اور احمد صاحب اولاد۔

یہ ابراہیم بن محمد کی اولاد کا ذکر تھا اب آپ کے بھائی حسن ابن محمد کی اولاد کا ذکر ہے۔

حسن ابن محمد کی اولاد۔

محمد (وادی القری)' عبداللہ (بخارا)' اور محمد اصغر پس عبداللہ صاحب نسل تھے۔ جن میں سے ایک بیٹے کا نام اسماعیل تھا۔ اور محمد اصغر بھی صاحب نسل تھے جن کے بیٹے کا نام حسن تھا۔

یوں جعفر ابن قاسم کی اولاد کا ذکر مکمل ہوا

اب آپ کے باقی بھائیوں کا ذکر کیا جائے گا۔

عبداللہ بن قاسم کی اولاد کا ذکر

۱' محمد ۲' عبدالرحمان ۳' زید ۴' احمد ۵' جعفر

ا۔ پس محمد کی اولاد کا ذکر

آپ مدینہ میں تھے البتہ آپ کی نسل کے افراد صعید اور کرمان میں پھیل گئے۔ اور انہی میں سے جعفر بن حسن بن یحیی بن محمد بن عبداللہ بن قاسم ہیں اور انہیں کی اولاد میں سے احمد بن یحیی بن احمد بن یحیی بن محمد بن عبداللہ بن قاسم ہیں۔ صاحب اولاد تھے۔

اور یحیی بن محمد بن عبداللہ بن قاسم کی اولاد میں ایک قوم کرمان میں بھی ہے۔

پس زید بن محمد بن عبداللہ بن قاسم صاحب نسل تھے اور آپ کے ابوالفضل اور حسین اور اسکے دوسرے بھائی تھے۔ صاحب نسل تھے۔ اور حمزہ بن محمد بن عبداللہ بن قاسم صاحب اولاد تھے۔

۲۔ پس زید بن عبداللہ بن قاسم کی اولاد کا ذکر۔

حسن قاضی اور اسکے بیٹے احمد' اسکے بیٹے محمد جو صاحب نسل تھے آپ کے اور بھائی بھی تھے جن کے نام یہ ہیں سیار بن احمد صاحب نسل اسحاق بن احمد صاحب نسل' حسن ابن احمد' جعفر ابن احمد' ابو لعیلی محمد بن احمد' ابو عبداللہ الحسین بن احمد' یہ سب صاحب نسل تھے اور قاسم ابن احمد اور حمزہ بن احمد صاحب اولاد تھے دونوں اور آخری بیٹے زید بن احمد صاحب نسل۔

پس محمد بن احمد بن حسن بن زید بن عبداللہ بن قاسم کی اولاد

ابوعلی احمد بن محمد رئیس قزوین صاحب ثروت و عزت آپ کی اولاد۔

ذوالشرفین ابو طاہر محمد بن احمد بن محمد سلطان قزوین۔ آپ کی اولاد یہ تھی۔

محمدؒ ابو علی ؒ علیؒ اور حسن

علی صاحب. نسل تھے باقی صاحب اولاد

پس سیار ابن احمد صاحب اولاد تھے۔

پس اسحاق ابن احمد کی اولاد۔

امیر محمد بن اسحاقؒ علی ابن اسحاقؒ دونوں صاحب نسل تھے اور ان دونوں کے اور بھائی بھی تھے۔

پس حسن ابن احمد صاحب اولاد تھے۔

پس زید ابن احمد کی اولاد۔ابوحاشم محمد صاحب اولاد۔

پس جعفر ابن احمد کی اولاد۔

زید ابن جعفر صاحب اولاد و نسل تھے۔ اور ابوالحسن محمدؒ

پس زید ابن جعفر کی اولاد یہ ہے۔

ابو حاشم محمد صاحب نسلؒ ابوحاشم اسماعیل صاحب نسلؒ ابولقاسم علی جن کی ایک بیٹی تھیؒ فضل صاحب نسلؒ ابوالحسن محمد صاحب اولادؒ ابوعبداللہ محمد صاحب اولادؒ ابوطاہر محمد صاحب نسلؒ اور ابوالفرج محسن صاحب اولاد۔

پس ابو۔علی محمد ابن احمد کی اولاد۔

علیؒ یسارؒ ابوعلی احمد

پس علی کا بیٹا ابوعمارہ حمزہ بن علی اور ابو علی احمد بن علی صاحب اولاد۔ پس یسار کا بیٹا۔ ناصر بن یسار صاحب اولاد تھے آپ کے اور بھائی بھی تھے۔ اور ابو علی احمد صاحب اولاد و نسل تھے۔

پس ابو عبداللہ الحسین بن احمد کی اولاد۔

ابو علی احمد بن حسین جن کا فرزند ابوالقاسم علی بن احمد صاحب اولاد جن کی اولاد جرجان میں تھی اور حسین کے دوسرے فرزند۔ سراھنک بن الحسین

تھے بلخ میں جن کی اولاد تھی۔
پس قاسم بن احمد صاحب اولاد تھے۔
پس حمزہ بن احمد صاحب اولاد تھے۔

یوں زید بن عبداللہ بن قاسم کی اولاد کا ذکر تمام ہوا۔ سوائے چند کے آپ کی ساری اولاد قزوین میں رہی اور وہیں آپ کی نسل بڑھی۔

اب رہے زید بن عبداللہ بن قاسم کے باقی دو بھائی احمد اور جعفر فرزندان عبداللہ بن قاسم کی اولاد کا ذکر تو اب ہم تفصیل جو دستیاب ہے ذکر کرتے ہیں۔

احمد اور جعفر فرزندان عبداللہ بن قاسم بن اسحاق عرضی کی اولاد کا ذکر

پہلے احمد کی اولاد کا ذکر۔

قاسم بن احمد (نصیبین)' زید بن احمد اور حسن بن احمد (آذربائیجان)
پس زید بن احمد کی اولاد۔

ابوطالب احمد (حران) پھر بغداد لے جائے گئے اور قید رہے۔ آپ کے دو بیٹے تھے علی بن احمد صاحب نسل' اور محمد بن احمد
اب جعفر کی اولاد کا ذکر۔

عبدالرحمان بن جعفر صاحب نسل آپ کے بیٹے قاسم شوشان تھے جن کی اولاد بنی شوشان کے نام سے معروف تھی اور دوسرے بیٹے علی ابن عبدالرحمان صاحب نسل جن کی اولاد اھواز میں رہی۔

جعفر کے دوسرے بیٹے عبداللہ تھے یعنی عبدالرحمان کے بھائی۔ آپ کی کنیت ابو جعفر تھی۔ صاحب نسل تھے۔ تیسرے سلیمان ابن جعفر کنیت ابو محمد صاحب اولاد۔ چوتھے علی ابن جعفر صاحب نسل اولاد بصرہ اور اھواز میں

رہی' پانچویں اسماعیل بن جعفر اولاد رے میں رہی اور چھٹے قاسم بن جعفر جن کا لقب قسام تھا۔

یوں عبداللہ بن قاسم بن اسحاق عرضی کی اولاد کا ذکر مکمل ہوا۔

اب آپ کے باقی بھائیوں کی اولاد کا ذکر کرتے ہیں' سب سے پہلے حمزہ بن قاسم کا ذکر

حمزہ بن قاسم بن اسحاق عرضی کی اولاد کا ذکر

آپ کے دو بیٹے تھے۔ احمد بن حمزہ جن کا لقب احمر عینہ تھا اور محمد بن حمزہ صاحب نسل

پس احمد بن حمزہ احمر عینہ کی اولاد۔

۱۔ جعفر بن احمد' آپ کی نسل میں تھے ابو علی محمد السمین اللازرق بزرگ تی بن احمد بن الحسین بن احمد احمر عینہ بغداد میں جنکا بیٹا حسین تھا موصل میں۔

۲۔ یعنی احمد احمر عینہ کے دوسرے بیٹے کا نام حسین تھا۔ یعنی موصل والے حسین کے پردادا

۳۔ حمزہ بن احمد۔ جن کی اولاد قاسم بن حمزہ صاحب نسل۔

۴۔ جعفر بن احمد۔ جن کی اولاد محمد بن جعفر صاحب اولاد و نسل۔

۵۔ عبداللہ بن احمد۔ جن کی اولاد ابو جعفر محمد بن عبداللہ۔

پس محمد بن حمزہ کی اولاد۔

آپ کی نسل میں باقی رہ جانے والے طاہر بن حسن بن محمد بن حمزہ تھے۔

اسکے ساتھ ہی اسحاق العرضی بن عبد اللہ الجواد بن حضرت جعفر طیار کی اولاد کا ذکر مکمل ہوا۔

باقی رہے حضرت عبداللہ ابن جعفر کے دو بیٹے اور اب ہم انکی اولاد کا ذکر کرتے ہیں۔

اولاد معاویہ بن عبداللہ الجواد بن حضرت جعفر طیار کا ذکر

(یہ حضرت عبداللہ ابن جعفر کے مصنف کے مطابق تیسرے بیٹے ہیں مگر ان کے نام پر اہل انساب کو مغالطہ ہوا ہے یا پھر اولاً کاتب کی غلطی کے سبب کہیں یہ نام معاویہ ہوگیا آپ کا نام معاویہ نہیں ہے بلکہ معمریہ ہے جس کے معنی اردو میں صاحب بزرگی کے ہیں۔ اور اس سلسلے میں نسب کی دوسری کتابوں کے علاوہ "القول الجازم فی نسب بنی ھاشم " کو دیکھا جاسکتا ہے۔ علاوہ ازیں جناب عبداللہ ابن جعفر کی اولاد میں صرف چار بیٹے نہیں ہیں بلکہ ہم یہاں پر لباب الانساب بیہقی اور قول الجازم سے۔ ساری اولادوں کے نام تحریر کرتے ہیں۔

۱' جعفر اکبر ۲' عون اکبر ۳' علی ۴' ام کلثوم (دختر) ۵' حسین ۶' عون الاصغر ۷' ابوبکر (جو کہ نام نہیں کنیت) ۸' محمد ۹' عبداللہ الاصغر ۱۰' محمد الاصغر ۱۱' یحیی ۱۲' ھارون ۱۳' صالح ۱۴' موسیٰ ۱۵' ام ابیھا (دختر) ۱۶' ام محمد (دختر) ۱۷' صالح ا لاصغر ۱۸' اسماء (دختر) ۱۹' لبابہ (دختر) ۲۰' حسین الاصغر ۲۱' معمریہ ۲۲' اسحاق ۲۳' اسماعیل یہ "قول الجازم " کے مطابق نام تھے یہاں لباب الانساب کے مصنف بیہقی نے چند ناموں کا اضافہ کیا آپ کی اولاد میں۔

۲۴' عباس ۲۵' جعفرالاصغر ۲۶' فاطمہ (دختر) ۲۷' ام الکرام (دختر)

عبارت مترجم

اب آپ کی اولاد کا ذکر کرتے ہیں
معمریہ ابن عبداللہ جعفر طیار کی اولاد

۱' صالح ۲' یزید ۳' علی ۴' عبداللہ ۵' محمد

(صاحب لباب الانساب ، بیہقی نے ایک اور بیٹا لکھا ہے جس کا نام حسن ہے علاوہ ازیں آپ لکھتے ہیں کہ دوسرے بیٹے کا نام یزید نہیں زید ہے اور یہ

صحیح ہے
اور ان کے علاوہ دو بیٹیاں بھی ہیں ام عبداللہ اور حمادہ)

قول مترجم

پس عبداللہ شاعر بھی تھے اور خطیب بھی۔
ابو مسلم مروزی عباسی کے دور حکومت میں قید کیے گئے ابو مسلم کے حکم سے اور قید ہی میں قتل کردئے گئے ہرات کے قید خانے میں قتل ہوئے قمندش کے مقام پر قبر مبارک ہے۔ ۱۸۳ھ سنہ شہادت ہے۔
اور کیسانیہ فرقے کے افراد نے کہا کہ ابوھاشم بن محمد حنفیہ کے بعد یہی ہمارے امام تھے۔ آپ کا بھی لقب جواد تھا۔ آپکی اولاد تو تھی مگر نسل آگے نہ بڑھی۔
پس محمد کی نسل آگے نہ بڑھی
پس صالح کے دو بیٹے تھے محمد صاحب نسل اور جعفر صاحب اولاد
اور محمد بن صالح کی اولاد۔ حسین جن کے بیٹے علی' زید اور حسن تھے۔
پس زید بن معمریہ۔جن کا نام مصنف نے مغالطہ میں یزید لکھا ہے کی اولاد فقط ایک فرزند عبداللہ بن زید تھے۔ جن کی اولاد یہ ہے۔
جعفر' محمد' علی
اور جعفر کی اولاد۔ عبداللہ اور محمد
اور عبداللہ مذکورہ کی اولاد محمد و علی و زید و جعفر
پس علی بن معمریہ کی اولاد۔ آپ کے بیٹے کا نام دادا کے نام پر معمریہ تھا۔ (مترجم)اور ان معمریہ بن علی بن معمریہ کی اولاد یہ ہے۔ علی اور عبداللہ اور علی کے بیٹے۔ محمد اور قاسم تھے۔ اور عبداللہ کے بیٹے۔ معمریہ صاحب اولاد تھے آپ کے ایک بیٹے کا نام زید تھا اور ان معمریہ کے باقی بھائیوں کے نام یہ ہیں عبداللہ کے باقی فرزند۔

علی، ابوطالب، جعفر، محمد، عقیل اور زید
اس کے ساتھ ہی معمریہ بن عبداللہ الجواد کی اولاد کا ذکر مکمل ہوا
اب مصنف کے مطابق حضرت عبداللہ الجواد بن حضرت جعفر طیار علیہ السلام کے آخری بیٹے اسماعیل کی اولاد کا ذکر کرتے ہیں۔

اولاد اسماعیل بن حضرت عبداللہ الجواد بن جعفر طیار کی اولاد کا ذکر

آپ کے ایک بیٹے تھے عبداللہ اور آپ کے بیٹے کا نام حسین تھا۔
اور ان حسین بن عبداللہ بن اسماعیل کی اولاد۔
عبداللہ شاعر تھے اور کلب الجنتہ کی عرفیت رکھتے تھے آپ کے فرزند اسماعیل ثانی تھے۔ جن کے دو بیٹے تھے حسین جن کی اولاد بغداد میں اور محمد جنکی اولاد جرجان میں تھی آپ صاحب نسل تھے۔
پس حسین بن اسماعیل ثانی بن عبداللہ کلب الجنتہ کی اولاد
ابوطالب عبدالوھاب جن کی اولاد میں سے بغداد میں محمد بن علی بن حسین تھے اور آپ کی نسل بنی طالبی سے معروف تھی۔ ابوطالب عبدالوھاب کے بیٹے محمد تھے جن کی بیٹی فاطمہ تھیں۔
اور کہا گیا ہے (یعنی قول ضعیف ہے) محمد بن علی بن حسین بن محمد بن اسماعیل ثانی کی طرف سے کہ جب فاطمہ نے انتقال کیا تو ان کی میراث طاہر بن قسام بن جعفر بن عبداللہ بن قاسم بن اسحاق عرضی نے
لی۔ اور اس خبر میں بڑا طول ہے۔ اس کے ساتھ ہی حضرت جعفر طیار کی اولاد کا ذکر مکمل ہوا۔
لہ بحوالہ حیات رضا محدث خراسانی و تاریخ ملا ہاشم، بحار الانوار، اور پیشوائی ہشتم شیعیان شیخ باقر ساعدی)

THE STUDY OF ELEGIES OF MIR ANEES

ON 2ND CENTENARY

Birth Anniversary of The Great Poet Mir Anees

Compiled by:-

Dr. Allama Syed Zamir Akhter Naqvi

In which are presented the scholarly works on Mir. Anees by the following scholars:-

Ghulam Imam , Amir Imam Hūr, S.Murtuza Hussain, S.A.H. Naqvi, (Fazal Fateh Puri), Prof. Syed Faizi, Syed Hashim Raza, Dr. Akbar Naqvi, Dr. Mohd Ali Siddiqui, Captain Altaf Hussain, Shakir Ali Jaffery, Prof. Karrar Hussain, Dr. Ahsan Farooqui, G-Alana

Presented By:

MOHSINA MEMORIAL FOUNDATION
(NEW JERSEY, U.S.A.)